کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سیرت و سوانح حیات (جامع)

حضرت پیر مہر علی شاہ

گولڑہ شریف

یاحی — یاقیوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سوانح حیات

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

گولڑہ شریف

مصنف

از قلم ادیب سخن ممتاز الشعراء ملک محمد اشرف قادری چشتی
ساکن کلریالہ گجراں ڈاکخانہ سید کسراں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

منگوانے کا پتہ
شمع بک ایجنسی ۸ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب ——— سوانح حیات خواجہ پیر مہر علی شاہ
دربار عالیہ گولڑہ شریف

مصنف ——— خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری
الچشتی غفرلہ

نظر ثانی ——— پیر طریقت الحاج پیر محمد مطلوب الرسول
للّٰہی سجادہ نشین دربار عالیہ للہ شریف
جہلم

ناشر ——— صابر حسین لاہور

کتابت ——— عبدالقیوم راولپنڈی

بار دہم ——— اکتوبر ۲۰۰۴ء

ضخامت ——— ۳۸۴ صفحات

تعداد ——— ایک ہزار (۱۰۰۰/-)

قیمت ——— [illegible]/- روپے

= نیا ایڈیشن معہ اضافہ شدہ

سٹاکسٹ
شمع بک ایجنسی
۸۔ یوسف مارکیٹ
غزنی سٹریٹ اردو بازار
لاہور

فہرست مضامین

Marfat.com
Marfat.com

اے اللہ

یَا بَاسِطُ
اے خوشحالی بخشنے والے

یَا رَزَّاقُ
اے روزی دینے والے

یَا فَتَّاحُ
اے رحمت کے دروازے کھولنے والے

یَا کَرِیْمُ
اے سخی

تمام پریشانیوں کے لئے اکسیر ہے۔ روز مقررہ وقت کیساتھ ۲۱ مرتبہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدنیا وَالْمَمَاتِ۔ (تین دفعہ صبح و شام پڑھیں)

فجر کے بعد: ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۱۰۰ بار، ظہر کے بعد: ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۱۰۰ بار، عصر کے بعد: ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۱۰۰ بار، مغرب کے بعد: ھو الغنی الحمید ۱۰۰ بار،

عشاء کے بعد: ھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۱۰۰ بار

ابتدائیہ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا!
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

محبوبِ الٰہی کی اُلفت جس دِل میں پائی جاتی ہے
ہر سانس میں اَللہ اَللہ کی اس قلب سے آواز آتی ہے

مرشد میرا ہادی مہدی کامل مردِ نیارا
نام مبارک مہر علی شاہ جی اشرف جانے عالم سارا
صحبت سُنگت پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں
اِک اِک سخن شریف انہاں دا محرم کردا رازوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اَمَّا بَعْدُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آل پاک پر دُرود و سلام کے بعد گذارش ہے کہ یہ بندۂ حقیر باوجود اپنی سینکڑوں کوتاہیوں اور کمزوریوں و مجبوریوں کے یہ تالیف حضرت قطبِ دوراں غوثِ زماں قبلۂ عالم خواجہ پیر سیّدنا مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ العزیز گولڑوی کے حالاتِ زندگی سامعین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس کے باوجود میرے دِل میں یہ جذبہ موجزن ہے کہ اعلٰحضرت خواجہ پیر سیّدنا مہر علی شاہ کی تبلیغ، تصوّف، اسلام کے سلسلے میں دینی خدمات قلم بند کروں۔ ایک عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار تھا کہ یہ ناچیز

ایک ایسی کتاب لکھے جو نہ اتنی مختصر ہو کہ مطلب ہی پورا نہ ہو سکے اور نہ اتنی طویل ہو کہ مطالعہ کے لیئے مزید وقت درکار ہو لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

گولڑہ شریف کے باپ اور بیٹا

جس نے دیکھا دِل دے بیٹھا

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم دفقر میں حضرت قبلہ و عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہؒ کو جو مرتبہ و مقام عطا فرمایا تھا اُس کا صحیح ادراک و بیان ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا۔ کیفیات قلبی اور مشاہدات باطنی کا استفہام اور پھر اُن کا الفاظ میں اظہار فرمایا کرتے تھے۔ تقریباً پچاس سال کی طویل صحبت و استفادہ کے باوجود بالآخر متاسفانہ انداز میں یہی کہا کہ افسوس ہم اعلیحضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکے۔ چنانچہ آفتاب آمد دلیل آفتاب پر اکتفا کرتے ہوئے اس وسیع میدان میں قدم بڑھانے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی تھی۔ لہذا اِس سلسلے میں، میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ شکر گزار ہوں جس نے بندۂ عاصی کو اپنی بے مثال بے شمار نعمتوں سے نوازہ اور طفیل رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور ان بزرگانِ دین کاملین شخصیتوں جناب پیرانِ پیر دستگیر، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی، شہنشاہِ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز، اعلحضرت خواجہ خواجگان پیر شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، اعلحضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتیؒ حضرت میاں فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف سیالکوٹ اور جناب قبلہ عالم مخدوم طریقت سیدنا پیر غلام محی الدین المعروف بابو جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے صدقے اور نگاہِ اولین سے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ورنہ ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کتاب ہذا گو مختصر ہے مگر گوناگوں خوبیوں کے باوجود حالاتِ زندگی خواجہ خواجگان
سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز پر مکمل مبنی ہے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں
کہ تمام عقیدت مند، اولیاء کرام، علماء کرام اور شائقین حضرات اس کتاب کے
مطالعہ سے مستفیض ہوں گے۔

تاہم برادرانِ اسلام بالخصوص متعقدینؒ آستانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف
سے توقع ہے کہ بندۂ عاصی کی اس سعی و محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

آخر میں التماس ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ عمیق نظروں سے فرمائیے اور اپنی خصوصی
دعاؤں میں اس گنہگار کو بھی شامل فرما لیجیے

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ؕ حقیقت میں دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے۔
جہاں اپنے بچوں کے لیے اور اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعا کریں گے وہاں اس بندۂ عاصی
کے لیے بھی ضرور دعا فرمائیں۔ آپ کی دعاؤں سے میری یہ تصنیف انشاءاللہ تعالیٰ بفضلِ خدا
میری بخشش اور سعادتِ دارین کا موجب بنے گی "آمین"

آپؒ کے حالاتِ زندگی پر قلم اٹھانا میرا اپنا منصب تو نہیں صرف اس حسنِ عقیدت
کے پیشِ نظر کہ شاید ان محبوبانِ الٰہی کی شان میں کوئی جملہ بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت
پاکر محشر میں میری نجات کا سہارا بن جائے۔ اپنی کم علمی کے باوجود قلم لے کر بیٹھ گیا۔ ورنہ

ؔ من کیستم کہ با تو دمِ بندگی زنم
چندیں سگانِ کوئے تو ہستم و یک منم

دوسرا مقصد یہ ہے کہ شاید میری یہ چند سطور مرشدی و سیدی حضرت خواجہ مہر علی شاہ
رحمۃ اللہ علیہ کے کسی حاضر باش اور صاحب بصیرت نیازمند کی توجہ اس طرف مبذول کر دیں
اور وہ آپ کے شایانِ شان "سوانح حیات" منصہ شہود پر لا سکے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی نے ۷۹ سال شمع رشد و ہدایت فروزاں
رکھی۔ آپ کی اسلامی روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ انسانوں

نے صراطِ مستقیم پائی۔ اگر آپ حضرات نے میری جستجوئے محبت اور جانفشانی کی قدر کی تو بفضلِ خدا تعالیٰ مرشدِ کامل برحق راہ متین اعلیٰحضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ العزیز کی حیات مبارکہ مصنف کی قابل قدر داد ہوگی۔

والسلام

مٹے گی دل سے نہ یاد گولڑہ شریف
کہ ہے بہشت سواد گولڑہ شریف

مجھے عاجزی میں وہ مزہ ملا جو غرور تھا وہ نکل گیا
تیرے کرم کی ایسی ہوا چلی کہ میں گرتے گرتے سنبھل گیا

میاں محمد بخشؒ عارف کھڑی شریف فرماندے نیں ؎

ہک مرمر بناون شیشہ ہک مار وٹہ بھن دے
دُنیا اُتے تھوڑے رہ گئے قدر شناس سخن دے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط طالب دعا و نگاہ

احقر العباد خاکپائے محمدؐ و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیچمدان!

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی
کلریالہ گجراں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔

تقریظ !

علامہ الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ

سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ العزیز الحمید القدیم الواحد الوحید الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الرؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الذین قاموا علی الصراط المستقیم ۔ امابعد!

تاریخ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ اطراف واکنافِ عالم میں دین اسلام کی اشاعت اولیاءِ کرام اور علماءِ حق کی بے لوث تبلیغ کی بدولت ہوئی ۔ انہی بے نفس حضرات کی مساعی جمیلہ سے آج دنیا کی فضا توحید وسنت کے دلنواز نغمات سے گونج رہی ہے ۔ بالخصوص برصغیر پاک وہند کی سرزمین میں "تخم سجدہ" کی کاشت اور شجر اسلام کی آبیاری میں زیادہ تر صوفیاء کرام کا ہی حصہ ہے ۔ اس خطہ کی تاریخ مشاہدہ ہے کہ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال عدیم المثال حکمرانی انہی محبوبانِ ربانی کی مبلغانہ جدوجہد کا نتیجہ تھی ۔

یہ اہل اللہ عرب سے اٹھے ، سنجر اور غزنی سے آئے اور کفرستانِ ہند میں راہ سے بھٹکی ہوئی انسانیت کے سامنے خلق محمدی کا وہ عظیم نمونہ پیش کیا کہ گنگ وجمن کے حواری اور بت کدہ سومنات کے پجاری خدائے واحد کے

پرستار اور توحید و رسالت کے علمبردار بن گئے۔

اسی مقدس جماعت کی ایک بقیۃ السلف شخصیت فخرِ سادات چشتیاں حضرت خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی جنہوں نے مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع قصبہ گولڑہ شریف میں ۷۹ برس شمع رشد و ہدایت فروزاں رکھی۔ آپ کی اسلامی و روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ انسانوں نے صراطِ مستقیم پائی۔

آپؒ کی حیات مصنّف خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی نے لکھ کر زائرین کے مطالعہ کے لیئے پیش کر دی ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے مظاہرہ کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کے صدقے اور سیّدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ کے صدقے اِن کی اس کوشش کو توشۂ آخرت بنا دے۔ "آمین"

کتاب مکمل اور جامع ہے۔ بڑے پیارے انداز میں لکھی گئی ہے زیادہ سے زیادہ خرید کر مطالعہ کریں۔ اور مصنّف و پبلشرز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

"والسّلام"

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

دعاگو!
پیر علاؤالدّین صدیقی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ
نیریاں شریف تراڑکھل، پونچھ
آزاد کشمیر

تقریظ !

محقق ابن محقق مخدوم اہلسنت
شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی **محمد عبدالشکور چشتی ہزاروی** مدظلہ العالی
بزم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین
اما بعدہٗ

برصغیر میں زہد و ریاضت اور عبادت الٰہی میں یگانۂ روزگار ہر دور میں اُمتِ مسلمہ کو اسلام کی تعلیمات سے بہرہ مند رکھنے کی تگ و دو اولیاء کرام گزرے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام تہذیب و اخلاق اور اصلاحِ نفوس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں آج جو ہم اسلام کی عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخلاقِ حسنہ کے شاہکار دیکھ رہے ہیں یہ سب ان ہی اولیاء کرام کی برکات اور کرامات کا نتیجہ ہیں جتنی خدمت اسلام کی سربلندی، نفاذِ شریعت اسلامیہ، حفاظتِ ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدافعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اہل بیتِ عظام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ اقدس کی حفاظت کے لیئے ان بوریہ نشین اولیاء کرام نے اپنی مقدس خانقاہوں میں بیٹھ کر کی۔ کسی صاحبِ منصب و جاہ اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے سرمایہ دار کو نصیب ہوئی۔ برصغیر کے اِن ہی عظیم المرتبت بزرگانِ کرام میں ایک عظیم شخصیت عارف باللہ واقفِ اسرار اعلیٰحضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔ جنہوں نے اپنے دور میں اپنی توجہاتِ باطنی اور روحانی کمالات سے مخلوقِ خدا کی اِصلاح کی۔ اعلیٰحضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں قیام فرما کر اپنی الٰہی توجہات باطنی کے ذریعہ برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں یادِ الٰہی، محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، عظمت اہل بیتؓ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درس دیا۔ بڑے بڑے اکابر علماء جو کہ صاحب تصانیف گزرے ہیں۔ وہ کام انجام نہیں دے سکے جو اس بزرگانہ صفت درویش نے اپنے باطنی اور روحانی کمالات کے ساتھ تبلیغ اسلام کے لیئے دور دراز ممالک میں، صحراؤں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اسلام کی عظمت اور روحانی سلوک و معرفت کی عظمت کے جھنڈے گاڑھے۔ نیز سلسلۂ عالیہ جناب پیرانِ پیر دستگیر محبوب سبحانی شہباز لامکانی، غوث صمدانی شہنشاہِ ولایت شیخ ابو محمد محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہوتے ہوئے انہی کے طریقۂ تبلیغ واشاعت کو اپنا کر سلسلۂ روحانی کو پھیلایا اور اپنے اُن فرائضِ منصبی کو کما حقہٗ پورا کیا۔ ایسی برگزیدہ شخصیت کے حالاتِ زندگی خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی آف کلر یالہ گجراں نے بڑی محنت و کوشش سے تصانیف فرما کر زائرین کے سامنے پیش کیئے ہیں۔ واقعی اسمِ بامسمیٰ ہیں گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دکھایا ہے۔

اس وقت بھی آپؒ کی اولاد کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آپؒ کی اولاد آپؒ کی بزرگانہ روش کو قائم رکھتے ہوئے تبلیغ دین اسلام اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چراغ جلائے ہوئے ہیں باوجود اس کے گولڑہ شریف میں آپ کی اولاد صاحب جاہ و منصب ہونے کے قابلِ احترام اور بزرگانہ نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی اولاد بھی اپنے بزرگوں کی اس پاکیزہ روش یعنی اخلاق حسنہ کے ساتھ دینِ اسلام کی سربلندی اور تبلیغ پر قائم ہے اور وقتِ مقررہ پر اپنے جدِ امجد اعلیحضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور غوثِ زمان پیر غلام محی الدین المعروف بابوجی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب پیرانِ پیر دستگیر محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک کو نہایت ہی عقیدت و احترام اور شاندار طریقے سے منا کر محبت و اخلاق کا درس دیتے ہیں

اِس وقت آپؒ کے مزار مبارک پر روحانیت کی بارش ہو رہی ہے۔ اور لوگ جوق در جوق آ کر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

آپؒ کے عقیدت مند، محبّ الفقراء ملک محمد اشرف نقشبندی قادری، چشتی مصنّف کتب کثیرہ نے آپ کے حالاتِ زندگی اور اذکار کی کتاب لاجواب لکھ کر انتہائی رہنمائی کی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اِس کوشش کو قبول فرمائے اور درجات بلند ہوں۔

"آمین"

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا
او نشیند در حضورِ اَولیاء

مفتی عبدُالشکور ہزاروی چشتی
وزیر آباد (پاکستان)

—○—

تقریظ! مخدوم طریقت رموزِ حقیقت

کامل مردِ فقیر سائیں عبدالرشید صاحب حیدری، قلندر سجادہ نشین دربارِ عالیہ مخدوم پیر سید فضل حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ چوک شاہاں ممیام شریف۔ ڈاکخانہ باغمیری۔ تحصیل کہوٹہ۔ ضلع راولپنڈی۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
امابعدہٗ

سوانح حیات خواجہ خواجگان الحاج اعلیحضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ مصنف جناب خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری، چشتی آف کلر یالہ گجراں کی کتاب کا بندہ نے عمیق نظروں سے بغور مطالعہ کیا۔ کتاب واقعی اسم بامسمیٰ ہے۔ ملک صاحب نے لاتعداد کتب تصنیف کی ہیں۔ مگر سلسلہ چشتیہ میں بھی جامعہ حالاتِ زندگی لکھ کر اس میدان میں بھی لوہا منوا گئے ہیں۔ سلطان الاولیاء رئیس الفقرا راہنمائے جادۂ نوروانِ راہِ طریقت الحاج خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرات، تاجدارِ گولڑہ شریف، پیر سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ کی شان کا بیان مجھ ناچیز کے بس کی بات ناممکن! ناممکن!

وہ عظیم تھے کہ ان کی صفات کے بیان کے لیئے بڑے علم

بڑی نگاہ اور بصیرت کی ضرورت ہے اور ہیں بندۂ ناچیز جس کا علم محدود، جس کی نگہ ضعیف اور عقل و بصیرت سے تہی دامن بھلا میں کیا۔ اور میری ہستی کیا، پھر بھی اس عظیم و جلیل ہستی کا تذکرہ کرنے کیلئے جس محبت و عقیدت کی احتیاج ہے۔ وہی جذبۂ بے خودی بار بار اُکساتا رہا۔ جراٗت و ہمت دلاتا رہا۔ اگرچہ تم کوئی بڑے عالم نہیں، سگِ دربارِ رسالت ﷺ یعنی پنجتن پاک ؓ ہو۔ محبت آلِ نبی ﷺ اور مولا علی المرتضےٰ شیرِ خدا، حیدرِ کرار کے ماننے والے ہو۔ اولیاٗ اللہ و بزرگانِ دین کی مجالس و محافل میں بیٹھنے والے ہو۔ لہٰذا آپ بھی خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں تقریظ لکھ کر اسمِ گرامی چشتیہ فقراٗ کے رجسٹر میں درج کروالیں۔ کتاب لاتعداد خوبیوں کی مالک ہے۔ مارکیٹ میں خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کی نمایاں تصنیف ہے۔ ہر آدمی محب الفقراٗ اسے خرید کر مطالعہ سے مستفید ہو۔ مصنف اور پبلشرز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

دُعا ہے کہ خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کو اللہ تعالیٰ مزید ترقی و ہمت کی توفیق دے۔ زورِ قلم اور زیادہ۔ اور ملک صاحب کی اس سعیٔ جمیلہ کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

دُعا گو! سائیں عبدالرشید حیدری قلندری
آستانہ عالیہ ممیام شریف۔ راولپنڈی

اِنتسابِ جمیل:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

میں اپنی اس سعی وکوشش کو جنابِ غوثِ دوراں حضرتِ قبلۂ عالم الحاج پیر سیّدنا غلام محی الدّین "المعروف" بابوجی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین صاحبزادہ الحاج پیر سیدنا غلام معین الدّین المعروف بڑے لالہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت الحاج پیر سیّدنا شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہ العالی کے نام نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی روحانی توجہ سے مجھ جیسے خطا کار کو حیاتِ خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ کی تالیف کا شرف ملا

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی وی نئیں مردے
بے شک ہووی تاں آکے ویکھ لے قبراں اتے دیوے بلدے

فقط طالبِ دعا و نگاہ

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرِ عقیدت

شیخ طریقت، امیر شریعت، جامع معقول، زین العارفین، قدوۃ السالکین جگر گوشۂ سیدنا پیر مہر علی شاہ حضرت الحاج پیر غلام محی الدین المعروف بابوجی دامت فیوضہم زیب آستانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف

کے حضور!

جن کی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات و توجہات کی بدولت ہزاروں گم گشتگانِ جادۂ حق، صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پہ گامزن ہیں، جن کی نگاہِ کرم اور روحانی توجہ سے ناچیز کو حیات خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب و تالیف کا شرف حاصل ہوا۔

میری قسمت سے الٰہی! پائیں گے یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے اُن کے داماں کے لیے

ملک محمد اشرف نقشبندی
قادری چشتی عفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوّف

باطنی اعمال و تہذیب اخلاق کو تصوّف کہتے ہیں

تشریح

تصوّف سے مُراد ہے صوفی بننے کے لیے رنج و مشقت اٹھانا اور اپنی کوششوں سے یہ حاصل کرنا اور صُوفیہ کا پیراہن پہن لینا۔ جبکہ زاہد شخص زہد کے آخری درجے میں پہنچ کر ایک خاص مقام حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کے دِل سے دُنیا کی تمام اشیاء کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے دِل سے ان کی خواہش دور ہو جاتی ہے۔ تب وہ متزید کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تمام دوستوں کی محبت دِل سے ختم ہو جاتی ہے۔ دُنیاوی چیزوں کی بجائے کوئی اور نہیں چیز اس کی نگاہ میں جلوہ گر ہونے لگتی ہے۔ دشمنی بغض اور دُنیاوی دوستی ترک کر کے اپنے خالق حقیقی کا حکم کا تابع بن جاتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی سے حُکم کا منتظر رہتا ہے۔ یہ متصوّف کا درجہ ہے۔

بعض نے تصوّف کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ کے ساتھ سچّے دِل سے معاملہ رکھے اور خوش اخلاق ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ نفلوں کے ذریعے سے میرا قرُب حاصل کر لیتا ہے۔ اور میری دوستی کا طالب ہوتا ہے۔ تو میں اُسے اُسی وقت اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر اُس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دِل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سُنتا ہے۔ میری ہی مدد سے دیکھتا ہے۔ اور میری ہی زبان سے بولتا ہے۔ سب کچھ وہ مجھ ہی سے پاتا ہے اور

مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ اس قسم کے بندے کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدائی علم، نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا! کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا۔ صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہے۔ وقت اپنا دوست بنالیتا ہوں۔ پھر اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سنتا ہے، میری ہی مدد سے دیکھتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے، سب کچھ وہ مجھ سے پاتا ہے۔ اور مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے ساس قسم کے بندے کا دل اللہ کا محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدا ہی علم نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہوں۔

فنا فی الشیخ

جو مرید اپنے شیخ کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو مٹا کر شیخ کی ہستی میں سما جاتا ہے۔ اور وہ نہیں رہتا، بلکہ اس کے اندر سے شیخ ہی بولتا ہے دوسرے لفظوں میں اپنی ذات کو شیخ کی ہستی کے اندر فنا کر دیتا ہے۔ اسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

صحابہ کرام نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بار پوچھا! یارسول اللہ! من اولیاء اللہ۔ اولیاء اللہ کون ہیں تو آپ صا رنبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذرو وا ذکر اللہ۔ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔

Marfat.com
Marfat.com

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

تشریح

طریقت میں پہلی منزل فنافی الشیخ "یعنی شیخ کی ذات میں گم ہو جانا ہے"
جب تک شیخ کی ذات میں گم نہیں ہو گا۔ آگے کی منزل کا پتہ نہیں پا سکے گا۔ مُرید صادق کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مُرشد کی صفات کو بالذات خود میں ضم کرے۔ یعنی مرشد کی ہر ادا، ہر خصلت، ہر عمل کو اپنانے کی کوشش کرے۔ ہر وقت اس کے خیال میں گمان مُرشد سمایا رہے ؎

میرے تصورات میں نقشہ ہو پیر کا
مرشد ہی سامنے ہو نظر جب اٹھاؤں میں

حضرت جنید بغدادی اور مُرید

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "یا اللہ" کا وِرد کرتے ہوئے دریا پار کرتے ہیں۔ اور مُرید کو فرماتے ہیں کہ تو "یا جنید یا جنید" پکارتا ہوا آ۔ مُرید نے اپنے مُرشدِ کامل کو دیکھا تو اُس نے "یا جنید" کی بجائے "یا اللہ" کہنا شروع کیا۔ تو ڈوبنے لگا۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت:
آپ "یا اللہ" کہیں تو دریا پار ہو جاتے ہیں، اور میں کہوں تو ڈوبتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی ہوس ہے۔
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی)

Marfat.com
Marfat.com

معلوم ہوا کہ جب تک انسان "فنا فی الشیخ" کے مرتبے پر فائز نہ ہو۔ اس وقت تک مرتبہ فنا فی الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فائز ہونا ممکن نہیں۔ تو فنا فی اللہ کے درجے پر کیسے فائز ہو سکتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

فَنَاّ فی الشّیخ کا فائدہ

حضرت سید خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا، حضور فنا فی الشیخ کس قدر فائدہ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا!

دوہرا دگنا اور مزید ارشاد فرمایا! کہ جلدی فائدہ تو یہی دیتا ہے کہ یہ بہت آسان اور جلدی واصل ہونے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ جب پیشوا کا تصور پختہ ہو جاتا ہے تو کمالات اور تجلیات جو پیشواء پر بالا حالت وارد ہیں۔ وہ بوجہ اس کی محبت کے بالتبع پیروی کرنے سے اس پر بھی وارد ہونے لگتی ہیں۔ وہ بوجہ اس کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے تصور کو یہاں تک پکا کرنا چاہیے کہ تمام حرکات و سکنات نشست برخاست غرض کہ ہر فعل میں پیشواء کی ادائیں آجائیں اور آخر کار پیشوا کی صورت کے مشابہ ہو جائے۔ اسی سے پھر گلدستہ کھل جاتا ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۴۶۰)

فَنَاّ اتنا ہو تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

ہر مقام کے خاص آداب ہوتے ہیں۔ وہی شخص منزلِ مُراد تک پہنچ سکتا ہے۔ جو ہر لمحہ ہر آن آداب شیخ کو ملحوظ رکھے گا۔ ورنہ فیضانِ مرشد سے ہمیشہ محروم رہے گا لہٰذا مریدِ صادق کا فرض ہے کہ حد و ادب قائم رکھے۔ شیخ و مرشد کے مزاج گرامی کا شناسا ہو ان کی نورانی طبیعت کا مشاہدہ کرتا رہے۔ اور بطریقہ مجلس ہر وقت شیخ کی طرف

Marfat.com
Marfat.com

حقیقت میں وہی سرمایۂ عمر گرامی ہے
جو لمحات حسین ہم تیری محفل میں گزار آئے

فنافی الشیخ ہونے کے لیے سب سے اہم بات "تصور شیخ" ہے۔
میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ے وادی فقر فنا دے اندر، اگلی منزل آئی
فقر فنا اندر چپ بہتر گل نہ جاندی بائی

تصوّرِ شیخ کیوں کیا جاتا ہے؟

تصور کے معنی ہیں۔ خیال کرنا یا خیال رکھنا۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کی قدرت سلطنت کا خیال رکھے۔ تاکہ یہ خیال اسے گناہوں سے روکے۔ مگر انسان بے دیکھی ذات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ نہ ہم نے رب دیکھا ہے نہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا ہے۔ اس لحاظ سے اگر صورت شیخ کو دھیان و تصور میں رکھا جائے تو یہ شکل آئینہ حق نما بن جائے گا کہ کچھ عرصے بعد اس سے تصور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوگا۔ اور پھر رب تعالیٰ کی صفات پر دھیان جم جائے گا۔ جو کہ اصل مقصود ہے۔ مُرید کے دِل میں پیر و مرشد کی محبت اور عشق نہایت ضروری ہے اور "تصورِ شیخ" اسی کی ایک کڑی ہے۔ اور جب تک پیر و مرشد سے محبت و عشق نہ ہو تو ولایت کسی کو نصیب ہوتی ہی نہیں۔

تصوّرِ شیخ کا طریقہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ

احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور متبحر عالم تھے۔ آپ بلاشک فنا الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلی منصب پر متمکن تھے۔ بارہا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس سے خواب میں مشرف ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ "تصور شیخ" کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"خلوت" (تنہائی) میں آوازوں سے دور، رو بہ مکان شیخ مرشد کے گھر کی طرف منہ کرکے اور وصال ہو گیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے۔ محفل خاموش باادب، بکمال خشوع وخضوع صورت شیخ کا تصور کرے۔ اور اپنے آپ کو اس کے حضور حاضر جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انوار و فیوض شیخ کے قلب پر... فائض ہو رہے ہیں۔ میرا قلب، قلب شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری (گداگری) لگا ہوا ہے۔ اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آرہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھائے یہاں تک کہ جم جائے۔ اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس میں انتہا پر شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی۔ اور ہر کام میں مدد کرے گی۔ اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی۔ اس کا حل بتائے گی۔

(الوظیفۃ الکریمہ صفحہ ۱۹)

خاصان خدا، خدا نہ باشند
لیکن زخدا، جدا نہ باشند

نماز میں مرشد کا تصور

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شیخ و مرشد کا تصور نماز میں عمداً (قصداً) نہ لائیے کہ یہ خشوع کے خلاف ہے۔ ہاں بلا ارادہ آ

جانے پر پکڑ نہیں ۔ مگر تصور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں رکھنا بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے ۔ جن کی اداؤں کی نقل کر رہا ہے ۔ اِن کا خیال بھی ضرور رکھے ۔

(اسرار الاحکام صفحہ ۵۸)

ہاں مرید یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز کا سلام پھیرتے وقت جب سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں امام و مقتدیوں پر سلامتی کی نیت کرے تو اپنے پیر و مرشد پر بھی سلامتی کی نیت کرے ۔

پیر کے لئے دُعا کرتا رہے

پیر کی خدمت دِل وجان اور ہاتھ پاؤں سے بجالائے اور شکر کرے کہ پیر ہی کی عنایت سے اس خدمت کی مجھ کو توفیق ہوئی ہے ۔ ہر وقت پیر کے لئے درازیٔ عمر اور قربِ خداوندی کی دُعا کیا کرے ۔ اگرچہ اس غریب کی دُعا سے کیا ہوتا ہے ۔ مگر اس بات میں اس کے خلوص و محبت کا اظہار ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے یہ کرتا ہے اگر پیر و مرشد وصال فرما چکے ہوں ۔ تو ایصالِ ثواب سے ان کی رُوح مبارک کو خوش کیا کرے ۔ اور ہر وقت پیر زبان سے جاری رکھے ۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے
ملا دیتے ہیں یہ اللہ والے اللہ سے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مجھے بچوں کی پانچ عادتیں بہت پسند ہیں :

۱- وہ رو کر مانگتے ہیں، اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

۲- وہ مٹی سے کھیلتے ہیں۔ یعنی تکبر اور غرور خاک میں ملا دیتے ہیں۔

۳- جھگڑتے ہیں، لڑتے ہیں، پھر صلح کر لیتے ہیں۔ یعنی دل میں حسد، بغض اور کینہ نہیں رکھتے۔

۴- جو مل جائے وہ کھاتے ہیں۔ اور کھلاتے ہیں، اور زیادہ جمع کرنے، اور ذخیرہ کرنے کی حرص نہیں کرتے۔

۵- مٹی کے گھر بناتے ہیں۔ کھیل کر گرا دیتے ہیں۔ یعنی بتاتے ہیں، کہ یہ دنیا "مقامِ بقا" نہیں، بلکہ مقامِ فنا ہے۔ (الحدیث)

خوشی ہے آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کے تشریف لانے کی

سوائے ابلیس کے سارے جہاں میں خوشی منا رہے ہیں

فنا فی الرسول

فنا فی الشیخ کے بعد دوسرا درجہ فنا فی الرسول کا آتا ہے۔ اور اب سالک اپنے آپ کو نورِ رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضم کر دیتا ہے

اپنی ہستی کو مٹا ڈالتا ہے۔ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کی منزل پر فائز اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے مظہر تھے۔ جب صورت حال یہ ہوتی ہے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

تو پھر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت انداز سے اس حقیقت کی عکاسی کی ہے۔

ع
ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دلنواز
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز
نقطہ پرکار حق، مرد خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز
عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

تشریح

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک خداوند قدوس کی کائنات کا مجسم نور اور چمکتا ہوا مہتاب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین خداوند قدوس کی اور کائنات کی وہ روشن ہستی ہے۔ جو کہ ابدتا حشر تک چمکتی اور دمکتی رہے گی۔ انسان اگر اپنے وجود کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمۃ اللعالمین کی محبت میں گم کردے۔ تو کامیابت الٰہی میں کسی وقت بھی اور کسی پہلو بھی بے چینی سے دوچار نہ ہوگا۔ مگر اپنے آپ کو سنّتِ رسول اور محمدؐ کی محبت میں فنا کرنا لازم وملزوم ہیں زندگی کا روشن اور قائم پہلو یہی ہے کہ اپنے آپ کو انسان فنا فی الرّسول کرے یہ دونوں مراتب اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ تصوّف کے اس قوانین کو انسان اپنا لے تو اپنے آپ کو خدا کی راہ میں فنا کرنا اپنی نجات اور دوسروں کو راستہ دکھانا لازم ہوتا ہے۔ خداوند قدوس اپنے بندوں کو کبھی بھی اپنے در سے نا اُمید نہیں کرتا۔

بقولِ شاعر ؎

جو مانگنے کا طریقہ ہے اسی طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

لیکن مانگنے کے ڈھنگ اور مانگنے کا طریقہ ان دو مراتب کے بعد ہی آتا ہے۔ زندگی بقا کے دَور میں داخل ہوتی ہے۔ جس کو دنیاوی طریقے میں موت کہا جاتا انتقال کے معنی لفظی یہ ہیں کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔ لیکن ان مراتب کو حاصل

کرنے کے بعد موت ناممکن ہوجاتی ہے۔ کیونکہ خدا بندہ نواز ہے وہ اپنے بندے پر
نوازشیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ حقیقت میں ولی کامل جو اس راہ میں گم ہو جاتا ہے
وہ موت سے دوچار نہیں ہوتا۔

فَنَا فِی اللہ

راہِ تصوف میں فنا فی اللہ کا آخری مقام ہے۔ اس مقام پر سالک اپنے
آپ کو بھول جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو انوار الٰہی میں گم جاتا ہے۔ جس کے اسرار
رموز نہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور نہ سمجھائے جاسکتے ہیں۔ اس کے حال جب "اللہ" ہی
واقف ہوتا ہے۔ یہ مقام وُہ مقام ہے جب اس کی زبان سے "اللہ" بولتا ہے بلس
اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُسے کسی کی پرواہ ہوتی ہے۔ کوئی کیا کہتا ہے
کوئی کیا کر رہا ہے۔ اسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "من عادی لی اولیاء"
"جو میرے کسی ولی کا دشمن ہوگا۔ میں اس کے خلاف اعلان
جنگ کرتا ہوں"۔ اِسی لیے جس شخص نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی وہ اس دُنیا میں تباہ و
برباد ہوگیا۔

تشریح

اہلِ صفا یا متصوفین وہ لوگ ہیں۔ جو دنیا اور اُس کے علائق سے قطعی طور پر
لاتعلق ہو کر صرف اور صرف اپنے آپ کو خدا کی ذات میں مدغم کردیں یہ مقام فنا فی اللہ

کا مقام ہے۔ اور فنافی اللہ کے مقام تک پہنچنے کے لیے جسم و روح کی اتنی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے کہ دنیا سے وابستگی کا ایک ذریعہ بھی جسم یا رُوح سے یگانہ ہو۔

اس تصفیۂ روح و جسم کے بعد فطری طور پر انسان خدا کی قربت میں پہنچ جاتا ہے جسم بھی روح کی مانند لطیف ہو جاتا ہے۔ اور صوفی جب چاہتا ہے۔ اپنے روح کا تعلق جسم سے جوڑ لیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ جسم کو روح سے الگ کر کے اسے کائنات کے مشاہدہ کے لیے چار دانگ عالم میں بھیجنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ جب وہ عرش کی خبر دیتا ہے تو صحیح اور فرش کی خبر دیتا ہے تو وہ پختہ اور سچی خبر ہوتی ہے۔ پھر اس کا ہر فعل فعل خداوندی بن جاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے "اِنّا الحق" تو صاحبِ شرع مولوی کو اس لفظ میں کفر کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن ایک سالک سمجھ جاتا ہے کہ اب "اِنّا الحق" کہنے والا فنافی اللہ کا مقام حاصل کر چکا ہے۔ "انا الحق" کا نعرہ کوئی شخص اختیاری طور پر نہیں مارتا۔ بلکہ یہ لفظ مقامِ وصل پر ہوا اُس ہستی کے ایک ایک رنگ سے خود بخود ابھرنے لگتا ہے۔ جو اس مقامِ بلند تک پہنچ جاتا ہے۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عجب من شمس تبریزم کہ عاشق گشتہ ام برخود
چہ خود را خود نظر کردم نہ دیدم جز خدا در خود

ایک اور مقام پر شمس تبریز فرماتے ہیں:

خود عاشق و معشوق خود قاتل و مقتول
خود تیغ زدی بر من، خود شور و فغاں کردی

Marfat.com
Marfat.com

خواجہ معین الدین چشتیؒ

کے ایک فارسی شعر کا کسی پنجابی شاعر نے خوب ترجمہ کیا ہے۔

کی بادہ کی جام نے ساقی نے کی مست شرابی
چپ کر، بول معین الدین نہ آہے آ او آپی

لیکن اس مقام پر پہنچنے کے لیئے بڑے سخت مجاہدے کی ضرورت ہے۔ بڑا مشکل مقام تو دنیا سے قطع تعلق کرنا ہے۔ وہ بڑی جرأت والا ہوتا ہے۔ جو عزیز و اقارب، دولت و حشمت اور دنیا کے سکھ چھوڑ کر جنگل جنگل اور دشت دشت بھوکا پیاسہ اور ننگا حق ہو کا نعرہ مستانہ مارتا اور عمریں گزار دیتا ہے پھر ضروری نہیں کہ جلد ہی اللہ کی قربت نصیب ہو جائے۔ قرآن میں بالوضاحت ہے کہ یہ مال و اولاد تمہارے لیئے "فتنہ" ہیں یہاں "فتنہ" سے مراد ہے "آزمائش" یعنی یہ چیزیں تمہارے لیے ابتلا و آزمائش کا مقام رکھتی ہیں۔

میاں محمد بخش ؒ عارف

کھڑی شریف نے سیف الملوک میں اسی جانب اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں

بھین بھراواں یار اشناواں ہو یوس چھوڑ اکلّا
متے ہما پکھیرو لبھے ہو جاوے سب بھلّا
سیمرغ نوں جال لگایا ہتھ لگن دی آسے
کچیاں تنداں نال محمد کداو پنچھی پھاسے

مطلب یہ کہ دنیا سے قطع تعلق کر چکا ہوں تاکہ ہما مل جائے میں نے ہما کو پکڑنے کے لیئے جال لگایا ہے مگر یہ ڈوری جو جال کی ہے وہ ابھی کچی ہے اس میں سیمرغ نہیں پھنس سکتا یعنی رب کو پانے کے لیئے ابھی اور مجاہدہ اور ریاضت کرنی پڑے گی۔ تب جا کر یہ رسیاں مضبوط ہونگی اور مجھے قربت خداوندی یا مقام فنا فی اللہ حاصل ہو گا۔

پیر طریقت (شیخ) کی ضرورت

اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

العِلمُ عِلمَان۔ علم الابدان وعلم الادیان۔

چونکہ دُنیا کے اندر علم کی فضیلت کے بغیر اور کوئی فضیلت والی چیز نہیں عظمت و جلال الٰہی کو وہی پہچان سکتا ہے جس کو اللہ تبارک تعالیٰ نے علم کی دولت عطا فرمائی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے؛

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جو عالم ہوتے ہیں) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کا علم اعلیٰ درجے کا ہے۔

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ

(یعنی گواہی دیتا ہے اللہ کہ کوئی الوہیت والا نہیں سوائے اس کے اور گواہی دیتے ہیں ملائکہ اور علم والے)

علم کی دو مشہور شاخیں ہیں ایک علوم تو وہ ہیں جن کو دنیاوی علوم عرف عام میں کہتے ہیں۔ آگے ان کی بھی بے شمار شاخیں ہیں جو مختلف مضامین مفیدہ پر مشتمل ہیں۔ دوسرا علم علمِ معرفت الٰہی ہے۔ یہ علم کی وہ شاخ ہے جس کا معلم خود پروردگار عالم ہے۔ یہ علم انبیاء کی وساطت سے لوگوں تک پہنچتا رہا تا آنکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرما کر تمام دنیا کے لیے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی نعمتوں کی انتہا کر دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی دُنیا میں آئے گا اور نہ ہی اسلامی علوم کے علاوہ کسی اور دین کی مخلوق الٰہی کو ضرورت ہوگی۔ اب اللہ کی معرفت کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جائے۔

چونکہ اب قیامت تک کسی نئے نبی نے نہیں آنا۔ اس کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے قیامت تک بندوبست کر دیا ہے کہ دین کو سکھلانے اور عمل کرانے کے لیے ہر وقت دن رات بلکہ ہر ملک اور خطے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علوم کو پہنچانے کا عمل جاری و ساری رہتا ہے یہ ذمہ داری جس مُقدّس گروہ کے حوالے کی گئی ہے۔ یہ گروہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے علماء ہیں جو روشنی کے چراغ ہیں اور دن رات محنت کر کے علوم شرعیہ حاصل کرتے ہیں اور ان علوم پر عمل کر کے تقویٰ کے اعلٰے ترین مقام تک پہنچے ہیں اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

العلماء ورث الانبیاء (اور انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کچھ درہم و دینار کی میراث نہیں چھوڑی بلکہ علم ہی میراث چھوڑا ہے سو جس نے اس علم کو لیا اس نے بھرپور حصہ پایا۔

(رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

جس طرح باقی علوم حاصل کرنے کے لیے ان علوم کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اسی طرح دین کا علم حاصل کرنے کے لیے بھی اس کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ آپ خود بخود ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر نہیں بن سکتے۔ اسی طرح رَاسِخِیُنَ فِی الْعِلْمِ کی تعلیم کے بغیر آپ علوم شرعیہ والطریقہ سے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ آپ کو عالم کامل کو اپنا رہبر تسلیم کریں۔ اور اپنا آپ کو اُس کی جھولی میں ڈال دیں۔ تاکہ وہ بھی آپ پر نظرِ شفقت کر کے آپ کو اپنا

Marfat.com
Marfat.com

(شاگرد) بنا لے۔ پھر ایک زمانہ صحبت با ؤلیاء بہ از طاعت صد سالہ بے ریا۔ آپ اگر سو سال بھی اپنے طور پر کوشش کرتے رہیں۔ لیکن ولی کامل کی ایک صحبت اور ایک نظر سے آپ کی قلبی کا بلیت بدل سکتی ہے۔

یہ وہ نگاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی ہے۔ جو عمر کو حضرت عمر فاروق رضی بنا دیتی ہے۔ اور عرب کے بادیہ نشینوں کو تاج سرداراعنایت فرما دیتی ہے۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ نبوت کا فیض نہ تو بند ہوا ہے۔ اور نہ ہی منقطع۔ بلکہ یہ تو قیامت تک جاری رہیگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثاء (علماء ربانی وساطت سے جب تک دُنیا قائم رہے گی۔ یہ فیض جاری رہے گا۔ کیونکہ یہ تو وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں۔ آستینوں میں ارادت ہو تو دیکھ ان کو یہ اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ انہی کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ انہی کے سلاسل عالیہ کو تصوف کے سلسلے کہا جاتا ہے۔ آپ چاہے کسی بھی سلسلے کے کہا بھی بزرگ کے دستِ حق پرست پر بیعت کریں۔ یہ تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہیں۔ اور قدم قدم پر آپ کو منزلِ مقصود یعنی تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے الٰہی تک پہنچاتے ہیں۔ اسی لیے راہِ حق کے متلاشی کو لازماً پیرِ طریقت اور شیخ کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر راہِ حق کا سفر کٹھن اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ اور منزل تک پہنچنا محال ہے چونکہ یہ دین قیامت تک باقی رہنے کے لیے آیا ہے۔ اس لیے قیامت تک اس میں انبیاءؑ نہیں آئیں گے۔ بلکہ اولیاء اللہ آتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم صحیح کو تلاش کر کے ان کے دامن سے وابستہ رہیں۔ دین و دُنیا کی فلاح حاصل کریں۔ والسلام

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی

کلریالہ گجراں۔ راولپنڈی

کسی مرشد کامل سے بیعت ہو ہی جائیں

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

پیروں کے پیر، پیر دستگیر، روشن ضمیر، محبوب سبحانی، شہبازِ لامکانی، قندیل نورانی، غوث صمدانی، قطب ربانی، شہنشاہ ولایت الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ میرا مُرید چاہے کتنا ہی گناہگار ہو۔ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک توبہ نہ کرلے۔ (الاخبار الاخیار)

مریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُریدوں کو مبارک ہو کہ پیرانِ پیر اپنے مریدوں کو توبہ کی بشارت دے رہے ہیں۔

محترم قارئین! اگر ہم کسی کے مرید نہیں ہیں تو ہمیں فوراً کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیے۔ کیونکہ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

کیونکہ جب انسان کسی کامل کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ کُھل کر کھیلتا ہے۔ اور اُسے گناہوں کے دلدل میں پھنسائے رکھتا ہے۔ مگر جیسے ہی کوئی سمجھدار انسان پیر کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے پیر کامل کے فیض سے روحانیت حاصل کر کے شیطان کے مکر و فریب سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں۔

طریقت میں کامل شیخ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (مائدہ ع ۶)
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے تحت یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں "جان لے کہ اس آیۂ کریمہ میں وسیلہ ڈھونڈنے کے حکم کی الی اللہ وسیلہ ہی سے بے شک ضروری ہے۔ کیونکہ وصول الی اللہ وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ وسیلہ علمائے حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روح   تا غلامِ شمس تبریزے نشد

مولوی جلال الدین رومی کو دیکھئے جب شمس تبریز کے غلام و مرید ہو گئے۔ تو مولائے روم کہلانے کے مستحق ہو گئے۔

جس کا پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے

امام اجل حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! مُرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا کبھی فلاں نہ پائے گا۔ (رسالہ قشیریہ)

با ادب با مُراد   بے ادب بے مُراد

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہے۔ (عوارف المعارف)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے اگر کوئی پیر نہ ہو۔ جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے۔ راہ فرمائے گا۔

(رسالہ قشیریہ)

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۹)

(بحوالہ ملفوظات غزالی رح)

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقصود ہے۔ اور درمیان میں واسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حصول برکت ہے۔ یعنی جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ کیونکہ حقیقتاً یہ بیعت؛ بیعتِ الٰہی ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک درمیان میں ایک واسطہ ہے اور وہ بمنزلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک کے لیے۔

بعض مفسرین کرام نے آیتِ مبارکہ "واتبع سبیل من اناب الی" کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کا اتباع کرو۔ جس نے میری طرف رجوع کیا ہو۔ اور مقامِ قرب میں پہنچا ہوا ہو۔ اس سے مراد بیعت ہے۔ ربّ کریم عزوجل جس کی ہدایت چاہتا ہے اسے کوئی سچا راہنما مل جاتا ہے۔ اور مُرشد کے لیے ولی اللہ ہونا ضروری ہے بے شک سچے مرشد اولیاء اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شریعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل عمل پیر امرشدِ صادق کے ہاتھ پر بیعت کرنا بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت

Marfat.com
Marfat.com

کے مترادف ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیعت کرنا بیعت علیٰ
یداللہ ہے۔جیسا کہ خود قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد ہے۔

تمام اولیاء اللہ اور ابدال وصدیقین کا سلسلہ بھی اسی طرح چلتا آیا ہے کہ کوئی استاد
ہوا، کوئی استاد ہوا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عقبہ غلام تھے۔حضرت
شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردان کے بھانجے اور خادم حضرت ابوالقاسم جنید
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔یہ مشائخ ہی اللہ عزوجل تک پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہیں۔
خدا کا راستہ دکھانے والے ہیں۔اسی دروازے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راستہ ملتا ہے۔

(غنیمۃ الطالبین ص ۶۱۵)

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کامل ولی
اللہ کے بیعت ہو جاؤ۔ورنہ شیطان تمہارا پیر ہے۔وہ رہنمائی کرے گا کسی کامل
ولی سے نسبت قائم کرلو۔تو پھر شیطان تمہارے ایمان پر ڈاکہ نہیں ڈال سکے گا کیونکہ

؎ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

بے شک اولیاء کرام دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اپنے متوسلین کے شفیع
مددگار ہیں۔چنانچہ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ" معبود
محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں "جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہو
گا۔ضرور ہے کہ وہ نبی و رسول یا ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور
اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

یہی بزرگ "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں۔تمام آئمہ مجہدین اپنے
پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں۔اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان
کی نگہداشت فرماتے ہیں۔جب تک پلصراط سے پار نہ ہو جائیں۔لہٰذا ہو جاؤ سچوں

شیخ کامل کی ضرورت و اہمیت

فرمایا: بزرگوں کا ارشاد ہے:

اُطْلُبِ الرَّفِیْقَ ثُمَّ الطَّرِیْقَ۔ یعنی پہلے سفر کا ساتھی تلاش کرو پھر سفر پر چلو۔

کیونکہ یہ راہ بڑا خطرناک ہے، پیر کامل کی رہنمائی کے سوا شیطان، نقصان اور تباہی کے راستہ پر ڈال دے گا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہٗ الشَّیْطَانُ۔ جس کا پیر و مرشد نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

لہٰذا اس راہ میں کامل پیر و مرشد کا وسیلہ پکڑنا چاہیئے تاکہ منزلِ مقصود پر بسلامت پہنچ سکیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اے لوگو ایمان والو! ڈرو اللہ تعالےٰ سے، اور ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے۔

(پ ۱۱۔ س التوبۃ)

اس آیت میں سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی صادقوں کے ساتھ رہو تاکہ تم بھی صادق بن جاؤ۔

صادق وُہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی رضا پر چلنے والے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کو تقسیم کرنے والے ہیں اور دُوسروں کو اللہ تعالےٰ کی رحمت میں داخل کرنے والے ہیں۔ ان سچے لوگوں کی تابعداری میں رحمت و مغفرت ہے اور ان کے انکار میں غضب ہے ربِ کریم کا۔

اور حدیث قُدسی کے مطابق ان سے دشمنی و عداوت رکھنا اللہ تعالےٰ

کے ساتھ جنگ کرنا ہے جبکہ لِسَانَ الْفَقْرِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ خود فقیر کی زبان بھی اللہ کی تلوار ہے۔

بیعت کی ضرورت و اہمیت

فرمایا: — جو لوگ کسی کامل پیر سے بیعت نہیں ہیں وہ اسلام میں داخل ہیں اور مسلمان بھی ہیں لیکن ان کا ایمان کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ ایمانِ کامل، ذاتی نُور کے ایک تجلّی کا نام ہے جس سے عام لوگ بے خبر ہیں۔ ایمانِ کامل خدا تعالیٰ سے ملنے اور بدن سے غیر جنس یعنی بُری صفات جو کہ انسان کے نُوری بدن پر غیر لباس ہیں۔ ان تمام خدا کی ناپسندیدہ چیزوں کو مٹا دینے کا نام ایمان ہے۔ دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ ۵۔ النساء)	اے ایمان والو! (پھر) ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

اس آیت میں "پھر ایمان لانے" سے مراد کامل پیر سے بیعت ہونا ہے، کیونکہ کامل پیر ضعیف ایمان کو کامل اور مکمل کر کے بندے کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ آتا ہے:

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ۔ (پ ۲۶۔ الحجرات)	دیہاتی لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) ہم مومن ہیں۔ اے نبی! فرما دو ان سے تم مومن نہیں ہو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہُوا۔

تو اس سے معلوم ہُوا کہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ کاملین کے وسیلہ کے بغیر ایمان

دلوں میں داخل و راسخ اور کامل نہیں ہو سکتا، یعنی ان حضرات کے وسیلہ کے بغیر ایمان آیتِ قرآنی أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: ـــــ بیعت کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خلافت و بیعت تا قیامت جاری رہے گی۔ خداوندکریم نے بیعت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۔ (پ ۲۶ ۔ الفتح)

بیشک جو لوگ اے نبی! آپ سے بیعت ہوتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت ہوتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ بیعت کو تا قیامت جاری رکھنے کے متعلق وعدہ خداوندی قرآن پاک میں آیا ہے۔ خداوندکریم کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۔ (پ ۱۸ ۔ النور)

وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نے ساتھ ان لوگوں کے جو تم میں ایمان والے ہیں اور نیک عمل کرنیوالے کہ وہ خلیفہ بنائے گا ان کو زمین پر، جس طرح اس نے خلیفے بنائے ان سے پہلے لوگوں سے۔

پہلے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں قرآن میں اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۔

اور یاد کرو جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو، میں بنانے والا ہوں

زمین میں (اپنا) خلیفہ۔ (پ ۱۔ البقرۃ)

حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے بعد یہ خلافت انبیاء علیہم السلام میں جاری رہی اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو ان کے بعد یہ سلسلۂ خلافت و بیعت صحابہ کرام میں جاری رہا۔ ان کے بعد پھر اولیاء اللہ کے ذریعہ اور وسیلہ سے وہی سلسلۂ خلافت و بیعت اب تک چلا آرہا ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ لہٰذا ایسے کامل بزرگوں اور ولیوں سے بیعت ہونا فرض ہے جن کے ہاتھ سے خلافتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — او نشیند در حضورِ اولیاء

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالےٰ کے قرب و نزدیکی کا طالب ہو وہ اولیاء اللہ کی صحبت و مجلس میں بیٹھے۔

لہٰذا کامل پیر سے بیعت ہونا فرض ہے تا کہ وہ مرید کو حقیقتِ ایمان سے واقف کرے اور جسمِ انسانی کی حقیقت یعنی لطائف سے آگاہ کرے اور اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور مرتبہ و مقام اور سرِّ اسرارِ الٰہی سے باخبر کرے یہ کام کامل پیر کا ہے، کیونکہ وہ خدا و مصطفےٰ تک پہنچانے والے اس راستے سے اچھی طرح واقف اور باخبر ہوتا ہے۔ پیرِ کامل کے بغیر اس رستے پر چلنا بڑا خطرناک ہے ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر — ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: کسی پیر کامل کو اختیار کر، کیونکہ پیر کے بغیر یہ سفر بڑا خوفناک اور آفتوں والا ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ — یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان راسخ کر دیا ہے۔ (پ ۲۸ ۔ س المجادلہ)

کا یہی معنیٰ ہے۔

ان تمام اقوال بزرگان رحمہم اللہ سے معلوم ہوا، کہ کسی "پیر کامل کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ ورنہ شیطان اور نفس انسان کو راہ سے بھٹکا دیں گے۔ مگر یہ بھی احتیاط رکھنا ضروری ہے کہ پیر و مرشد پابند شرع اور متبع سنت ہو۔ اور کامل ہو، عامل نہ ہو۔

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن کردے
کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دے

بنی اسرائیل کے اونٹ کا واقعہ

مولانا روم فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک اونٹ کے گلے میں ایک تعویذ بندھا ہوا تھا۔ جس طرف سے وہ اونٹ نکلتا تھا۔ لوگ اس کی عزت کرتے اور اس کو باغوں میں سے پھل کھانے کو دیتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے وہ تعویذ کھول لیا۔ پھر یہ حال ہوا کہ اس اونٹ کو بیگاریں پکڑ کر لے گئے۔ اور بوجھ لادنا شروع کر دیا۔" (مناقب رومی صفحہ ۳۶۷)

ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی پیر کامل کی "بیعت" کا "پٹہ" اپنے گلے میں ڈال لے تاکہ دونوں جہان کی سعادتوں سے مالا مال ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ٹوٹا ہوا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی نگاہ کرم سے جڑ جاتا ہے۔ اور انسان کو کامل کامیابی ہو جاتی ہے۔

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

حضرت پیر مہر علی شاہ کے ایک مُرید کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت ہوا۔ گھر واپس آیا۔ تو اس کا بیل مرگیا۔ دِل میں تصوّر کیا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو بیل بھی نہ مرتا۔ چلو صبح سویرے جاکر بیعت توڑتے ہیں۔ دوسرے دن گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا، اور عرض کیا۔ حضرت صاحب میں کل آپ سے بیعت ہوا، تو واپسی پر گھر میرا بیل مرگیا۔ لہٰذا بیعت توڑ دیں۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا! بیعت ہونا کچی تند نہیں جے ٹٹ جاوے۔ ایہہ پکی لگی ہوئی ہا اے

ایہہ پکی لگی ہوئی مُہر اے
تیرا ہتھ میرے ہتھ وچہ — میرا ہتھ شمس العارفین
سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دے ہتھ وچہ — انہاں دا ہتھ اپنے مرشد دے ہتھ وچہ

لہٰذا ایہہ ہتھ سلسلہ بہ سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے ہتھ وچہ اوانہیا۔ حضور دا ہتھ اللہ دے ہتھ وچہ، اوانہیا عقل دیا ہرٹ جا پر یرے۔ توں کی جانے نبی دا نور کی اے بیعت نہیں ٹٹ سکدی۔

لجپال پریت نوں توڑ دے نئیں
جھدی بانہہ پھڑلیندے فیر چھوڑدے نئیں

ننانوے قتل کے بعد توبہ

حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ نبی اسرائیل میں سے ایک شخص کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ننانوے افراد کو قتل کیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ توبہ کرنی چاہیے۔ ایک شخص کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم نے کہا نہیں۔ اس نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر ایک راہب کے پاس آیا۔ اور یہ بات کہی تو راہب نے کہا۔ کیوں نہیں۔ ایسا کرو۔ فلاں گاؤں میں کچھ نیک لوگ رہتے ہیں۔ ان کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان کی صحبت میں رہ کر توبہ کرو۔ اور نیک اعمال کرو۔ چنانچہ یہ شخص اس گاؤں کی طرف چلا۔ جہاں صوفیاء رہتے تھے۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ اُس کی روح کو قفس عنصری سے نکال لیا گیا۔ اب دونوں طرف کے فرشتے آگئے۔ نیک لوگوں کی رُوح کو لے جانے والے اور بدکار آدمی کی روح کو لے جانے والے آپس میں بحث کرنے لگے کہ ہم اسے لے جائیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں فیصلہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! زمین کو ناپ لو۔ اگر یہ نیک لوگوں کے قریب تھا۔ تو نیکی والے فرشتے لے جائیں۔

روایت میں آتا ہے کہ ابھی یہ نیک لوگوں سے دُور تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمٹنے کا حکم دیدیا گیا اور ایک بالشت نیک لوگوں کے قریب ہوگیا۔ چنانچہ اس پر اس کی بخشش کر دی گئی اور نیک روح لے جانے والے فرشتے اُسے لے گئے۔

توبہ کی قبولیت

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے گناہ نہ کرنے کا عزم کیا۔ پھر غلطی ہوئی۔ اور توبہ ٹوٹ گئی۔ اس نے دوبارہ توبہ کی کچھ عرصہ بعد پھر توبہ پر قائم نہ رہ سکا۔ اور توبہ توڑ دی۔ تیسری بار پھر توبہ کی۔ کچھ عرصہ بعد پھر

اس کے عزم میں کمزوری آگئی۔ اور توبہ توڑ دی۔ اس طرح توبہ کرتے توڑتے عرصہ گزر گیا۔ حتیٰ کہ ستر دفعہ توبہ کی اور توڑی۔ اس کے بعد ایک دفعہ تنہائی میں بیٹھا تھا کہ اسے توبہ کا خیال آیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اُسے شرم و حیا آگئی لیکن سوچنے لگا کہ میں نے ستر مرتبہ توبہ کر کے توڑی ہے۔ خدا جانے اب وہ میری توبہ قبول کرے گا بھی یا نہیں اس مایوسی کا خیال آتا تھا کہ غیب سے آواز آئی۔ اے میرے بندے تو مایوس نہ ہو۔ یہ تیرا ظرف تھا کہ تو ستر بار توبہ کر و اور توڑتا رہا۔ مگر میرے ظرف کو دیکھ کر تُو نے تو ستر بار توڑ دی ہے اگر اس سے کہیں زیادہ مرتبہ توبہ کر کے توڑ دے گا۔ اور پھر توبہ کرے گا تو میں میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

سَیں وَاری میں توبہ بھنی میں ہاں بے اعتبارا
فیر بھی رحمت تیری دیاں مولا آس امیداں رکھن والا

اصحابِ کہف کا ایک مشہور واقعہ

اصحاب کہف کا قصّہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور بہت مشہور ہے کہ ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہو لیا تھا۔ چونکہ اصحابِ کہف اولیاء اللہ میں سے تھے۔ کتے نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ اور ان کے قدم بہ قدم ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اصحاب کہف جب جنت میں داخل ہونے لگے تو دیکھا کتا بھی ساتھ تھا۔ اصحاب کہف فرمان لگے۔ او تو جنت وچہ نہیں جا سکدا۔ یہ سُن کر کُتا بیزار ہو گیا۔ بارگاہ الٰہی میں فریادی ہوا۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہک بوہلی ہک خندے کتے ہیں، اکھ نوٹ کتورا
دَر تیرے میں آن ڈِگا شاہا پاؤ کرم دا ٹُوڑا !

اصحاب کہف فرماندے نے اوتوں جنت اندر جا کے بھونکسیں ٹونکسیں تے نور مچاسیں! ایہہ سُن کے میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں اتے نہ میں شور مچاواں
سنگ رلیاں تساڈے شاہ جی متاں میں بھی بخشیا جاواں

اس لیے اس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا۔ اور اس کا حشر بھی ان ہی حضرات کے ساتھ ہوگا۔

حضرت خواجہ خواجگان محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کتے بھی دوست ہیں۔ اور کُتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے۔ تو پھر انسان اس کے فضل سے کیوں نا اُمید ہو۔

ایک موہڑوی مُرید کا واقعہ

اعلیٰ درجات کی رسائی کی منزل پانے کے لیے نشانِ منزل ضروری ہے یہاں ایک واقعہ حضرت باباجی محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کا بیان کرتا ہوں غور کرنا۔ کتے دی وفاداری ڈیوٹی کس طرح پوری کردا اے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں آنے والے مریدین میں سے ایک شخص کا جوتا گم ہوگیا۔ کافی تلاش کے بعد جب اُسے نہ ملا تو حضرت باباجی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔

حضور میرا جوتا گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا! جاؤ خادموں سے کوئی جوتا لے لو۔ کہنے لگا۔ حضور میرا جوتا بہت قیمتی تھا اور مجھے وہی چاہیے۔ آپ نے فرمایا! اچھا معاف کر دو۔ جس نے بھی اٹھایا ہے۔ کہنے لگا نہیں! مجھے تو وہی جوتا چاہیے جب وہ بہت ضد کرنے لگا۔ تو آپ نے درباری کتے کو آواز دی (یاد رہے پیر محمد قاسم نے دربار پر کتا بھی رکھا ہوا تھا) جب کتا قریب آیا تو آپ نے فرمایا! جاؤ اس شخص کا جوتا تلاش کر کے لاؤ۔ وہ کتا وہاں سے چلا گیا۔ اور ادھر تین میل دور جبکا گلی کے قریب کچھ لوگوں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اپنے ہاتھوں میں کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اور دربار موہڑہ شریف کا کتا اس کے آگے آکر اسے بھونک رہا ہے۔ گویا پیچھے چلنے کو کہہ رہا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص سے پوچھا۔ اے شخص تیرے پاس کیا ہے۔ جو دربار کا کتا تیرے پیچھے لگ گیا ہے۔ اور واپس چلنے کو کہتا ہے۔ وہ شخص ڈر گیا اور بتا دیا کہ میں ایک جوڑی جوتے دربار سے اٹھا کر لایا ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ انہیں پھینک دو۔ ورنہ کتا تمہیں چیر پھاڑ دے گا۔ اس نے جوتے پھینک دیئے۔ تو کتے نے اپنے منہ میں دبائے اور موہڑہ شریف دربار پر جا کر حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا دیئے۔ تو حضرت نے فرمایا! کہ ولیوں کے در کے کتوں کو بھی اللہ تعالیٰ فراست عطا فرما دیتا ہے۔ بندہ جو غفلت میں پڑا ہے کہ اُس ربّ العزت کی ناشکری کرتا ہے۔

پ

پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے اُس نوں پیر کیہہ دھرنا ہُو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کیہہ کرنا ہُو
جس ہادی کنوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کیہہ پھڑنا ہُو
جے سر دتیاں حق حاصل ہووے حضرت باہو موتوں کی ڈرنا ہُو

Marfat.com
Marfat.com

حکایت

ولی کامل کی اجازت سے پڑھنے والوں کو جہاں فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں وہاں اس کا یقین اور اعتماد بھی پختہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیر کا مرید جو دیہاتی تھا کبھی کبھار پیر سے ملنے کے لیے آتا تھا۔ ایک دفعہ پیر سے کہنے لگا کہ حضرت مجھے وظیفہ بتائیے۔ پیر صاحب خاموش رہے۔ پھر کہا، تو پھر آپ خاموش رہے۔ اسی طرح چند مرتبہ اس نے اصرار کیا تو پیر صاحب نے کہا۔ "ہش" یہ سمجھا کر حضرت نے وظیفہ بتا دیا۔ حسن گمان کے ساتھ دن رات اسی کو پڑھتا رہتا۔ ہش ہش۔ ایک دن کھیت میں کام کر رہا تھا درانتی اس کے ہاتھ میں تھی۔ گھاس کاٹ رہا تھا کہ دل میں پیر سے ملنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ دل تڑپ گیا۔ اس نے اس ورد کو تیز تیز پڑھنا شروع کیا۔ (ہش ہش) کہ ایک طرف سے تیز ہوا آئی اور اسے اوپر اٹھا لیا۔ اور پیر صاحب کے آستانے کے قریب جا کر اتار دیا۔ یہ بڑا خوش خوش اندر داخل ہوا۔ سلام کیا۔ پیر صاحب نے دیکھا تو پوچھا اے یہ کس حالت میں آگئے۔ کہاں کام کر رہے ہو۔ کہنے لگا میں اپنے گاؤں میں کھیت میں کام کر رہا تھا۔ آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا، تو جو آپ نے وظیفہ بتایا تھا۔ فرمایا کونسا وظیفہ بتایا تھا۔ کہا حضور! آپ نے ہش بتایا تھا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا! وہ تو میں نے تمہیں وہاں سے ہٹنے کے لیے کہا تھا۔ یہاں تک تمہیں تمہارے اعتقاد و یقین نے پہنچایا ہے۔

♥

Marfat.com
Marfat.com

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک ساعت اولیاء کی ہمرہی
بے ریا سو سال کی عبادت سے بڑی

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند درِ حضور اولیاء
جو خدا کے پاس چاہے بیٹھنا
اولیاء کے پاس سیکھئے بیٹھنا

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ
اولیاء اللہ کو وہ طاقت ملی
جس سے نکلے تیر کی ہو واپسی

انوارِ چشتیاں ہیں، خواجہ پیر مہر علی شاہؒ
سرتاجِ عارفاں ہیں خواجہ پیر مہر علی شاہؒ

میں نئیں، سب توں جلّ جلالہٗ

رَبّا میرے حال دا محرم توں
اندر توں باہر توں روم روم وِچ توں
توں ہی تاناں توں ہی باناں سب کجھ میرا توں
کہے حسین فقیر سائیں دا میں نئیں سب توں

"شاہ حسین"

سُلطان العارفین حضرت سخی **سُلطان باہُو** رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وِچ لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی مِلیا ہر رگ ہر جائی ہُو
اندر بوٹی شور مچایا جاں پھُلن پر آئی ہُو
جیوے مُرشد کامِل حضرت باہُو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو

ب

بغداد شہر دی کوئی نشانی اُچیّاں لمیاں چیراں ہُو
تَن مَن میرا پُرزے پُرزے جیوّں درزی دیاں لیراں ہُو
اِنہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رَلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں کرساں میراں میراں ہُو

نماز کے فضائل

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب بندہ مومن نماز پڑھنے کے لیے ارادہ کرتا ہے۔ اور جب کہتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو جان کنی (یعنی موت کا وقت) کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرما دیتے ہیں۔ اور چار ہزار برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ اور چار ہزار درجے بلند فرما دیتے ہیں۔ اور جب کہتا ہے۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ (ثناء پڑھتا ہے) تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس کے جسم کے ہر بال کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لیے فراخ (کشادہ) ہو جاتی ہے۔ اور پھر جب سورہ فاتحہ (الحمدللہ) پڑھتا ہے۔ تو گویا اس نے حج وعمرہ ادا کیا۔ تو جب (اللہ اکبر) کہتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ گویا کہ وہ ابھی ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا کہ وہ اُحد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے۔ اور کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تو گویا اس نے ہر ایک مقدس کتاب جس کو اللہ آسمان سے نازل فرمایا پڑھ لی۔ اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ کہتا ہے تو اس نے قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد کے برابر راہِ خدا میں غلام آزاد کیے۔ اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس قدر نیکیاں درج فرماتا ہے۔ جس قدر انسان

اور جن وشیاطین کی مقدار ہے۔ اَلتَّحِيَّاتُ پڑھنے پر نمازیوں کے برابر ثواب دیتا ہے۔ اور جب سلام پھیرتا ہے تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو فرائض کے بعد نوافل کی کثرت توفیق ہو۔ اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فضل سے مجھے اور میرے تمام مسلمین دوستوں، والدین کو بھی نصیب فرمائیں۔

(تذکرۃ الواعظین)

نماز ذریعہ نجات ہے جنت کی کنجی ہے

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں ابتداء سے آخر تک ہر مقام پر سالک راہِ حق پاتا ہے۔ اور اسے حق کے مقامات نظر آتے ہیں۔

(کشف المحجوب) فارسی ص ۲۶۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ۔

سَلٰمٌ ۱۹۷	قَوْلًا ۲۱۰	مِّنْ رَّبٍّ ۲۰۷	رَّحِيْمٍ ۲۰۹
رَّحِيْمٍ ۲۰۴	مِّنْ رَّبٍّ ۲۰۳	قَوْلًا ۲۱۰	سَلٰمٌ ۲۰۹
قَوْلًا ۲۰۲	سَلٰمٌ ۲۰۸	رَحِيْمٍ ۲۱۲	مِنْ رَبٍّ ۱۹۹
مِنْ رَّبٍّ ۲۱۱	رَّحِيْمٍ ۲۰۰	سَلٰمٌ ۲۰۱	قَوْلًا ۲۰۶

نماز جس نے ترک کی

فجر کی : اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے۔
ظہر کی : اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔
عصر کی : اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے۔
مغرب کی : اس کو اولاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
عشاء کی : اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔

(ارشادات نبویؐ)

فرض نماز کے بعد کی مسنون دعائیں

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

۲۔ رَبِّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ٥

۴۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(سُبْحَانَ اللہ ۳۳) (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳) (اللہ اکبر ۳۴)

توشۂ آخرت

جسم : کی تندرستی نماز میں ہے۔

دِل : کی طاقت تلاوت قرآن مجید میں ہے۔

دماغ : کی قوت ذکر الٰہی میں ہے۔

روح : کی راحت درود شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ۔

نفی اثبات

لَآ اِلٰہَ دی پھیر بھاری، جے اِلَّا اللہ گھر آوی
بن مرشد زندگی، زندگی نہیں
بن مرشد بندگی، بندگی نہیں
اشرف بناں مرشد جاندی گندگی نہیں

سب مل کر پڑھو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔

اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاحیُّ یاقیُّومُ

ربّ العالمین کا انسان سے خطاب

میری طرف توجہ کر کے تو دیکھ — متوجہ نہ ہُوں تو کہنا
میری راہ میں چل کر تو دیکھ — راہیں نہ کھول دُوں تو کہنا
مجھ سے سوال کر کے تو دیکھ — بخشش کی حد نہ کر دُوں تو کہنا
مجھے ربّ مان کر تو دیکھ — سب سے بے نیاز نہ کر دوں تو کہنا
میرے خوف سے آنسوں بہا کر تو دیکھ — مغفرت کے دریا نہ بہا دُوں تو کہنا
وفا کی لاج نبھا کر تو دیکھ — عطا کی حد نہ کر دوں تو کہنا
میرے نام کی تعظیم کر کے تو دیکھ — تکریم کی انتہا نہ کر دوں تو کہنا
اپنی ہستی کو فنا کر کے تو دیکھ — جامِ بقا سے سرفراز نہ کر دُوں تو کہنا
مجھے حیّ القیوم مان کر کے تو دیکھ — ابدی حیات کا امین نہ بنا دوں تو کہنا

بالآخر میرا ہو کر تو دیکھ
ہر کسی کو تیرا نہ بنا دوں تو کہنا۔

عبدالرب جنجوعہ عفی عنہٗ

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا — تڑپتا رہا ، پہنے تیری قبا
یوں گم سم رہا تنہا گرتا رہا — سنبھلتا رہا تب جا کے ہوئی یہ عطا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

تجھے ڈھونڈا کبھی حلیمہ کے گھر — تیری بکریوں کے کبھی ڈھونڈے نشان
تیرے قدموں کی آہٹ وہ ذرے کہاں — کی عجز و انکساری سے یہ اک دعا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

وہ کالی کملی ، وہ کالی زلفیں — وہ رحمت عالم ، وہ شافع دو جہاں
یہ ورد ہے ان کا ، یہ ان کی زباں — یہ ذکر حبیب یہ دلکش فضا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

یہ سوز جہاں یہ آہ و فغاں — یہ زیرِ زمین ، یہ زیرِ آسماں
یہ شور قدسیاں ، یہ حمد و ثنا — یہ مست الست پھرے تیرا گدا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

ہے علم و حکمت در مرتضےٰ — ہے رحمت عالم درِ مصطفےٰ
یہ نظام شریعت ، پیامِ خدا — یہ ازل سے ابد تک سراپا شفا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

تیری رحمتیں پکاریں یوں بار ہا — تیری بخششیں بنیں چار سو پاسباں
عنائت یہ ہوئی ہیں عنایاتِ الٰہی — تیری نعت گوئی یہ حضوری عطا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ درود و صلوٰۃ جابجا

عنائت اللہ عنائت

Marfat.com
Marfat.com

شانِ مرشد

پ : پیر ، پ ، ی ، ر ، تین لفظوں سے بنا پیر
پ : کے معنی پاک ، ر کے معنی رہبر یعنی مرشد رہبر
رہنمائی کرنے والا ، رہبری کرنے والا ، سیدھا رستہ دکھانے والا ،
عاقبت کو سدھارنے والا
ی : کے معنی یار یعنی اللہ کا یار ، اللہ کا دوست

الف تا ی چھبیس الفاظ ہیں

اول : الف اللہ اور آخری لفظ ی یار
یعنی اللہ کے نام سے شروع اور اپنے پیارے محبوبؐ یار پر ختم کر دیا۔
اللہ اور محمدؐ جہاں اللہ وہاں محمدؐ ساتھ ہیں۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔
ج ، د ، الف : جُدا ، ج کا نقطہ نکال کر سر پر رکھ دو تو بن جائے گا خُدا
ح : حق ہے ، غ غیر ہے ، ت توبہ ، ظ ظلم سے باز رہو
س : سخی بن کر اپنی عاقبت سُدھار لو
م : محب وہ ولی ، ک کے ، دل کے محب بن جاؤ
م : محمدؐ ع عشق پیدا کر کے عاشقِ اللہ اور رسولؐ بن جاؤ ۔

طالبِ دُعا : ملک محمد اشرف نقشبندی

ایک عظیم الشان پُر از کرامات مدلّل اور مفصّل منقبت شریف

خُدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا

از : (عاشقِ غوث الورٰی مولانا شاہ جمیل الرحمٰن رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
بلائیں ٹال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا

جہازِ تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا
وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوثِ اعظم کا

گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا
سمجھ میں آ نہیں سکتا معمہ غوثِ اعظم کا

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراضِ مہلک سے
عجب دارالشفا ہے آستانہ غوثِ اعظم کا

بلادُ اللہِ مُلکی تحتَ حکمی سے یہ ظاہر ہے
کہ عالم میں ہر اک شے پر ہے قبضہ غوثِ اعظم کا

وحکمی نافذٌ فی کلِّ حالٍ سے ہوا ظاہر
تصرّف انس و جن سب پر ہے آقا غوثِ اعظم کا

ہوا موقوف فوراً ہی برسنا اہلِ محفل پر
جو پایا ابرِ باراں نے اشارہ غوثِ اعظم کا

جو حق چاہے وہ یہ چاہیں جو یہ چاہیں وہ حق چاہے
تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوثِ اعظم کا

فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو
دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوثِ اعظم کا

وہ کہہ کر قُم باذنِ اللہ جلا دیتے تھے مُردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتٰی غوثِ اعظم کا

فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربارِ الٰہی میں رتبہ ہے غوثِ اعظم کا

سفر سے واپسی میں دینِ اقدس کو کیا زندہ
محی الدین ہوا یوں نام والا غوثِ اعظم کا

جو فرمایا کہ دوشِ اولیاء پر ہے قدم میرا
لیا سب کو جھکا کے سب نے تلوا غوثِ اعظم کا

لعاب اپنا چٹایا احمدِ مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوثِ اعظم کا

رسول اللہ ﷺ نے خلعت پہنایا برسرِ مجلس
بجے کیونکر نہ پھر عالم میں ڈنکا غوثِ اعظم کا

محرر چار سو مجلس میں حاضر ہو کے لکھتے تھے
ہوا کرتا تھا جو ارشاد والا غوثِ اعظم کا

اگرچہ مرغ سب کے بول کر خاموش ہوتے ہیں
گر ہاں مرغ بولے گا ہمیشہ غوثِ اعظم کا

ہمارا ظاہر و باطن ہے ان کے آگے آئینہ
کسی شے سے نہیں عالم میں پردہ غوثِ اعظم کا

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو — مگر سب سے کیا اونچا پھریرا غوث اعظم کا
نبی نور الٰہی اور یہ نورِ مصطفائی ہیں — تو پھر نوری نہ کیونکر ہو گھرانہ غوث اعظم کا

جمیل قادری سو جان سے قرباں ہو مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بردا غوثِ اعظم کا

مدح غوثِ اعظم دستگیر

جناب غوث الاعظم شاہ جیلانی
بود دراین خانہ را دائم نگہباں

غوث پاک پیراں دا پیری سیئو — لکھیاں تے پھیر دا لکیر نی سیئو
چوراں نوں پھڑ قطب بناندا — باراں سالاں بعد ڈبیا بیڑا تراندا
پیر میرا روشن ضمیر نی سیئو — غوث پاک پیراں دا پیری سیئو
غوثِ پاک قطب ربانی اے — نبی دا نواسہ پنجتن دی نشانی اے
ولی سارے غوث دے فقیر نی سیئو — لکھیاں تے پھیر دا لکیر نی سیئو
قطب ابدال نے سوالی میرے پیر دے — بادشاہ جہاں دے فقیر نی سیئو
اشرف جیسے کئی دا فقیر نی سیئو — او پیر بڑا روشن ضمیر نی سیئو

یا غوث الاعظم جیلانی

کرم سے کیا راہنما رہزنوں کو — ادھر بھی نگاہِ کرم غوثِ اعظم
دمِ نزع آؤ کہ دم آئے دم میں — کرو ہم پہ پیش دم غوثِ اعظم
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے — جہاں چاہو رکھو قدم غوثِ اعظم

مفتی اعظم عالم اسلام مصطفٰے خان بریلوی

منقبت شریف

در شانِ غوث الاعظم دستگیر ما

آستاں ہے آپؓ کا حاجت روا غوثِ جلیؒ
اک نظر ہو صدقہ مشکل کشا غوثِ جلیؒ

از طفیل خواجۂ ہند الولی اک عرض ہے
بخشوا دیجئے اب میری ہر اک خطا غوثِ جلیؒ

آپ ہیں محبوبِ سبحانی خدا کے فضل سے
آپ کی محبوبیت ہے ہر اک ادا غوثِ جلیؒ

بھیک ملتی ہے ولایت کی اسی دہلیز پہ
اولیاء جب آپ کے ہیں زیر پا غوثِ جلیؒ

حاضری مقبول میری ساتھیوں کے ساتھ ہو
مختصر ہے معتبر ہے مدعا غوثِ جلیؒ

بادشہ بغداد! سن لو قطب کی بہر خدا
دے رہا ہوں آپ کے در صدا غوثِ جلیؒ

یہ منقبت سرکار غوثِ پاک کے عرس اقدس پر حاضری کے موقع پر خواجہ غلام قطب الدین قطب نے کہی۔

مُناجات

حضرتِ غوث الاعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

(در بیان احتشام سیفی افتادہ است)

ستّار توئی بپوش عیبم بکرم — کز خلقِ جہاں بسے محتاج ترم

در ہر کہ نظر کنم بہ بینم ہنرے — جز عیب نہ بینم چو بخود نگرم

بیگانہ ز خدا اصم و از تقویٰ دور — دائم بفریبِ نفس و شیطاں مغرور

سرتا قدمم غرقۂ عصیان و فجور — لیکن تو رحیمی و کریمی و غفور

گفتم ز سرِ قیاس بیہُدہ بسے — کردم ز گناہ آنچہ نہ کرد است کسے

القصہ ندارم اندریں ورطۂ جہل!

جز لطف و عنایتِ تو فریاد رسے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

١ - یَا سَیِّدُ مُحیِ الدِّیْنِ اَمْرُ اللّٰہِ -
٢ - یَا شَیْخُ مُحیِ الدِّیْنِ فَضْلُ اللّٰہِ -
٣ - یَا اَوْلِیَاءُ مُحیِ الدِّیْنِ اَمَانُ اللّٰہِ -
٤ - یَا مِسْکِیْنُ مُحیِ الدِّیْنِ نُوْرُ اللّٰہِ -
٥ - یَا غَوْثُ مُحیِ الدِّیْنِ قُطْبُ اللّٰہِ -
٦ - یَا سُلْطَانُ مُحیِ الدِّیْنِ سَیْفُ اللّٰہِ -
٧ - یَا خَوَاجَہ مُحیِ الدِّیْنِ فَرْمَانُ اللّٰہِ -
٨ - یَا مَخْدُوْمُ مُحیِ الدِّیْنِ بُرْهَانُ اللّٰہِ -
٩ - یَا دُرْوِیْشُ مُحیِ الدِّیْنِ اٰیَاتُ اللّٰہِ -
١٠ - یَا بَادْشَاہُ مُحیِ الدِّیْنِ غَوْثُ اللّٰہِ -
١١ - یَا فَقِیْرُ مُحیِ الدِّیْنِ مَشَاهِدُ اللّٰہِ -

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا مُّبَارَکًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

Marfat.com
Marfat.com

نعت شریف

اَج سِک مِتراں دی ودھیری اے — کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے — اَج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

اَلطَّیفُ سَریٰ مِن طَلعَتِہٖ — وَ اَشّذُ وَ بَدیٰ اِمن دَفرَتِہٖ
فَسَکِرتُ ھُنَا مِن نَظرَتِہٖ — نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے — متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے — مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

دو ابرو قوس مثال دِسن — جیں لوں ناک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سُرخ آکھاں کہ لعل یمن — چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں — جاناں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہہ صورت ہے بیصورت تھیں — بیصورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں — وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا — توبہ راہ کہ عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا — کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں

ایہا صورت شالا پیشِ نظر — رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر — سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

یُعطِیکَ رَبُّکَ داس تساں — فَتَرضیٰ پوری آس اساں
لجپال کریسی پاس اساں — وَاشفَع تُشَفَّع صحیح پڑھیاں

لاہو مکھ توں مخطط بُردِ یمن — من بھا نوری جھلک دکھاؤ سجن
سُبحَانَ اللہِ مَا اَجمَلَکَ — مَا اَحسَنَکَ مَا اَکمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء — گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com
Marfat.com

فیضانِ مہر علی شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیرِ کامل صورتِ ظلّ الٰہ یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

مہر علی شاہؒ مہراں والیا سائیاں نظر مہر دی پاویں
دس دے جلوہ نور زُلف دا مستی آن مٹاویں
ایہو صورت شالا پیشِ نظر رہے وقت نزع تے روزِ محشر
جاواں صدقے میں سوہنیاں زُلفاں توں
جو ہین نرالیاں ساریاں ملکاں توں
واہ وا پیر مہر علی شاہؒ عالی شان تیرا دربار اے
دنیا تیرے قدماں اُتے ہوندی پئی نثار اے
تُو سخی تیرا سخی دربار ہے!
ہو نظر تیری تو اشرف دا بیڑہ پار ہے

کتھے مہر علیؒ کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں!
اے غلام بے نوا تو ایک نہیں ان کا گدا
فیض یاب ہوتے ہیں ان سے شاہ و گدا

یہ فیض ہند ولی ہے یہ فیض غوث جلی
خوشا نصیب کہ ہم ہیں غلام مہر علی

جو تمہارے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

پیر صاحب گولڑہ شریف

ایک تعارفی مضمون تاجدارِ گولڑہ شریف

دربار عالیہ گولڑہ شریف

اللہ کے پیاروں کی رحمت کی بستی ہے اور محبت وسکون کی پُر نور وادی ہے۔ راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے
یہ خطۂ پوٹھوار کا ایک مشہور ومعروف قدیم اور تاریخی قصبہ ہے جو پختہ سڑک کے ذریعے راولپنڈی، اسلام آباد دارالحکومت سے ملایا گیا ہے۔ اور انہی پختہ سڑکوں کے ذریعہ پشاور تا کراچی رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے کا مشہور جنکشن ہے۔

دربار عالیہ گولڑہ شریف

گولڑہ شریف اللہ والوں کی محبّت بھری نُورانی وادی ہے۔ یہاں جو بھی پھول کِھلتا ہے اس نے رشد و ہدایت کے اِس گلشن سے مہکنا سیکھا ہے۔ جس کی خوشبو جنت الفردوس اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نگری مدینہ منورہ کے مرغزاروں سے آتی ہے۔
اس وادی میں جو ہوا چلتی ہے اس میں مدینہ منورہ اور بغداد شریف کی خاک کے ذروں کا رچاؤ ہے۔ اس بستی کی شبنم آلود صبحوں کے حُسن میں خُدا کی اُن محبوب ومقبول بندوں کے چہروں کی تازگی شامل ہے جنہوں نے اس خطے کو جمالِ مصطفویؐ سے آراستہ کیا ہے۔ اس شہرِ خوباں کو گولڑہ شریف نگری حضرت خواجہ سید نا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کہا جاتا ہے۔

دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اگرچہ اللہ والوں کی ایک چھوٹی سی بارونق آبادی کو گولڑہ شریف کہتے ہیں لیکن گولڑہ شریف کے مکینوں کی نظر گنبدِ خضرا پہ ہو اور سیلنوں کی کشادگی بغداد شریف تک ہو اس کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ۔ اس کی آغوش میں غوثِ زماں قطبِ دوراں حضرت قبلۂ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز اور جناب مستطاب حضرت تقدس مآب، زبدۃ السالکین، قدوۃ العارفین صوفیِ کامل و پیرِ اکمل سیدنا پیر غلام محی الدین دامت برکاتہم آسودۂ لحد ہیں۔

اللہ کے ان محبوب و مقبول دوستوں کی خاکِ پا کے طفیل اس بستی کو یہ اعزاز ملا ہے کہ اس کی فضاؤں میں سکونِ قلب کا ایک ایسا احساس ہے کہ دلوں کا اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔ اس بستی کے شب و روز ذکر و فکر، محفلِ میلاد، محفل گیارہویں شریف کی محفلوں سے سجے ہوئے ہیں۔ اس بستی میں معرفتِ الٰہی کا چشمہ رواں ہے اس کا ایک ہی جرعہ روح کی تشنگی دینے کے لئے کافی ہے۔

دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اللہ والوں کی اس نگری کو مکانیت تک محدود رکھنا اور اس کی وسعت کا بالحاظ آبادی کا تعین کرنا انتہائی نامناسب بات ہے۔ کیونکہ یہ جنتِ مہریہ وادی ہے جسے عرفِ عام میں "گولڑہ شریف" کہا جاتا ہے۔ بہت خوش بخت وادی ہے جو اعلحضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے نام مبارک سے مشہور و معروف ہے۔ البتہ ان کے آستانہ فیضِ رساں سے قیامت تک یہ فیض عقیدت مندوں اور مریدوں کے لیۓ جاری و ساری رہے گا۔ جس کسی نے اب تک

پایا یا کبھی پائے گا۔ وہ انہی کے دربارِ گہربار سے پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے میں دے گا۔ ورنہ قیامت تک خاسرو محروم اور اگر کوئی بدنصیب و بدقسمت اس پناہِ ملائکہ کو چھوڑ کر دُنیا و آخرت کی کسی حصول فلاح کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب و دجال ہے۔ ع

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مُصطفٰے حاصل
خُدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی
عرشِ بریں کی خلوت محبُوب کی قسم
فیضِ رسولِ پاک ہے فیضانِ اُولیاء
محفل ہے پاک حضرت خیر الانام کی
ہیں ہر طرف صدائیں صلوٰۃ وسلام کی
دربارِ مُرشدی میں فیضانِ مُصطفٰے
خیرات بٹ رہی ہے محُمدؐ کے نام کی

دربار عالیہ گولڑہ شریف

راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ایک قصبے کا نام گولڑہ شریف ہے۔ جو غالباً وہاں کے قدیمی باشندوں گولڑہ قوم کے باعث اس نام سے موسوم ہے۔ سُلطنت خداداد پاکستان کا دارالخلافہ اسلام آباد ہے اس قصبے کی شرقی حدود کے ساتھ واقع ہے۔ اُن دنوں یہ جگہ سکھوں کی عملداری میں سکھ قلعہ دار کا صدر مقام تھی۔ سکھوں کی تحصیل و قلعہ کے کھنڈرات و آثار اب تک موجود ہیں۔ آج کل یہاں ریلوے جنکشن، تھانہ پولیس، ہسپتال، ڈاکخانہ، تار گھر، ٹیلیفون آفس وغیرہ بن چکے ہیں۔ اور راولپنڈی اسلام آباد سے پختہ سڑکوں کے ذریعے یہ علاقہ ملا ہوا ہے جن پر سرکاری موٹر بسیں، ویگنیں، سوزوکیاں اور ریل گاڑیاں

مسافروں اور زائرین کی آمد و رفت کا ذریعہ ہیں۔

یہ عروج اس قصبے کو اللہ تعالیٰ نے دربارِ عالیہ غوثیہ چشتیہ مہریہ کی وجہ سے بخشا ہے۔ جو منبع برکات ہونے کے باعث مرجع خلائق ہے۔

پہلے اس علاقہ پر افغانوں کا قبضہ تھا۔ آٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں احمد شاہ ابدالی کے انتقال پر رنجیت سنگھ نے (جو افغانوں کی طرف سے پنجاب کا صوبیدار تھا) خودمختاری کا اعلان کر دیا اور پنجاب کے ساتھ اس علاقے کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہؒ اور پیر سید رسول شاہؒ کے مزارات آستانہ عالیہ کے شمال کی طرف ایک چار دیواری میں زیارت گاہِ خلق ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میں نیواں میرا مرشد اُچا تے میں اُچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں اینہاں اُچیاں تھیں جہناں نیویاں نال نبھائی

توں بیلی سیں سب جگ بیلی ان بیلی بھی بیلی
سجناں باجھ محمد بخشا اج سنجی پئی حویلی

راتیں ستیاں نیند نہ آندی اے
خواجہ پیر مہر علی شاہؒ جی
تساڈی یاد پئی سدا ستاندی اے

راہ تیرا میں تکدی رہندی محل اُچے تے چڑھ کے
یاد بہتی کاہلی پاوے رو واں اندر وڑھ کے

اج ٹر چلے دلدار وطنوں جھک مہاراں
اجڑی نگری نظری آوے کنڈ دتی جد یاراں

قصبہ گولڑہ شریف میں ایک رات شادی کے موقع پر لڑکیوں نے پنجابی زبان میں گیت گاتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

اُچی ڈھکی گھر سامنے میری ڈاڈھے نال پریت
ناں توڑی ، ٹلاں توڑساں ناں توڑن دی ریت

گرمیوں کا موسم تھا آپ بالاخانہ کی چھت پر شغل و ذکر الٰہی میں محو تھے کہ یہ شعر سُن کر وَجد ہوگیا۔ شادی والے گھر میں خبر پہنچی تو لڑکیاں رات گئے اسی شعر کا تکرار کرتی رہیں۔ جب آپؒ نے دُعا دے کر منع فرما بھیجا تو انہوں نے گانا بند کیا۔ ؎

رات اندھیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے
اوہ کی جانن سارا ساڈا جیہڑے رہن کنارے

بہت کچھ ان کو جو سمجھتے ہیں وہ بھی کیا سمجھتے ہیں
کوئی ان کو سمجھ سکتا نہیں اتنا سمجھتے ہیں

نہ علم و فضل میں نہ جبہ و کلاہ میں ہے
جو بات اہل محبت کی اِک نگاہ میں ہے

میاں محمد بخشؒ عارف کھڑی شریف فرماندے نیں ؎

قلب میرے نوں جندرا چڑھیا کنجی سائیاں ہتھ تیرے
نام مولا توں لاہ چھڈ جندرا تو لگے تن میرے

*

حضرت صاحب کے فرامین

اعلحضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب (قرآن مجید) کے مطابق ہدایت کرے ! اور مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو بہ حسب ہدایت پیر صاحب عمل کرے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے۔ (ملفوظات غزالی)

دربارِ عالیہ چشتیہ کے اوصاف

سلسلہ چشت اہل بہشت کے جملہ بزرگانِ کرام معنی جمالیات کے ساتھ حُسن ظاہری سے بھی مالا مال ہوئے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکبان کا بھی ایک غالب عنصر شامل ہوتا ہے۔

اعلحضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حسین وجمیل قطبِ وقت غوثِ زماں ہو گذرے ہیں۔ آپ نے مجدد کی حیثیت سے بھی علم و عرفان کو زندہ و تابندہ کیا۔ اعلحضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ

کے بارے میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خط کے دوران "اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیشِ نظر مقصد کے لیئے کھٹکھٹایا جائے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں

مہر ہے ساری علیؓ دی شک نہ رہیا اک ذرہ
تائیں اوہ پیاں دِسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں۔

حضرت غوث الاعظم کے فیوض و برکات کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے

ہے جوہر تنزیہہ عین تشبیہہ جمع حق شہود ہے
کرم کیتا غوث اعظم اپنے سردیاں والیاں

سگِ درگاہِ جیلاں شو چوں خواہی قُربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

♣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں صدی کا مجدد

بسم اللہ کا اہم عدد

ابجد کی رو سے حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعداد ۷۸۶ نکلتے ہیں۔ جو بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ کے اعداد بھی ہیں۔

نیز آنجناب کے متذکرہ بالا اسمِ گرامی سے اگر بطریقِ جعفر حروف ی، الف اور ہ کو جو مکرّر آتے ہیں حذف کر دیا جائے تو ۷۷۰ (سات سو ستر) اعداد رہ جاتے ہیں جو مجدّد قرنِ رابع عشر (چودھویں صدی کا مجدد) کے حروف مکرّرہ ہ۔ م۔ ع حذف کرنے کے بعد حروف کے اعداد ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما شاء اللہ

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیرِ کامل، صورتِ ظلِّ الٰہ
یعنی دیدِ پیر، دیدِ کبریا
جو بھی تیرے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

حیات

پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کے

حالاتِ زندگی

قدوۃ العارفین، برہان الواصلین، عارف باللہ فنا فی اللہ حضرت قبلہ
خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی نور اللہ مرقدہٗ
تاجدارِ اعلیٰ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

حسبِ ارشاد

آفتابِ شریعت مہتابِ طریقت جناب پیر خواجہ غلام محی الدین بابوجی
مسند آرائے آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ گولڑہ شریف۔

تالیف

خاکپائے اولیاء: ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی

وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

تعارف !

حضرت سید پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی

خطۂ پوٹھوار کے بلند پایہ فقیہہ اور جید عالمِ دین

حضرت قبلۂ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ العزیز کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ برِصغیر پاک وہند کے اولیاء ومشائخ کرام میں آپ کو ایک انتہائی مقام حاصل ہے۔ آپ کی ۷۹ سالہ زندگی ۱۸۵۹ء تا ۱۹۳۷ء کے دوراں جس میں سے تقریباً ۴۸ برس کا عرصہ آپ نے خلقِ خدا کی رُشد و ہدایت میں صرف فرمایا۔ لاکھوں تشنگانِ علم و روحانیت آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے علمی و روحانی کمالات کا ہر مکتبۂ فکر نے یکساں اعتراف کیا۔ کامل توازن واعتدالِ مسلک، ہر معاملہ میں مکمل پابندی، شریعت اور اُمتِ مسلمہ میں اتحاد ویگانگت کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ آپ کے خصوصی امتیازات ہیں۔
نظریہ وحدتُ الوجود پر آپ کو فقیدُ المثال دسترس حاصل تھی۔ قادیانیت کی بروقت تردید اور اس کے مؤثر سدِباب میں آپ نے ایک معرکۃ الآرا اور تاریخی کردار ادا کیا۔

اولیاء کرام اور علماءِ اسلام کی تعداد اَن گنت ہے۔ جنہوں نے دینِ اسلام کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کر کے کفر کے اندھیروں کو ضیاءِ ابد بخشی تابناک روشنی جس سے آج گم گشتہ انسانیت صراطِ مستقیم پر چل رہی ہے۔ اس میں بزرگانِ

دین کا خونِ جگر شامل ہے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پردہ فرمانے کے بعد وحی کی آمد کے بند ہونے کا سلسلہ نبوّت تو موقوف ہوگیا مگر تبلیغ اور رُشد وہدایت کا سلسلہ مشیعت ایزدی کے مطابق بزرگانِ دین اولیاءِ عظام کے توسّط سے ہر دور میں جاری و ساری رہا۔ یہی رُشد و ہدایت کا سلسلہ خطۂ پوٹھوار کے خاندانِ سادات کے ایک فردِ فرید قطبِ دوراں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کی ذاتِ والا صفات میں جو مہرِ نصف النہار ہے کو بلندیوں پر پہنچتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ فقیہہ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ آپ میں شاعرانہ صلاحتیں خداداد تھیں برجستہ شعر کہنا آپ کے لیئے ایک معمولی امر تھا۔ عالم کیف میں جو آپ حمد اور مدحِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اشعار کہے۔ جو ابد کے لیئے خزینۂ عظیم ہیں

ع نہ کام ہو سکا جس کا کوئی زمانے سے
وہ شاد کام اُٹھا تیرے آستانے سے

تجھے اے شیخ قرآں حق نے وہ انوار بخشے ہیں
ہزاروں کے دلوں میں بھر گئی ہے جس کی تابانی
نگاہِ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
اوروں کو تو جو کچھ ملا مقدر سے ملا
مجھ کو تو مقدر بھی تیرے در سے ملا

❖

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار ! بیشک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہونگے (القرآن)

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سوانح حیات

فَانِیْ فِی اللّٰہِ بَاقِیْ بِاللّٰہِ اٰیَتٌ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ

شیخ العلماء العارفین و قدام الفضلاء الکاملین قطب الاولیاء سراج الواصلین، سلطان الفقراء، خواجہ خواجگان، قطب دوراں عارف زماں، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بانی تحریک ختم نبوت

اعلیحضرت

سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ مجدد

نور اللہ مرقدہ گولڑہ شریف

ولادت ۱۲۷۵ھ وصال ۱۳۵۶ھ

اٹھارہویں صدی عیسوی برصغیر کے مسلمانوں کے لیئے بڑا المناک اور پُر آشوب دور تھا اس نازک دور میں سلطنت مغلیہ کے چراغ کو بجھانے اور یہاں سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے کے لیئے انگریز اور ہندو دوسری اسلام دشمن طاقتوں

کے ساتھ مل کر شامل ہو چکے تھے۔ ہندوؤں نے داخلی طور پر اسلامی مملکت کی سازشوں سے کمر توڑ دی تھی۔ تو ایک عظیم سازش کے تحت انگریز ہندو کے خفیہ تعاون سے یہاں سوداگر بن کر داخل ہو چکا تھا۔ اور پھر جب انگریز کی سازش آشکار ہوئی تو برصغیر پہ انگریز حکمران بن چکے تھے۔ انگریز اس ملک پہ قیامت تک قبضہ نہ کر سکتا تھا اگر داخلی اور خارجی طور پہ مسلمانوں کے خلاف منظم سازش نہ کی جاتی مسلمانوں کی حکومت ختم نہ ہو سکتی تھی۔ اگر اس ملّت بیضاء میں غدّار اور وطن فروش سازشوں کے ساتھ مل نہ جاتے۔

کیوں ـــــ اس لیئے نہیں کہ مسلمان ایک بہادر قوم ہے، کیونکہ اگر بہادری ہی کو معیار قرار دیا جائے اور دنیاوی میزان پہ طاقتوں کو تولا جائے تو مادی لحاظ سے قوی ہو گا۔ وہ فاتح ہو گا لیکن مسلمان جو ہمیشہ اپنی روحانی طاقتوں سے مالامال رہا ہے جو ہر میدان میں قوّتِ بازو سے زیادہ قوّتِ پروردگار سے کودا ہے مسلمانوں کے پاس خداوند قدوس کی قوّت ہے قرآن اور رسولِ خدا کی قوّت اور اسے ہر دور میں ولیوں، بزرگوں اور پیشواؤں کی دعائیں حاصل ہیں۔ اگر کبھی وقتی طور پر اپنی کسی خامی کی وبنیاد پر ہار بھی گیا تو اس کی شکست عارضی ثابت ہوئی اور پھر ایک ایسا دور آیا کہ مسلمانوں نے اپنی شکست کا بدلہ ضرور لیا۔

یہی کیفیات برصغیر میں بھی مسلمانوں کے ساتھ پیش آئیں۔ اپنوں کی غدّاری اور بیرونی سازشوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بنا دیا لیکن انگریز کے خلاف نفرت کا لاوا پکتا رہا اور آزادی کی تڑپ اس عظیم قوم کو تڑپاتی رہی۔ شمع آزادی کے روشن کرنے والوں میں جہاں بہت سے نام آتے ہیں۔

علماء، صلحاء، وکلا، دانشور غرضیکہ ہر طبقۂ خیال تحریک آزادی میں اپنی اپنی بساط کے مطابق کام کرتا رہا ہے۔ انہی دانشوروں، بزرگان دین اور شمع آزادی کے متوالوں کی صف میں ملک کی ایک مقتدر شخصیت اور روحانی پیشوا جناب خواجہ خواجگان اعلیٰحضرت الحاج پیر سیدنا مہر علی شاہؒ صاحب قدس سرہ العزیز بھی پیش پیش تھے

آپ کے زیرِ اثر پنجاب اور گرد و نواح کا سارا علاقہ تھا۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے گٹھ جوڑ سے الگ کر کے علیحدہ آزادی کے لئے تیار کیا۔ آپ کی بلند شخصیت کے تحریکِ آزادی کے ہمنوا بننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے قصرِ شاہی میں زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے اپنے نمائندوں کے توسّط سے آپ کو بڑی بڑی جاگیروں کی پیشکش کی۔ لاکھوں اور کروڑوں کا لالچ دیا۔ لیکن آپ نے پائے حقارت سے ان تمام دُنیاوی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا۔ آپ کو لندن میں خصوصی طور پر جارج پنجم کی مسند نشینی کے موقع پر دعوت دی گئی لیکن آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا۔

آپ نے جاگیر کی پیش کش کے جواب میں جو فرمایا وہ آبِ زر سے تاریخ کے اوراق میں ثبت کرنے کے قابل ہے۔

"ہمیں حکومت کی جانب سے پیش کردہ کسی جاگیر کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب سارا جہان ہمارے جدِّ امجد سیدنا غوث الاعظم" کی جاگیر ہے جو ہمیں وراثت میں ملی ہوئی ہے۔"

انہی مقدسین کے خلوص اور اسلام پسندی کا نتیجہ تھا کہ آخر ایک روز انگریز کو اس ملک سے بوریا بستر باندھ کر کوچ کرنا پڑا اور مسلمان آزادی کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔

اس روشن حقیقت کو لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپایا جا سکتا کہ سرزمین گولڑہ شریف وہ سرزمین ہے جہاں سے توحید و رسالت کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین مملکت خداداد پاکستان کا قریہ قریہ منوّر و تاباں ہوتا ہے۔ یہ گولڑہ شریف جہاں سے روحانیت کے چشمے پھوٹتے ہیں ان روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی ذات گرامی تھی جن کا مزار پُرانوار رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے رشد و ہدایت کا مرکز و منبع رہے گا۔ اعلیٰحضرت کئی بیش بہا خوبیوں کا مخزن و منبع تھے۔ اپنے علم و فضل، رشد و ہدایت

دریانت کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت کے مالک تھے۔ آپ کی سوانح حیات اور حالاتِ زندگی جو مجھے میسّر آئے قارئین کرام کے لئے تحریر ہیں۔ تاکہ آپ کی ذاتِ والاصفات کا مزید تعارف ہو سکے۔

آپ کا سلسلۂ نسب

اے وہ کہ تیرا نانا نبی صلّی علیہ ہے
اے وہ کہ تیرا دادا علیؓ شیرِ خدا ہے

علیؓ بابا نبیؐ نانا سخاوت ہو تو ایسی ہو
چلے خنجر کرے سجدہ عبادت ہو تو ایسی ہو

حضرت خواجہ قبلۂ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ جیلانی، رزاقی، قادری، چشتی نظامی، صابری اور حنفی تھا۔ جبکہ حضرت کا سلسلہ پچیس[۲۵] واسطوں سے جناب پیرانِ پیر دستگیر، محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور چھتیس[۳۶] واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ چونکہ بالتحقیق حسنی طریقت کے لحاظ سے آپ غوثیہ چشتیہ اور قادریہ سلسلہ رکھتے ہیں۔ آپ اولیاء کبار اور مشائخ عظام میں ایک بلند مرتبہ کے مالک ہیں۔ حضرت قبلۂ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندانِ گیلانیہ رزاقیہ سے تھیں سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہؒ جناب غوث الاعظم جیلانی شہنشاہ بغداد کے منجھلے بیٹے سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

جن کا سلسلۂ طریقت قادریہ رزاقیہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔
سیّدنا عبدالرزاقؒ اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔
آپ مفتی عراق کے نام سے مشہور تھے۔ سیّدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ کی نانی صاحبہ حضرت پیر سیّد جلال الدین شاہ بخاری مخدوم جہانیاں اُوچ شریف کی اولاد میں سے تھیں۔ اس بناء پر آپ نجیب الطرفین سیّد ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔
آپ مادرِ زاد ولی اور قطب دوراں تھے۔ ولایت کی علامتیں بچپن ہی سے آپ کے چہرے پُر نور پر ہویدا تھیں۔ آپ کی روشن پیشانی سے انوار و برکات کی تجلّیات پھوٹتی تھیں۔ آپ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں پڑتے ہی انسان ایک خاص جذبۂ عشق سے بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔

آپ کی علمی، روحانی صفات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ آپ کا وجود قالب حیات میں بھی ایک نعمتِ عظمیٰ کا درجہ رکھتا تھا۔ شریعت، طریقت اور معرفت میں آپ کی مثل کوئی نہ تھا۔ اور مشائخ عظام میں بہت کم نظیر ملتی ہے اور وصال پاک کے بعد سے تا دم امروز بھی لاکھوں عقیدت مند سوالی اپنے اپنے کشکول بھر بھر کے لے جاتے رہے ہیں۔ اور لے جا رہے ہیں۔ اور یہ چشمۂ فیض تا قربِ روزِ جزا جاری رہے گا۔

؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت صاحبؒ کا خاندان

قبل ازیں پچھلے صفحات میں ذکر کر چکا ہوں کہ آپ سترہویں پشت کے ایک نامور بزرگ حضرت شاہ قادر قمیص رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے ہندوستان تشریف فرما ہوئے اور کافی عرصہ بنگال وغیرہ میں تبلیغ دین فرما کر قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں آپ کے حالات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ پیران محبوبہ شاہ مقیم کی اولاد میں سے ہیں۔ اور آپ کی نانی صاحبہ حضرت مخدوم جلال الدین اُوچ شریف والوں میں سے ہیں۔ رحمت اللہ علیہم اجمعین۔

میں صدقے جاواں خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ توں
نام اُچا۔ کام اُچا۔ اخلاق اُچا ہے لجپال سید

لجپال پریت نوں توڑدے نہیں
جدھی بانہہ پھڑدے پھر چھوڑدے نہیں

علم کے مہر درخشاں چل دیئے
فقر کے خورشید تاباں چل دیئے

ولادتِ باسعادت

زمین پر عرشِ بالا کے نشان معلوم ہوتے ہیں
علیؓ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز کی تاریخ ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز سوموار راولپنڈی سے گیارہ میل دور واقع گولڑہ قصبہ میں اس عالم میں تشریف لائے۔ پیدائش کے وقت آپ کے قلب اور زبان کی جنبش سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی آواز پیدا ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے بزرگوں کو بشارتیں مل چکی تھیں۔

آپ کا پیدائشی نام مہر منیر تھا لیکن آپ مہر علی کے نام سے مشہور ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بھی بروز سوموار کو ہوئی تھی۔ خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے پیدائش کے ساتھ ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت قائم کر لی۔ یعنی اللہ کریم غفور الرحیم نے حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت عطا فرمادی۔

حضرت صاحب کی پیدائش سے قبل ایک عمر رسیدہ مجذوب خانقاہ شریف میں آ کر مقیم ہو گئے اور آئندہ پیدا ہونے والے مقبولِ خدا کی زیارت کا ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت تولد ہو تو یہ مجذوب حرم سرائے ڈیوڑھی میں پہنچے اور آپ کو باہر منگوا کر ہاتھ پاؤں چومے اور رخصت ہو گئے۔ سچ ہے مقبولانِ خدا بنتے نہیں بنائے جاتے ہیں۔

شجرۂ نسب

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ جیلانی رزاقی قادری چشتی (نظامی و صابری) حنفی قدس سرہ کے نسب پاک کا سلسلہ پچیس [25] واسطوں سے حضرت غوث الاعظم اور چھتیس [36] واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اس کی تفصیل بحوالہ مخازن النسب مصنف میر عبدالحق ابن میر سیف الدین قادری و خاندانی شجرہ جات قلمیہ درج ذیل ہے۔

سید مہر علی شاہ ابن سید نذر دین شاہ ابن سید غلام شاہ ابن سید روشن دین شاہ ابن سید عبدالرحمٰن نعمی ابن سید عنایت اللہ شاہ ابن سید غیاث علی ابن سید فتح اللہ ابن سید اسداللہ ابن سید فخرالدین ابن سید احسان ابن سید درگاہی ابن سید جمال علی ابن سید محمد جمال ابن سید ابی محمد ابن سید میراں محمد کلاں ابن سید میراں شاہ قادر قمیص ساڈھوری ابن سید ابی الحیات ابن سید تاج الدین ابن سید بہاؤالدین ابن سید جلال الدین ابن سید داؤد ابن سید علی ابن سید ابی صالح نصر ابن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی ابن سید ابو صالح ابن سید عبداللہ جیلی ابن سید یحییٰ ابن سید موسیٰ الجون ابن سید عبداللہ محض ابن سید حسن مثنیٰ ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ ابن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت قبلۂ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان گیلانی رزاقیہ میں سے تھیں جن کا شجرہ شریف مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت معصومہ موصوفہ بنت سید بہادر شاہ ابن شیر شاہ ابن سید چراغ شاہ

ابن سید امیر شاہ ابن سید عبداللہ شاہ ابن سید مبارک شاہ ابن سید حسین شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید محمد مقیم شاہ ابن سید عبدالمعالی ابن سید نور شاہ ابن سید لعل بہاؤالدین المعروف بہاول شیر قادری سکنہ حجرہ شاہ مقیم ضلع قصور ابن سید محمود ابن سید علاؤالدین ابن سید مسیح الدین ابن سید صدرالدین ابن سید ظہیرالدین ابن سید شمس العارفین قادری ابن سید مومن ابن سید مشتاق ابن سید علی ابن سید ابی صالح نصر ابن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن سیدنا غوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

آنجناب کا رشتہ ازدواج بھی اسی خاندانِ عالیہ میں یعنی آپ کی والدہ ماجدہ کے عم زاد بھائی سید پیر چراغ علی شاہ صاحب رح کی صاحبزادی سے ہوا۔ یہ خاندان حجرہ شاہ مقیم سے نقل مکانی کر کے حسن ابدال ضلع اٹک میں آباد ہو چکا تھا۔

دم میراں لعل پاک
بہاول شیر قلندر رح

حضرت صاحبؒ کے والدین کریمین

بارھویں صدی ہجری میں شاہ قادر قمیص رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے دو حضرات سیّد روشن دین شاہ صاحبؒ اور سیّد رسول شاہ صاحبؒ برادران حقیقی نے ساڈھورہ سے حجاز مقدس اور عراق سے ہوتے ہوئے واپسی پر گولڑہ شریف میں سکونت اختیار فرمالی۔

حضرت خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیّد روشن دین شاہ صاحبؒ کے پوتے سیّد نذر دین شاہ صاحبؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ جو کہ نہایت صالح، متقی اور پرہیز گار ولی اللہ تھے۔ حضرت خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے والد ماجد کا نام نامی پیر سیّد نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجیؒ صاحبؒ تھا۔ حضرت پیر سیّد روشن دین شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے پیر سیّد غلام شاہ صاحب کی شادی اپنے چچا پیر سیّد رسول شاہ صاحبؒ کی صاحبزادی اور پیر سیّد فضل حسین شاہ صاحبؒ کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی اس رشتہ سے پیر سیّد نذر دین شاہ تولّد ہوئے۔ جو حضرت قبلۂ عالم کے والد بزرگوار تھے۔ آپ حضرت اجیؒ صاحب کے نام نامی سے مشہور خلائق ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۵-۱۲۳۴ ہجری یعنی ۱۸۱۵ء میں بمقام گولڑہ شریف میں ہوئی۔ آپؒ مادرزاد ولی تھے۔ حضرت اجیؒ صاحب نے اپنے بلند اقبال اور قطب مدار نور نظر حضرت قبلۂ عالم خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے عروج کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

حضرت کے والد بزرگوار پیر سیّد نذر دین شاہ صاحبؒ اپنے زمانے کے بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ سکھوں کے دور میں انہیں سکھوں کی حکومت نے کسی الزام کے تحت جلا دینے کا فیصلہ کیا تو ان کے ارد گرد چتا جلانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی کرامت اور نصرت الٰہی اس طرح ہوا کہ باوجود کوشش کے باوجود

وہ چیتا نہ جل سکا۔ سکھوں نے اپنی شرمندگی چھپانے کی خاطر حضرت پیر سید نذر دین شاہ صاحبؒ کو رہا کر دیا۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی پیدائش سے پہلے بھی اس علاقے میں آپ کے بزرگانِ کرام کے کشف و کرامات کا کافی چرچہ تھا۔ خصوصاً آپ کے والد ماجد کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحب گیلانیؒ بڑے خدا رسیدہ بزرگ گزرے ہیں جن کی زیرِ تربیت آپ نے جدّی پشتی سلسلہ قادریہ کے اوراد و اشغال کا استفادہ فرمایا۔

قبلۂ عالم کے والدِ محترم پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اَجّی صاحب نے ۹۰ برس کی عمر میں ۲۴ رجب ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت حضرت قبلۂ عالم کی عمر شریف پچاس برس کے قریب تھی۔ حضرت اَجّی صاحب بلند اوصاف اور لطیف وارداتِ حال کے مالک تھے۔ آپ کی طبیعت میں غریب نوازی اور مظلوموں کی حمایت کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ کسی جابر شخص کی زیادتی کی شکایت پہنچتی تو فوراً اس کے خلاف کمزور شخص کے حق میں صف آراء ہو جاتے۔ آخری عمر تک سخاوت، شجاعت اور سپہ گری کے اوصاف آپ کی ذاتِ والا شریف میں نمایاں رہے۔ آپ گھوڑے کی سواری کے بہت شائق تھے اور ہمیشہ اچھے گھوڑے آپ کے زیرِ سواری رہے۔

؎

اک گناہ میرا ماں پیو دیکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولا دیکھے اوہ بے پردے پاون والا۔

حضرت قبلۂ عالم کی والدہ ماجدہ

حضرت قبلۂ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان پاک گیلانیہ رزاقیہ میں سے تھیں۔ آپ کے والد ماجد پیر سید نذر دین شاہ صاحبؒ عرف حضرت اَجّی صاحب

کا شادی حضرت پیر سیّد بہادر شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دُختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

حضرت قبلۂ عالم جب والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھے تو آپ کی والدہ ساری ساری رات جائے نماز پر بیٹھ کر اَللہ اَللہ کرتی رہتی تھیں۔

حضرت صاحب کی والدہ محترمہ کا نامِ نامی واسمِ گرامی سیّدہ خانم خاتون رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ مگر گھر والے خلق و محبت سے "دادی خانم جی" کے نام سے ہی بُلاتے تھے جو کہ عابدہ زاہدہ تھیں۔

حضرت میراں بہادل شیر قلندر رحمۃ اللہ علیہ حُجرہ شاہ مقیم سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کے صاحبزادے سید عبدالرزاق کی اولاد میں سے ہیں۔ اور نویں صدی ہجری کے قریب بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت قبلۂ عالم کے والد محترم اور والدہ ماجدہ دونوں طرف سے نجیب الطرفین گیلانی سیّد ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جنت ملدی ماں دے قدماں اندر سیس جُھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہوندا لکھ واری حج کرایاں
پر جو خدمت ماں دی کردے دو جگ تر جاندے
نافرمان جو ماں دے ہوندے اوہ آپے ہی ڈُب جاندے

♥

ماں کی شان

جب ماں کو خُدا نے بنایا تو فرشتوں کو حُکم دیا کہ!
چاند کی ٹھنڈک، شبنم کے آنسو، بلبل کے نغمے،
چکوری کی تڑپ، گلاب کے رنگ، پھولوں کی مہک
کوئل کی کوک، سمندر کی گہرائی، دریاؤں کی روانی،
موجوں کا جوش، کہکشاں کی رنگینی، زمین کی چمک،
صُبح کا نور اور آفتاب کی تمازت، ان سب
چیزوں کو جمع کیا جائے
تاکہ
ماں کی تخلیق کی جائے۔
جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں نے پوچھا۔
اے مالکِ دوجہاں!
تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا ہے
اللہ جل جلالہ نے فرمایا!

محبت

طالبِ دعا
ملک محمد اشرف عفی عنہ

کلام میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے ماں دی شان بارے کیا خوب فرمایا ہے

جنت ملدی ماں دے قدماں اندر سیس جھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہوندا لکھ واری حج کرایاں !
پر جو خدمت ماں دی کردے دو جگ تر جاندے
نافرمان جو ماں دے ہوندے اوہ آپے ہی ڈب جاندے
ماں دی خدمت وچ جے بندہ ساری رات کھلووے
فیر وی اُس نوں اک گھڑی دا حق ادا نہ ہووے
ماں دی شان نہ مُکے بھاویں لکھے خلقت ساری
بعد خدا دے ہے بچے دی ماں ہی پالن ہاری

ماں اگے پتر دی فریاد

بس واری میں توبہ بھنی میں ہاں بے اعتبارا
فیر وی رحمت تیری دیاں مولا آس امیداں رکھن والا
قلم ربانی ہتھ ولیاں دے آئی لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت بخشی پئی لکھے لیکھ مٹاوے

"میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف"

بچپن میں عشقِ الٰہی کی سرگرمیاں

حضرت قبلۂ عالم فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں مجھے آبادی سے ایک گونہ وحشت اور ویرانوں میں جی لگنے کا احساس ہوتا تھا۔ میں ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ گھر کے دروازوں کی اندر والی درمیانی زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور میں بغیر کسی چیز پر کھڑے ہوئے اُسے کھول نہ سکتا تھا اس لیئے شام کے وقت "ایک چٹو" کو دھکیل کر دروازہ کے قریب رکھ دیتا اور رات کو جب والدین سو جاتے تو اُس چٹو پر چڑھ کر زنجیر کھول کر باہر نکل جاتا اور رات کا بیشتر حصہ سامنے والے پہاڑی نالہ کے کھڈوں اور جھاڑیوں میں گزارتا۔ کبھی ساتھ والے جنگل میں پھرتا رہتا۔ جب ذرا بڑا ہوا تو اس وحشت کے ساتھ ساتھ طبیعت میں گرمی اور حدت اس قدر زیادہ ہو جاتی کہ سخت سردی کے ایام میں بھی بعض اوقات نالے کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرتا۔ اور یخ بستہ یعنی جمے ہوئے پانی کے ٹکڑوں کو جسم پر ملتا۔ کبھی کافی رات گئے مطالعہ سے فارغ ہو کر کمرہ سے باہر نکلتا تو موسم سرما کی سرد پہاڑی ہوا کے جھونکوں سے ایسی تسکین ہوتی جیسے گرمیوں میں کسی تشنہ کام کو آبِ خنک سے ہوتی۔

اسے معلوم نہیں یہ کیا ہونے والا ہے

حضرت قبلۂ عالم ابھی چار سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے اور عربی کا پہلا قاعدہ پڑھتے تھے کہ ایک روز گرمی کے موسم میں بڑے پیر صاحب یعنی حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز ظہر کی تیاری کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے تو

آپ کو خانقاہ سے باہر والی جھاڑیوں میں قاعدہ لیئے ہوئے سوتے پایا۔ جگہ سایہ دار نہ تھی اور زمین تمازت آفتاب سے تپ رہی تھی۔ بڑے پیر صاحبؒ نے اُسی وقت اپنے چھاتہ سے اِن پر سایہ کیا۔ اور اُٹھوا کر گھر بھیجوانے کے لیئے خادم کو بلا بھیجا جب تک خادم نہیں آیا اُس وقت تک آپ سایہ کیئے کھڑے رہے اور فرمایا! یہ بھی معصوم ہے اِسے معلوم نہیں کہ ایک روز کیا ہونے والا ہے۔

سات سال کی عمر میں بحالتِ خواب ابلیس سے قوتِ آزمائی

"سیف چشتیائی" اور ملفوظاتِ طیّبات میں درج ہے کہ سات برس کی عمر میں آپؒ کی خواب میں شیطان سے قوت آزمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان نے مجھے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کُشتی لڑو جب میں اُسے گرانے کے قریب ہوتا تو دِل میں خوشی پیدا ہوتی کہ میں غالب آرہا ہوں مگر اچانک رُخ بدل جاتا اور جب وہ مجھے گرانے کے قریب ہوتا تو تائیدِ الٰہی سے میری زبان پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ جاری ہو جاتا اور وہ مغلوب ہونے لگتا۔ تین چار مرتبہ اِسی طرح ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں اُسے گرانے میں کامیاب ہو گیا۔

ابتدائی تعلیم

آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیئے خانقاہ کے درس میں اور اُردو فارسی کے لیئے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ عمر اتنی کم تھی کہ خادم اُٹھا کر لے جاتا اور واپس لاتا۔ مدرسہ کے طلباء نے راولپنڈی جا کر امتحان دیا آپ کو جمعہ چوکیدار

اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لے گیا۔ ممتحن انگریز تھا اُس نے سب سے پہلے آپ پر ہی سوال کیا کہ بایدکا مصدر کیا ہے۔ آپ نے صحیح جواب دیا ممتحن نے ساری جماعت کو یہ کہہ کر پاس کر دیا کہ جب اِس قدر کم سن بچہ ایسا صحیح جواب دے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُستاذ کی تعلیم اچھی ہے، اور پوری جماعت لائق ہے۔

قرآن مجید ناظرہ پڑھا حفظ ہو گیا

حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآنِ مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سُنا دیا کرتے تھے۔ جب قرآن مجید ختم کیا تو اُس وقت سارا قرآن مجید آپؒ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ عربی، فارسی، صرف ونحو کی تعلیم کے لیئے بڑے پیر فضل دین شاہ صاحبؒ نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔

آپؒ فرماتے تھے کہ ایک روز اُستاذ صاحب نے پوچھا کہ مطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں مجھے اُس مطالعہ کا صحیح مطلب معلوم نہیں تھا میں سمجھا کہ مطالعہ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لیے اگلے روز تمام سبق زبانی سنایا تو اُستاذ صاحب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔

ع

بیچ ڈالے ہم نے موتی علم کے مٹی کے مول
رکھ لیا قرآن روحیں بخشوانے کیلئے

گر تو ـــــــــــــــــــ مومن است

مادرِزاد ولایت پر کرم خوردہ کتاب کی شہادت

ایک مرتبہ مولوی غلام محی الدین صاحب نے زیرِ سبق کتاب "قطر الہند" کے ایک حصہ کی عبارت یاد کرنے کی ہدایت کی جو کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جاسکتی تھی۔ جب آپ نے عُذر کیا کہ جو مضمون کتاب میں موجود نہیں اُسے کیسے یاد کیا جاسکتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے غالباً آپ کے مادرِ زاد ولی ہونے کی شہرت کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ وغیرہ کیا کرتا تھا میں نے وہاں بیٹھ کر کتاب کے کرم خوردہ حصہ کو سمجھنے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا آخر سر اٹھا کر کہا یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے۔ اگر تو مجھے بتا دے تو میں اُستاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔ یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں ایک سبز مائل عبارت نمودار ہوئی۔ جسے میں نے حفظ کر لیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں نے اُسی عبارت کو اُستاد صاحب کو سُنا دیا۔ اُنہوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا تو میں نے کچھ انشا کیے بغیر کہا کہ مجھے اس کے صحیح ہونے میں اس قدر یقین ہے کہ اگر اس کتاب کا مصنّف بھی قبر سے اُٹھ کر نکل آجائے اور یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا۔ چنانچہ اُستاد صاحب اس کی صحت کے لیئے اُسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخہ سے میری بتلائی ہوئی عبارت کو صحیح پا کر واپس آکر بعد حیرانی اُس کی صحت کا اعتراف کیا۔

موضع بھوئی کے درس میں داخلہ

اس واقع کے کچھ عرصہ بعد مولوی غلام محی الدین نے بڑے پیر صاحب اور حضرت اعلیٰ صاحب

کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ کو الیسا ذہن رسا اور اعلیٰ دماغ
عطا کیا ہے کہ ہر سبق حفظ سُنا دینے کے علاوہ بعض اوقات ایسے دقیق سوالات کرتا
ہے کہ ان کا جواب دینے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے
کہ میں اب اس کی تعلیم کا صحیح حق ادا نہیں کرسکتا۔ اسے کسی بڑے فاضل اُستاذ
کے پاس ہونا چاہیئے۔ ان ہر دو حضرات کا خیال تھا کہ آپ کو صاحبزادگی کے ماحول
سے دور رہ کر تعلیم پانا چاہیئے۔ خود آپ کو بھی باہر جا کر ایک عام طالب علم کی
طرح حصولِ تعلیم کا شوق تھا۔ لہٰذا گولڑہ شریف میں نحو پڑھ کر اُسی کم سنی کے حالت
میں موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال جاکر فاضلِ اجل جناب مولانا محمد شفیع قریشی کے
درس میں داخل ہو گئے۔ اس عمر میں بھی طبیعت کا رنگ یہ تھا کہ فرماتے ہیں کہ اُس
نواح میں تین مشہور درس جاری تھے جب میں ان میں سے کسی ایک درس کو پسند کرنے کے
خیال سے اُدھر جا رہا تھا تو راستہ میں ایک ٹیلہ کے پاس سے تینوں طرف راستے پھوٹتے
تھے۔ میں نے اُس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھا تو ہر سہ جوانب عورتوں نے کپڑے دھوکر دھوپ
میں ڈالے ہوئے تھے۔ دو جانب کے کپڑوں کے رنگ مختلف تھے مگر بھوئی کی سمت والے
کپڑے تمام کے تمام سفید تھے جس سے میں نے یہ تاثر لیا کہ اِدھر اُجلاپن اور
نورانیت زیادہ ہے چنانچہ بھوئی کے درس میں آپ نے دو اڑھائی سال میں رسائل
منطق قطبی تک اور نحو اور اصول تک کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ بہت مشہور ہے جس کی وجہ سے اس کم عمری میں
بھی آپ کو اُس نواح میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ بھوئی کے قریبی گاؤں بجاڑ میں ایک
شخص فوت ہو گیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق ورثاء نے اردگرد کے معززین
عوام اور دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کو ختمِ قرآن والیصالِ ثواب کے سلسلے میں مدعو کیا

اسی دوران بھوئی اور گڑھی افغاناں کے طالب علموں میں کسی علمی مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ لوگ حلقہ باندھ کر سوال جواب سننے لگے۔ حضرتؒ باہر تھے جب وہاں پہنچے تو بوجہ کم سنی مجمع کے اندر جانے کا راستہ نہ ملا۔ ایک شخص سے کہا کہ مجھے اٹھا کر لوگوں کے دائرہ کے اندر پہنچا دو۔ اس نے کہا وہاں داڑھیوں والے طلباء بحث کر رہے ہیں تم بچے ہو کیا کرلو گے۔ آپ نے اصرار کیا تو اس نے اٹھا کر آپ کو مجمع کے اندر حلقہ مناظرہ میں کھڑا کر دیا۔ اس وقت گڑھی افغاناں کے درس کے دو فارغ التحصیل طلباء جو ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کے لیئے گئے ہوئے تھے اور ان دنوں تعطیلات پر آئے ہوئے تھے بھوئی کے طلباء سے سوال و جواب کر رہے تھے اور اپنی فضیلت کے باعث اُن پر چھائے ہوئے تھے۔ حضرتؒ نے پہنچتے ہی شافیہ کی عبارت قال الخلیل الاشیاء افعالٌ وقال الفراء لصنعاء پڑھی اور سوال کیا کہ حسب قاعدہ قال کا مقولہ جملہ ہوا کرتا ہے یہاں قال الفراء لصنعا میں قال کا مقولہ مفرد ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ مگر ان میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد آپ نے اُن پر منطق کے سوال کیا کہ تصدیق مرکب ہے یا بسیط؟ انہوں نے جواب دیا کہ امام رازی کے مذہب میں مرکب ہے آپؒ نے فرمایا کہ اگر بقول امام رازی تصدیق مرکب ہے تو مقولات متباینہ سے ترکیب کا اشکال وارد ہوتا ہے۔ جن سے مرکب چیز محض اعتباری ہوتی ہے۔ واقعی نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا یہ جائز ہے۔ آپ نے کہا سند پیش کرو۔ انہوں نے قاضی مبارک کی عبارتیں نوک زبان پڑھنا شروع کر دیں۔ جب وہ ایک عبارت ختم کرتے تو آپ کہتے اس سے رفع اشکال کیسے ہوا اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور کوئی دوسری عبارت پڑھ دیتے۔ آپ پھر وہی سوال دہراتے جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو اساتذہ نے فیصلہ صادر کیا کہ آپؒ جیت گئے اور لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس شکست پر گڑھی افغاناں کے طلباء نے اس بچے کو رات کے وقت اٹھا لے جانے کی سفارش کی ہے چنانچہ کئی روز تک بھوئی والے آپؒ کی حفاظت کے لیئے راتوں کو پہرہ دیتے رہے۔

عید گاہِ ما غریباں کوئے تو

آپ بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہو کر گھر پہنچے تو عید الفطر کا موقع تھا حضرت اخی صاحب کو سواری کا بہت شوق تھا اور اکثر شاہسوار ایسے موقعوں پر نیزہ بازی کے لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ نماز کے بعد جب لوگ اکٹھے ہونا شروع ہوئے تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ عید کی خوشیوں کا منظر دیکھنا چاہیئے ہو یا دوست سے ملاقات کی تدبیر کا خیال ہے۔ دل نے جواب دیا۔ دوست سے ملنے کی خواہش ہے۔ لہذا موضع انگہ علاقہ نوشہرہ ضلع شاہ پور کے مشہور و معروف درس میں داخلہ کے خیال سے گھر سے نکل پڑا۔ وہاں میرا ایک بھوئی کا ہم مکتب فقیر نادر دین پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ وہ رات میں نے میکی ڈھوک کی مسجد میں بسر کی۔ صبح اُس مسجد کے امام مولوی محمد حسن اپنے صاحبزادے کو مسجد میں شرح جامی پڑھاتے رہے اور مجھے بھی شریکِ سبق ہونے کو کہا مگر میں نے کہا کہ میرا ارادہ انگہ جانے کا ہے لہذا رخصت ہوا۔

درسِ انگہ میں شمولیت

موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور سرگودھا میں گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ وہاں پہنچ کر فقیر نادر دین کے ذریعہ اُستاذ صاحب مولوی سُلطان محمود سے متعارف ہوئے فقیر نادر دین عمر میں حضرت سے بڑا تھا اور جب آپ ابتدائی کتب یعنی "قطبی" وغیرہ پڑھ چکے تھے تو فقیر نادر دین نے معقول کی تمام کتابیں ختم کر لی تھیں۔ مولوی سُلطان محمود نے پوچھا کہ آپ کیا پڑھیں گے تو فقیر نادر دین نے اُن کی کم عمری اور بھوئی کے ایام تعلیم کے خیال سے کہا کہ اِنہیں معقول کا کوئی چھوٹا سا رسالہ شروع کرا دیجئے حضرت نے فقیر نادر دین سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں وہ اُس وقت صدرا یعنی شرح ہدایت الحکمت" مصنفہ صدرالدین شیرازی

پڑھ رہا تھا۔ اِس لیئے تعجّب یا شاید طنز کے انداز میں بولا کہ کیا میرے ساتھ ہم سبق ہونے کا خیال ہے میں تو "صدرا" پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں بھی "صدرا" پڑھوں گا۔ حضرت اُستاذ صاحب کو تعجّب تو ہوا مگر اِس سبق کی شرکت کے دوسرے تیسرے روز ہی اُن پر اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اِس کتاب کو پڑھنے کی استعداد آپ میں فقیر نادر دین سے کہیں زیادہ ہے۔

ہم درس کا احساسِ کمتری

فقیر نادر دین پر آپ کی ذہانت اور قابلیت کے کمال کا احساس کچھ اس شدّت سے غالب ہوا کہ احساس کمتری کا شکار ہو کر داڑھی منڈوالی اور انگہ چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد میں اُس نے رام پور کے مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولانا عبدالحق ابن مولانا فضلِ حق خیر آبادی سے معقول کی کتابوں کی تکمیل کی اور وہیں مدرسہ رام پور میں ملازمت اختیار کرلی پھر مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں ملازم ہو کر اعلیٰ عہدہ پر پہنچا اور وہیں انتقال کیا۔ اُس نے اپنی یادگار اُردو کا ایک رسالہ چھوڑا ہے جو اثباتِ ہیولیٰ اور اثباتِ جبلِ بسیط پر لکھا تھا۔ حضراتِ خیر آبادی کی جو تقریریں اِن مشکل مباحث پر ہوتی رہتی تھیں یہ رسالہ اُن ہی مضامین کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔

موروثی جود و ایثار کا مظاہرہ

انگہ میں حضرتؒ کو جو خرچ گھر سے ماہوار پہنچتا تھا آپ اُسے نادار طلباء میں تقسیم فرمادیتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ شدیدِ اشتہا کی صورت میں طلباء کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرمالیتے۔ آپ کی اِس جُود و سخا و ایثار اور ریاضت و مجاہدہ کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اور طلباء آپ کے عقیدت مند ہوگئے حضرتؒ نے اِس کم عمری کی حالت میں ہی ریاضات و مجاہدات کو اپنا معمول بنالیا تھا جس کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

تم قصیدہ پڑھو میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں

اس نواح میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک عامل نے لوگوں پر اپنا اثر و رسوخ اور وجاہت قائم کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ اُسے دیکھتے ہی تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے۔ ایک روز وہ شخص انگہ کی مسجد میں آیا سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے مگر حضرت بیٹھے رہے اُس نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا "اولڑکے، کیا تو مجھے نہیں جانتا، پڑھوں قصیدہ؟" آپؒ نے فرمایا تم قصیدہ پڑھو اور میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں۔ ان الفاظ سے عامل صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور اُس نے معذرت کناں آپ کے پاؤں کو چھُوا۔

ایک آسیب زدہ مسجد کو دارالوظائف قرار دینا

انگہ کی آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک ویران مسجد آسیب زدہ اور جنات کے مسکن کے طور پر مشہور تھی اور کوئی شخص بھی شام کے بعد اُدھر کا رُخ نہ کرتا تھا۔ لیکن آپ ہمیشہ عشاء کی نماز کے بعد وہاں جا کر وظائف میں مصروف ہو جاتے بعد ازاں واپس آکر مطالعہ اسباق و کتب میں منہمک رہتے۔ فرماتے تھے اُس مسجد میں جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بعض وظائف باآواز بلند پڑھا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ بے آرام نہ ہوں۔

جرأت و رحم دلی کا مظاہرہ

ایک دفعہ آپؒ کے استاذِ محترم کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم آگیا۔ جس پر باندھنے کے لیئے ارنڈ کے پتوں کی ضرورت تھی۔ آپ انگہ سے کچھ فاصلہ پر پہاڑیوں میں سے ارنڈ کے پتے اکٹھے کر کے ایک رومال میں باندھ کر لا رہے تھے کہ راستہ میں دو بھیڑیوں نے ایک گدھی کو گھیر کر گرا لیا۔ اُس کا بچہ بے چینی سے بچائے جان

بچا کر بھاگ جانے کے اپنی ماں کے ارد گرد بھاگنے اور چکر کاٹنے لگ گیا۔ آپ نے دیکھا تو بے اختیار دوڑ کر وہاں جا پہنچے اور رومال میں بندھے ہوئے پتے بھیڑیے کے منہ پہ گدھی کو چھڑانے کے لیئے مارنے لگ گئے۔ چند کسان کچھ فاصلہ پہ ہل چلا رہے تھے۔ اُنہوں نے چلا کر آپ کو روکنا چاہا اور جلد ہی بھاگ کر وہاں پہنچ بھی گئے مگر اس اثناء میں بھیڑیے بھی گدھی کو معمولی زخمی کر کے بھاگ گئے تھے۔ کسانوں نے آپ سے کہا کہ جب درندہ شکار پر ہو تو اُس کے اور اس کے شکار کے درمیان کبھی مداخلت کرنے کی غلطی نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے وہ انسان پر حملہ بھی کرنے سے نہیں چوکتا اور آپ تو ابھی بالکل بچے ہیں آپ نے کہا مجھ سے گدھی کے بچے کی حالت نہیں دیکھی گئی۔ جو ماں کی محبت میں اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بے قراری سے اُس کے ارد گرد ہی بھاگتا رہا۔ اس کے بعد آپ گدھی اور اس کے بچے کو ہانک کر بحفاظت گاؤں میں لے آئے۔ اگلے روز جمعہ تھا اور مولانا سلطان محمود نے وعظ کے دوران اپنے کم عمر شاگرد کی خدا ترسی رحم، ایثار و جرأت کا تذکرہ کیا جو کافی عرصہ زبانِ زدِ عام و خاص رہا۔

خلوت میں جلوت

حضرتؒ کی طبع مبارک پر ابتداء سے ہی عشقِ الٰہی کا رنگ غالب تھا۔ سماع آگ پر تیل کا کام کرتا تھا۔ آپ خود بھی نہایت خوش آواز تھے اور خوش آوازی سے اثر پذیری بھی بے حد ہوتے تھے آپ کی عام گفتگو بھی اس قدر شیریں اور درد انگیز ہوا کرتی تھی کہ سُننے والوں کے دِلوں میں کیفیت کے طوفان اُمڈ آتے تھے۔ اُن ایام میں آپ اکثر جنگل اور ویرانوں کو نکل جاتے اور باآوازِ بلند عشقیہ اور درد انگیز اشعار پڑھا کرتے۔ آپ کے ہم درس طلباء اور گاؤں کے باقی لوگ بھی بالخصوص انگہ کے نمبردار میاں علی اکبر آپ کی لاعلمی میں ایسے مواقع سے لطف اندوز ہونے کے ہمیشہ مشتاق و منتظر رہتے۔

آمین بالجہر پر مناظرہ

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی سہارن پور آئے جن کے ساتھ حضرتؒ کا بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق مکالمہ ہوا۔ آپؒ نے دریافت فرمایا کہ بلند آواز سے آمین کہنے کے حق میں سب سے قوی دلیل کیا ہے تو انہوں نے ترمذی شریف کی حدیث جَھَرَ بِھَا صَوْتَہٗ کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شعبہ کی روایت خَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ بھی ترمذی میں موجود ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی امام ترمذی نے تضعیف کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس تضعیف کی امام ابن حجر نے "تلخیص الجبیر" میں تردید کی ہے۔ نیز یہ روایت دوام یا اکثریت پر دلالت نہیں کرتی جس سے اس کا سنّت ہونا ثابت ہو۔ یہ تو محض ایک واقعہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ جواز نکلتا ہے جو متنازع فیہ نہیں۔ آیۂ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً (اپنے ربّ کو عاجزی اور چپکے سے پکارو) بھی آہستہ پڑھنے کی متقاضی ہے۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک مجذوب کا اظہارِ حیرت

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی باری پر ہدایہ شریف کا سبق لینے مولانا کے کمرے کی جانب جا رہا تھا چونکہ مطالعہ کا موقع نہ ملا تھا اس لئے جاتے ہوئے سر پہ پگڑی بھی لپیٹتا جاتا تھا اور کتاب کھول کر مطالعہ بھی کرتا جاتا تھا۔ مسجد میں حوض کے کنارے ایک مجذوب پڑا رہتا تھا۔ اُس نے باواز بلند پکار کر کہا پیر جیؒ مرغینانی نے اس کتاب کو اٹھارہ سال میں لکھا ہے اور آپ چلتے چلتے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مرغینانی سے اُن کی مراد مصنّفِ ہدایہ علامہ برہان الدینؒ مرغینانی تھا۔

طالب علمی میں جود و کرم اور ریاضت و مجاہدہ کی شان

علیگڑھ آنے پر بڑے پیر صاحب نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے لئے ساٹھ روپے ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا تھا جو ماہ بماہ وقتِ معینہ پر پہنچارہتا تھا۔ مگر حضرت اِس رقم کو طلباء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ اور خود اکثر روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ آپ کے ہم جماعتوں میں سے کئی طلباء شہر کی مساجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے اور جمعرات کو بہت سا کھانا لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرتے آپ اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہتے کہ لے کھالے۔ مگر ہفتہ بھر کا فاقہ زدہ کھاتا تو کیا کھاتا چند لقمے تناول فرماکر سب کچھ واپس کردیتے۔

ایک عابدہ مائی کی پیشن گوئی

ایک دفعہ جمعہ کی رات کو ایک کمرہ میں خفیہ طور پر قوالی کا اہتمام کیا گیا اور آپ نے بھی اس میں حصّہ لیا۔ اگلے روز اُستاذ صاحب کے پاس شکایت ہوگئی جنہوں نے باقی طلباء کو تو ذرا سختی سے زجر و توبیخ کی مگر حضرت کو نرم انداز میں سمجھایا۔ مسجد کے قریب ہی ایک عابدہ مائی رہتی تھی جو حضرت سلطان باہوؒ کی حضوری سے مشرف تھی اُنہوں نے سُن کر کہا کہ آج تو حافظ سلطان محمود اِس سیّد زادے کو ٹوک رہے ہیں کل جب اِن کے مقام اور مرتبہ سے آگاہ ہوں گے تو اِن کے پاؤں چوُمیں گے۔ یہ نہایت ہی صاحبِ کمال بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اور ہر لمحہ اس کے مراتب بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں۔ خدا کی شان اس پیشن گوئی کا ظہور اِس طرح ہوا کہ جب آپ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہوکر حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے مجاز ہوئے تو ایک مرتبہ عرس سیال شریف کے موقع پر مولانا سلطان محمود نے آپ کو انگہ چلنے کی دعوت دی۔ چنانچہ عرس کے بعد آپ گھوڑے پر سوار ہوکر اُستاذ صاحب کے ہمراہ انگہ روانہ ہوئے۔

راستہ میں ایک مقام پر اُستاذ صاحب اپنے گھوڑے سے اُترے اور پیادہ پا ہو کر حضرتؒ کے گھوڑے کے آگے دوڑنے لگے اور آپ کو تاکیداً سوار رہنے کا حکم دیا کہ اگر اس کے خلاف کیا تو حقِ شاگردی کے خلاف تصوّر کروں گا۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں سخت شرمندہ تھا۔ مگر قہرِ درویش برجانِ درویش تعمیلِ حکم کی۔ آخر کچھ فاصلہ اسی طرح طے کرنے کے بعد حضرتؒ کے اُستاذ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فرمایا کہ ایک دفعہ اثنائے سفر سیال شریف اسی مقام پر یہی مسافت آپ نے میرے گھوڑے کے آگے دوڑ کر طے کی تھی جس کا میرے دل پر سخت بوجھ تھا اور میں اسے بے ادبی محسوس کرتا رہا۔ الحمدللہ کہ آج اس کی تلافی ہو گئی۔

پھر انگہ پہنچ کر استاد صاحب نے احادیث صحاحِ ستّہ کی تمام کُتب کے چیدہ چیدہ حصّے سُنا کر حضرت سے اجازتِ حدیث حاصل کی اور آپ کے حسبِ ارشاد تازیست حدیث شریف ہی پڑھاتے رہے۔ اور منطق و معقول کی تدریس ترک کر دی۔

تعلیم و تعلّم میں انہماک

حضرتؒ کو تعلیم و تعلّم میں اس قدر انہماک تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجہ کے طلباء کو تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسمِ سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کی اذان ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ آپؒ کے پاس پڑھنے والے طلباء کی اتنی کثرت ہو گئی کہ آپؒ نے انگہ کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار فرمالی۔ دن کے وقت انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کرتے۔ اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلباء کو درس دیتے۔

بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہلِ برزخ جواب دیتے ہیں

حافظ غلام احمد سکنہ پنجہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ چک نمبر ۴۷ ضلع سرگودھا میں رونق افروز تھے کہ مسئلہ سماعِ موتیٰ پر ذکر چھڑ گیا آپ نے فرمایا کہ اگر بلانے والے کو بلانے کا سلیقہ ہو تو اہلِ برزخ ضرور سنتے ہیں. انگہ کے ایامِ طالب علمی میں "یا شیخ عبدالقادر جیلانی" پکارتا تھا تیسری پکار پر جواب آتا تھا کہ میں نے سن لیا ہے تم اپنا کام شروع کرو. حضرتؒ کی ایک تحریر سے اس لفظ سلیقہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ پکارنے والے کو اہلِ برزخ سے خصوصی نسبت ہونا چاہئیے.

بہ ہندوستاں داد خواہم لگام

تقریباً اڑھائی سال انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب آپؒ واپس لوٹے تو درسِ نظامی سے صرف فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاحِ ستہ اور تفسیر میں بیضاوی وغیرہ باقی رہ گئی تھیں. ان کتابوں کی تعلیم کے لیئے ان دنوں عام طور پر طلباء ہندوستان کے مدارس کا رُخ کرتے تھے. آپ نے آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں ایک روز "سکندر نامہ" سے فال لی تو یہ شعر نکلا. اپنے شیخ کے ساتھ یہ نسبت، نیاز اور عقیدت آج کل کے علماء وزعماء کے لیئے مقامِ عبرت و نصیحت ہے.

کیمیا پیدا کن از مُشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

"اقبال"

سلوک کی منازل

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم پیر سید نذر دین شاہؒ صاحب سے حاصل کی۔ تمام علوم ظاہری کی تکمیل آپؒ نے کم عمری میں کر لی تھی۔ اور اپنی تعلیمات میں زیادہ سے زیادہ اتباعِ سنّت پر زور دیا۔ اور آپؒ سنّت نبویؐ کی اتباع کو عشقِ رسولؐ سے تشبیہہ دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آپؒ نے مختلف اساتذہ سے علمِ ظاہری میں تحصیل فرمائی۔ سلسلۂ قادریہ میں آپؒ نے بڑے پیر صاحب حضرت پیر سید فضل دین شاہ چشتی شیخِ طریقت سے۔ انہوں نے آپؒ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی اور فیوض و برکات حاصل کیں۔

حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی نظامی سے بھی گہری عقیدت و محبت تھی۔ حضرت خواجہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے چشتیہ صابریہ میں خلافت حاصل کی۔ اسی دورانِ تدریس میں آپؒ سیال شریف برابر تشریف لے جاتے رہے اور علوم ظاہرہ میں اس قدر مصروفیت کے باوجود علمِ باطنی میں بھی ترقی کا سلسلہ جاری رہا اگرچہ آپؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جیسے مردانِ خدا کی توجہات ابتداء ہی سے آپ کے شاملِ حال تھیں۔ مگر حسب قواعدِ طریقت عنایت ازلی کا ظہور کسی زندہ شیخ کامل کے ذریعہ ہونا ضروری تھا۔ آخر وہ وقت قریب آپہنچا کہ یہ شہبازِ حقیقت تمام ماسویٰ اللہ سے منہ موڑ کر ہمہ تن مراقبات اور اشغالِ باطنیہ کی طرف متوجہ ہو کر خلقِ خدا کے لیے قطب ارشاد اور شیخِ وقت کے فرائض انجام دیتے۔ چنانچہ آپؒ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں جب سیال شریف حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوراد و وظائف

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ اور قادریہ میں اجازت فرما کر منصبِ خلافت و ارشاد کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد فرمائیں۔

آپؒ جب وطن واپس تشریف لائے تو اُسی ہفتہ میں حضرت پیر سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

خالق سب کا ایک ہے خالق کا کوئی ایک
ہزاروں میں تو ملتا نہیں لاکھوں میں جا دیکھ۔

آپؒ کا اخلاق و عادات مبارکہ

حضرت کریم النفس، خندہ جبین، شریف الطبع، خوش اخلاق اور حمیدہ اخلاق تھے۔ دشمنوں کے ساتھ بھی مہربانیاں کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلق عظیم کے مظہر سلیم تھے۔ عفو درگزر میں اپنی مثال آپ تھے بڑے بڑے دشمنوں اور مخالفین کو معاف فرما دیتے۔ امیر و غریب، شاہ و گدا کو ایک جیسا سمجھتے، ہر کسی کے دُکھ دَرد کو اپنا درد سمجھتے۔ شاہی دربار سے ہمیشہ دور رہے۔ دنیاوی کاروبار میں بہت کم حصّہ لیتے دینی علم کا بہت شوق تھا۔

خدا جانے کہاں سے جلوہ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

مخالفت حضرت صاحب کو پسند ہی نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ تونسہ شریف کے کبیدۂ خاطر ہونے تک ذکر فرمایا! تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ شدید گرمیوں کے موسم میں سیال شریف سے سیدھے تونسہ شریف چلے گئے تاکہ بزرگوں کے

خدشات کو دور کیا جائے۔ اور ہوا بھی یہی کہ جب آپ نے پہلی ملاقات خواجہ صاحب سے فرمائی تو اُن کے تمام خدشات دور ہو گئے۔

ایک فقرہ تو حضرت صاحبؒ کا بہت یادگار اہمیت کا حامل ہے۔ جب آپ کو یہ بتایا گیا کہ صوفیاءِ کرام کو مناظرات سے بہت دور رہنا چاہئیے۔ تو آپؒ نے کیا خوب فرمایا تھا کہ!

اگر مسلمان ہی نہ ہوں گے تو صوفیاءِ کرام دین کی تعلیم کن کو دیں گے۔

حضرت صاحبؒ کی اُولاد

آپ کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ بیٹے کا نام حضرت سیّدنا پیر غلام محیّ الدّین شاہ عرف بابوجی رحمتہ اللہ علیہ تھا، اور بیٹی بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی تھی۔

بابوجی صاحبؒ نے آپؒ کے نقش قدم پر چل کر دربارِ عالیہ کو خوب چمکایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان حضرت پیر سیّد غلام معین الدین شاہ صاحب عرف لالہ جی صاحب اور پیر سیّد شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں۔

دورِ ارشاد و تبلیغ

سنہ ۱۳۰۵ ہجری ۱۸۸۷ء سے سالکانِ طریقت کو علوم باطنیہ کی تلقین اور کتبِ تصوف کی تعلیم میں زیادہ تر مشغول ہوئے۔ مثنوی مولانا رومیؒ اور حضرت شیخ اکبرؒ کی مشہور کتب۔ خصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کی آپ ایسی تشریح فرماتے کہ مستفیدین جن میں بڑے بڑے علماء و فضلاء شامل ہوتے تھے مثلاً حضرت دیوان سید محمد صاحب سجادہ نشین پاکپتن شریف۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب سجادہ نشین چکوڑی شریف

حضرت مولانا فقیر محمد امیر صاحبؒ سجادہ نشین کوٹ آبل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان، فقیر گل صاحبؒ پشاور، مولانا عبدالحق صاحبؒ سسرال، حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ گھوٹوی، شیخ الجامعہ دارالعلوم عباسیہؒ سہارنپور وغیرہ آپؒ کی تحقیقات کو سن کر محو حیرت میں ہو جاتے تھے۔ آپ نے ۱۳۱۷ھ ہجری بمطابق ۱۹۰۰ء عیسوی کو قادیانی تحریک کی تردید میں شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں کتاب و سنت کے دلائل متواترہ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لانا ثابت فرما کر مرزا کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کو پاش پاش کر دیا۔ پھر مرزا کے ایک حواری مولوی محمد حسین امروہی نے "شمس بازغہ" لکھی۔ جبکہ مرزا نے بھی سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں اپنی کتاب "اعجاز مسیح" لکھی۔ آپؒ نے ان کی تردید میں ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب "سیف چشتیاں" کے نام سے تحریر فرمائی جس میں ان کا پرزور جواب دیا۔

۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں آپؒ نے ایک کتاب اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے نام سے تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ نے اولیاء اللہ کے نام پر نذر و نیاز کے جواز پیش فرما کر لوگوں کی تردید فرمائی جو اہل اسلام کے ایصال ثواب کو بت پرستوں کی مشرکانہ رسوم سے تعبیر کرتے ہیں آپ کے منظوم کلام کے اشعار آپؒ کے جذب و عشق اور قرب الٰہی کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے ارباب بصیرت آپ کے کمالات باطنیہؒ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت پیر صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فقیر محمدیؐ اور استغنائے کامل کی دولت سے مالامال کر رکھا تھا۔

دودھ وجود تیرے وچہ شیریں روغن دار سماتی
مرشد لاوے جاگ پرم دی تاں جمدا دودھ پانی

حضرت کے مُرشد شمسُ الدّین سیالوی

رُوحانی میدان میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بنیادی طور پر اپنے شیخ طریقت شمسُ العارفین حضرت خواجہ شمسُ الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک تھے۔ اور عام طالبین کو اسی سلسلے میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بھی آپؒ کو اپنے والد بزرگوار کے ماموں حضرت پیر سیّد فضل دین شاہ صاحبؒ سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی۔

استاذ محترم کی معیت میں سیال شریف کی حاضری

حضرتؒ کے اُستاذ محترم مولانا سُلطان محمود انگوی کی بیعت حضرت خواجہ شمسُ الدین سیالوی چشتی نظامی فخری سلیمانی قدس سرہُ العزیز سے تھی وہ سال میں کئی بار سیال شریف ضلع سرگودھا اپنے مُرشد کی زیارت کے لیئے جایا کرتے تھے۔ سیال شریف انگہ سے بائیس کوس کے فاصلہ پر دریائے جہلم کے شرقی کنارے پر واقع ہے۔ راستہ میں کئی مقامات پر قیام کرتے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ حضرت قبلۂ عالم ہمیشہ اُستاذ صاحب کے ساتھ جاتے تھے۔ اور حضرت اعلیٰ سیالویؒ بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آخر حضرتؒ نے سلسلۂ چشتیہ میں اِن ہی سے بیعت کی تھی۔

❖

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی اپنے شیخ سے عقیدت

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ العزیز کو اپنے شیخ کریم کے ساتھ بے حد عقیدت اور کمال درجہ کی محبت تھی۔ ملفوظات طیبات میں آپ کا ارشاد بدیں مضمون درج ہے۔

ہمارے خواجہ شمس الحق والدین کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اُسے اُس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازہ۔ آپ نے ہر کسی سے یکساں برتاؤ کیا۔ ہر کسی کی فریاد رسی فرمائی۔ جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اُس کو دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہی۔ ۱۳۰۷ھ ہجری میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں خیال گذرا کہ جو رُخِ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر اُن کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں اس لئے آپ کا شکر گذار ہوں۔ تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اُنھوں نے طریقہ سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

تیری نگاہ سے پتھر کے دِل پگھل جائیں
جو آنکھ اُٹھائے تو شام و سحر بدل جائیں

حضرت صاحبؒ مشاغل اور شمائل و خصائل

حضرتؒ کے اوقاتِ مشاغل اور بعض شمائل و خصائل کی تفصیل جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنی قلمی یادداشت میں اس طرح بیان کی ہے۔

اشغال:۔ ہمیشہ ذکر و شغل اور ارشادِ مخلوق میں وقت صرف فرماتے تھے۔ فجر کی نماز کی سنتیں پڑھ کر حجرہ شریف سے مسجد میں تشریف لاتے۔ مسجد میں امام کا انتظار فرماتے۔ جب کبھی امام صاحب بوجہ بارش یا بیماری کے نہ آسکتے تو کسی دوسرے قابلِ امامت مخلص کو امام بنا لیتے۔ بعد ادائیگی نماز فرض آیۃ الکرسی اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر ذکرِ جہر فرماتے اور تین چار بار کلمہ شریف پڑھ کر دوبارہ دعا فرماتے پھر مکرّر ذکر کلمہ شریف بالجہر فرما کر تیسری بار دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کے بعد عادت مبارک تھی کہ دس بجے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ کبھی یہ شغل مسجد میں ہی ادا ہوتا اور کبھی حجرہ شریف میں۔ اس شغل کے دوران کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے۔ ویسے بھی آپ کا قدرتی رُعب ایسا تھا کہ کسی کو بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ صبح کے ان اوراد کے دوران خاص طور پر کوئی بغیر اجازت آپ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کیونکہ بعض وظائف کی نوعیت ایسی ہوتی تھی کہ پاس پھٹکنے والے کے مجنون ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا۔

راولپنڈی کے ایک نوجوان کے ساتھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اُسے حضرتؒ نے فرما رکھا تھا کہ وقت بے وقت دیکھ کر آیا کرو۔ مگر وہ حضرتؒ کا کرم دیکھ کر بے تکلف ہو گیا اور ایک رات حضرت کے قریب شغل کی حالت میں چلا گیا آپؒ نے ہُوں ہُوں کر کے روکا مگر وہ نہ رُکا۔ کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی کسی تجلّی کی زد میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ پہلے دو روز چپ چاپ روتا رہا کبھی اتنا کہتا کہ "بھول ہو گئی" پھر زبان بند ہو گئی۔ حضرت سے دعا اور دم کرواتے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔

ارشاد و تلقین :- ساڑھے دس گیارہ بجے دن حجرہ سے باہر دلیوان خانہ میں تشریف لاتے۔ اس وقت ہر شخص کو اپنے عرائض پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔
اس دوران ارشاد و تلقین کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور مخلصین سے سلسلۂ تکلم بھی تعویذ اور دَم بھی جاری رہتے اور بعض اوقات اسباق کا شغل بھی جاری ہو جاتا۔ مثنوی شریف مولانا رُوم"، فتوحاتِ مکیہ نصوص الحکم بخاری شریف، شرح چغینی یہ مختلف کتابیں میں نے آپ" کو اس مجلس میں پڑھاتے دیکھا ہے۔ بارہ یا ساڑھے بارہ بجے حجرہ میں تشریف لے جاتے کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے اور تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرما کر اُٹھا کرتے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے اوّل وقت نمازِ ظہر کے لیئے مسجد میں تشریف لے جاتے نمازِ ظہر کے بعد حجرۂ شریف میں جا کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے مگر اُس وقت اگر کوئی آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا ہو تو اسے اجازت ہوتی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ مخصوص لوگوں کی مختصر سی مجلس بھی منعقد ہو جاتی تھی۔ پھر اُسی وضو سے نمازِ عصر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نمازِ عصر کے بعد اپنے سامنے ختم خواجگان چشتیہ و قادریہ پڑھواتے اور ایصال ثواب کے بعد مسجد سے نکل کر کبھی حجرۂ میں چلے جاتے اور کبھی سرائے سے باہر اصطبل کے سامنے والے چبوترے پر جا کر گھوڑے پر سوار ہو کر باہر تین چار میل دور بستی میرا بادیہ تشریف لے جاتے یا کبھی اُس سے بھی آگے۔ نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء باہر ہی ادا کرتے اور وہیں ذکر و شغل جاری رہتا۔ کافی رات گئے واپس آکر کھانا تناول فرما کر سو جاتے۔
تہائی رات باقی رہے پھر بیدار ہو کر تہجد کی تیاری فرماتے اور وضو کے بعد سبز چائے نوش فرماتے۔

رمضان شریف کے اوقات

رمضان شریف میں مغرب اور عشاء کی نماز اپنی مسجد میں ادا فرماتے اور عصر کے وقت سواری کا دستور ترک ہو جاتا۔ تراویح میں ہر روز صرف سوا پارہ قرآن شریف سنا کرتے مقتدیوں کی رعایت مدِنظر ہوتی تھی۔ نمازِ فجر کے بعد اپنے والدِ ماجد کے مزار پر بیٹھا کرتے اور وہیں واپس جانے والوں کو رخصت فرماتے۔ اسی طرح ظہر کی نماز

کے بعد بھی وہیں پر نشست ہوتی۔

تلقینِ ذکر حسبِ استعداد فرماتے تھے۔ بعض اشخاص کو بیعت کے بعد دس بار کلمہ شریف دس دفعہ درود شریف اور دس دفعہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنے کی تلقین فرماتے اور بعض کو صرف دو اُمور کا اِرشاد فرماتے تھے۔ تلقین نہایت نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ جب دس دفعہ کلمہ شریف کا امر فرماتے تو زبان سے کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھتے تھے۔ درود شریف کا ارشاد ہوتا تو درود شریف پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔ بعض لوگ عرض کرتے کہ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پڑھیں یا نہیں؟ آپؒ فرماتے کہ مجھے یُونہی اِرشاد ہوا ہے جیسا میں نے بتایا۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سیدنا کا ملانا لازم ہے یہ درحقیقت اُن کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حضرتؒ کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ سیدنا کہنا ممنوع ہے آپؒ کی غرض یہ تھی کہ مجھے اپنے بزرگوں سے اِسی طرح پہنچا ہے۔ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ اوراد میں تغیر و تبدّل نہیں کرنا چاہیئے حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَآ اَتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَکَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْٓ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْٓ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّآ اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْٓ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْٓ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُّتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ فَاَنْتَ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَتَکَلَّمُ بِہٖ قَالَ فَرَدَّدْتُّھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْٓ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْٓ اَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِیِّکَ الَّذِیْٓ اَرْسَلْتَ

علامہ عینی حاشیہ بخاری میں فرماتے ہیں :-

اِنَّ اَلْفَاظَ الْاَذْكَارِ تَوْقِيْفِيَّةٌ فِيْ تَعْيِيْنِ اللَّفْظِ وَتَقْدِيْرِ الثَّوَابِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ مِنْ حَدِيْثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک عمل ارشاد فرمایا کہ جب اپنے بستر پہ لیٹنے لگو تو نماز کا وضو کرو پھر دائیں کروٹ لیٹ کر یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ الخ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دُہرایا۔ جب میں بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ پر پہنچا تو کہا وَرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ پڑھو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وظائف اور اوراد کے الفاظ توقیفی ہوتے ہیں۔ جو لفظ رہنما بتلائے اُسے بدلنا جائز نہیں، چونکہ درود شریف کی روایت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اس میں "سیّدنا" کا لفظ وارد نہیں اسی بنا پر حضرتؒ "سیدنا" کا کلمہ نہیں پڑھاتے تھے اور یہ اتباعِ سُنّت تھا جو آپؒ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ اتباعِ سُنّت میں جو شغف حضرتؒ کو تھا بہت کم لوگوں میں دیکھا گیا۔

جس شخص کو اہل پاتے کچھ دوسرے وظائف اور شغل بھی فرما دیتے۔ ایک دفعہ قاری صاحب حضرتؒ سے اوراد اور وظائف کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ۔ میں نے از رُوئے مذاق کہا کہ قاری صاحب آپ نے اتنے سارے وظائف پڑھنے تو ہیں نہیں کیوں اس گرمی میں حضرت کو تکلیف دے رہے ہو۔ آپؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا " تکلیف مجھے دے رہا ہے تمہیں تو نہیں دے رہا تم کیوں دخل در معقول دیتے ہو۔

عادت مبارک تھی کہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ مجلس میں بیٹھتے تو بھی ذکر میں مشغول رہتے۔ تلقین و تدریس کے دوران بھی ذکر جاری رہتا تھا کسی نے عرض کرنا چاہی آپؒ نے اجازت فرمائی وہ بیان کرتا رہتا آپؒ سنتے بھی رہتے اور تسبیح

بھی چلتی رہتی. اُس نے عرض ختم کی آپ نے جواب ارشاد فرمایا اور تسبیح پھر شروع ہو گئی. خیر الکلام ما قلّ و دلّ کا عجیب نمونہ تھا. میں آدھ آدھ گھنٹہ ایک بات عرض کرتا رہتا آپؒ سُن کر ایک دو لفظ فرما دیتے جو سب کا جواب ہوتا تھا.

متعلّقین سے وفاداری کا معاملہ

حضرت کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ فرماتے تھے ہمیشہ اُنہیں نصح اور خیر خواہی سے نوازتے اُن کے حالات دریافت فرماتے اُن پر اِس قدر نوازش فرماتے کہ لوگ آپؒ کو محض پیر ہی نہیں بلکہ اپنا ملجا و ماوٰی اور سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے تھے. ہر غم کی کُشادگی، ہر درد کی دوا ہر تکلیف کا مداوا حضرت کی ذات تھی.

ایک دفعہ مجھے عرق النساء کی تکلیف ہوئی یہاں تک کہ چارپائی سے اُٹھنا دشوار ہو گیا درد کی شدت کے باعث غشی طاری ہو جاتی تھی کہ کروٹ بدلنے کی ہمت بھی نہ تھی اُنہی دنوں حضرتؒ کو پاکپتن جاتے ہوئے ٹھٹھہ محبوب میں قیام فرمانا تھا. جہاں پر حاضری میری عادت مستمرہ تھی لیکن تکلیف کی وجہ سے حاضری محال طلبہ کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں وہاں حاضر ہوئی. تو حضرتؒ نے اِستفسار فرمایا. تمہارا مولوی کہاں ہے.؟ اُنہوں نے میری حالت بیان کی. آپؒ نے اُسی وقت شیخ احمد مرحوم کو فرمایا کہ ایسے سوت کی سات تاندیں لاؤ جس کی کاتنے والی عورت کا باپ اور خُسر دونوں زندہ ہوں وہ منگوا کر اُن پر دم کر کے اور چند گانٹھیں لگا کر طلبہ کو دیں اور فرمایا کہ اِنہیں مولوی صاحب کے گلے میں باندھا جائے. اِتفاقاً مجھے اُس شام نیند آ گئی. خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ گلاس اور بوتل ہاتھ میں لیے مجھے دوا پلا رہے ہیں. میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا چند منٹ بعد پھر نیند آ گئی. اور دوبارہ وہی حالت دیکھی. اِس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ درد جاتا رہا. اور جسم میں ایک گونہ طاقت بھی آ گئی ہے فوراً حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہو گیا.

Marfat.com
Marfat.com

اور دوسرے روز صبح کے وقت سناواں ریلوے اسٹیشن پر حضرتؒ کی قدمبوسی کے لیئے کھڑا تھا۔ حضرت تشریف لائے تو دور ہی سے فرمایا سُنا ہے تم بیمار ہو گئے ہو۔ میں عرض کیا آپ نے بے توجہی جو فرمائی تھی بیمار کیوں نہ ہوتا۔ فرمایا۔ کیا توجہ نہیں کی؟ تو پھر کیا میں حاضر نہیں ہو گیا۔

معاندین سے حُسنِ سلوک

مخلصین سے زیادہ معاندین کے ساتھ حسنِ سلوک کی عادت کریمہ تھی۔ ایک دفعہ ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک روپیہ نذر رکھ کر مناسب مقام پر بیٹھ گئے۔ جب نذر بردار نذر اُٹھانے کے لیے آیا تو آپؒ نے خلافِ عادت اُسے فرمایا کہ اس روپیہ کو پڑا رہنے دو۔ جب تمام لوگ اپنی حاجات پیش کر کے چلے گئے تو ان صاحب کو بُلایا اور دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ فلاں تحصیلدار جو آپؒ کا مخلص ہے اس کی طرف سفارش نامہ لکھوانا ہے آپ نے کاغذ قلم منگوا کر اپنے ہاتھ سے اُن تحصیلدار کی طرف خط لکھ کر انہیں دیا اور ہدایت فرمائی کہ یہ خط انہیں گھر پر جا کر دیا جائے کچہری میں نہیں۔ جب وہ صاحب روانہ ہونے لگے تو فرمایا یہ اپنا روپیہ بھی لیتے جائیں۔ انہوں نے بہت معذرت کی۔ مگر آپؒ نے اصرار فرمایا چنانچہ وہ روپیہ لے کر چلے گئے۔ اُن کے چلے جانے کے بعد میں نے روپیہ کی واپسی کا سبب پوچھنے کی جرأت کی۔ فرمایا کہ یہ ہمیشہ مجھے بُرے الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے اور معاند ہے۔ اب ضرورت کے وقت اُس نے یہ خیال کر کے روپیہ پیش کیا تھا کہ اس سے سفارش نامہ لکھوانے میں مدد ملے گی میں نے اس لئے روپیہ واپس کر دیا اور سفارش نامہ بھی خود لکھ کر دیا۔

سخاوت بہت پوشیدہ طور پر کرتے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد مسجد

میں تشریف فرما تھے۔ ملنے والے رخصت ہو کر چلے گئے۔ میں اکیلا پاس بیٹھا تھا مجھے قریب بلا کر ایک کاغذ کی تھیلی سی دی کر اس شخص کو دے آؤ جو سنگر کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ میں جا کر دے آیا۔ میں اُسے پہچانتا نہیں تھا مگر کوئی سفید پوش حاجت مند معلوم ہوتا تھا۔

دنیا سے بے توجہی

دُنیا کی طرف سے بے توجّہی حضرت کی ذاتِ مُبارک کا خاصہ تھا۔ مسجد میں حضرت اجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مختلف اوقات میں بیٹھا کرتے۔ زائرین کی طرف سے نذرانہ اور ہدایا کا سلسلہ بارش کی طرح جاری رہتا لیکن جب آپ اُٹھ کر تشریف لے جاتے تو اُدھر آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور میاں محمد صاحب یا کوئی دُوسرا بزرگ اُن نذرانوں کو اُٹھا کر غلام محمّد صاحب لانگری کو دے آتا۔ اسی طرح سفر میں بعض اسٹیشنوں پر گاڑی رُکنے کے دوران یہی کیفیّت ہوتی تھی۔ آپ کی طرف سے کوئی حساب یا نگہداشت اِن چیزوں کی نہیں ہوتی تھی۔ جو کچھ اکٹھا ہوتا لانگری اپنے پاس رکھتا اور لنگر وغیرہ پر خرچ کرتا رہتا۔

دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ

جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنے قلمی مسوّدات میں حضرتؒ کی ذات اور خاندان کے ساتھ، غلط فہمی یا حسد کی بنا پر لوگوں کی مخالفت اور پرخاش کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتانا ہے کہ دوستی اور دشمنی کے متعلق اس گھرانے کا نظریہ کچھ مختلف ہے۔ اِن کی نظروں میں اصل دشمن انسان کا اپنا نفس ہے اور اصل دوست اللہ تعالیٰ کی ذات۔ یہ اپنا وقت نفس پر فتح

حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کی کوشش میں صرف کرتے ہیں
ان کے نزدیک دوست اور دشمن "ہمہ از دوست" ہیں۔

حضرت باؤجی مدظلہٗ اس بارہ میں اپنے والد کریمؒ کے ارشادات کی وضاحت میں فرمایا کرتے ہیں کہ جنہیں تم لوگ ہمارا دشمن سمجھتے ہو وہ ہمارے لئے فائدہ کا موجب بنتے ہیں۔ تمہاری قصیدہ گوئی اور مبالغہ آمیز تعریف ہمیں فتنہ میں مبتلا کرتی ہے۔ اُس کے برعکس دشمن ہمارے نقائص اور عیب گنواتا ہے۔ اگر دوست ہوں تو ہم اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور اگر غلط ہوں تو خُدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ دشمنوں کی ایذا رسانی پر ہم صبر کرتے ہیں اور اَجر پاتے ہیں۔ باوجود اُن کی مخاصمت کے ہم اُنہیں اپنے خدا کی مخلوق سمجھ کر اپنی دُعاؤں میں شامل رکھتے ہیں اور اس طرح بھی عنداللہ ماجور ہوتے ہیں

حضرت مائی صاحبہؒ کی برکات کے خصوصی اثرات

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ اپنی اہلیہ محترمہ کے اوصافِ حمیدہ کا اظہار فرماتے ہوئے اعتراف فرمایا تھا کہ مجھے علم و فقر میں جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ اُس کے اسباب میں اس خاتون کے صبر و قناعت اور خدا پرستی کا بڑا حصہ ہے۔ اس نے مجھے طلبِ مولیٰ کی راہ میں آزاد چھوڑ دیا اور کبھی اپنے مطالبات سے میرے راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ حضرتؒ کے وسیع حلقۂ ارادت کی مستورات میں حضرت مائی صاحبہؒ کی بے نفسی، خُدا پرستی اور قبولیتِ دُعا کے تذکرے آج تک زبان زدِ خلق ہیں۔ وہ قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد تھوڑے عرصہ تک ہی زندہ رہیں مگر اُن کی تربیت کا اثر اس گھرانے میں ابھی تک جاری و ساری ہے۔

حضرت صاحبؒ کی خوراک

شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں :۔

"عادت مبارک تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک دو لقمے تناول فرماکر وضو کر کے بظاہر سو جاتے تھے مگر دراصل جاگتے رہتے اور پاس انفاس میں رات گزار دیتے۔ میں نے ایک رات آپؒ کے گھوڑ کے قیام کے دوران دیکھا کہ عشاء کی نماز ادا کر کے وضو فرماکر بظاہر سو گئے۔ میں تمام رات دروازہ پر بیٹھا رہا۔ آخر شب قریباً چار بجے آپؒ نے اٹھ کر اسی وضو سے نماز تہجد پڑھی اور اکثر یہی معمول تھا۔ باوجود کم خوری کے جسمانی قوت اس قدر تھی کہ یاد شاید ایک روز ایک پہلوان خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کشتی لڑنے جا رہا ہوں، میرے لئے فتح کی دعا فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ ذرا میرے پاؤں داب کہ تمہاری طاقت کا اندازہ کروں۔ اس نے پاؤں دابنے شروع کئے۔ سردی کا موسم تھا مگر دو منٹ بعد ہی اس کا پسینہ بہنا شروع ہو گیا۔ آپؒ نے دیکھا تو فرمایا" تم تو شاید بہت زور لگا رہے ہو مگر مجھے محسوس بھی نہیں ہو رہا کہ میرے پاؤں دابے جا رہے ہیں"۔ قلتِ خوراک کے باوجود اتنی طاقت اور برداشت محض التفاوات خداوندی سے تھی۔

آخر عمر میں جب آپؒ صاحبِ فراش ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے کہ چھتیس سال سے میں نے غذا زیادہ تر ترک کر رکھی ہے۔ میری مجموعی خوراک غالباً دو تین چھٹانک فی ہفتہ سے زیادہ نہیں ہو گی۔ اب معدہ کو ہضم کی عادت نہیں رہی۔ جو چیز معدہ میں جاتی ہے وہیں رکھی رہتی ہے۔

اس کے باوجود جسم مبارک اتنا مضبوط تھا کہ فولاد کا معلوم ہوتا تھا۔ پاؤں

دابنے کے وقت اگر اتفاقاً ہاتھ جسم مبارک پر پڑ جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ لوہے یا پتھر پر پڑا ہے۔ دابنے سے جسم مبارک دبتا نہیں تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھرتا ہے۔"

استاذزادوں کا احترام

اساتذہ اور ان کی اولاد کے احترام کے متعلق شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں حضرتؒ نے تعلیم پائی وہاں کے تمام باشندوں کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے۔ استاذزادگان کے احترام کی تو حد ہی نہ تھی۔ موضع بھوئی کے مولوی صاحبان کے ساتھ حضرت کا سلوک ضرب المثل تھا۔ انگہ کے استاد حافظ سلطان محمود صاحب کے صاحبزادے مولوی شمس الدین صاحب کو آپؒ خود بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لئے انگہ تشریف لے جا کر وہاں اپنے خرچ سے وسیع پیمانے پر طعام پکوا کر تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد مدت العمر تمام کنبے کی خبرگیری فرماتے رہے۔ انگہ کا کوئی آدمی ملنے آتا تو اس کا خاص خیال فرماتے بلکہ وادیٔ سون کا تمام علاقہ حافظ سلطان محمود صاحب کی وجہ سے حضرتؒ کے نزدیک قابلِ احترام ہو گیا تھا۔

حضرت صاحب کا حلیہ مبارک

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

رنگ گندمی۔ پیشانی بلند اور چمک دار۔ آنکھیں مخمور اور رعب آفریں۔ ناک

سُتواں، آبرو گھنے اور کماندار، لب متوسّط، دہن فراخ، دندان روشن اور جُدا جُدا ریش گھنی اور تا بہ سینہ، گیسُو گھنگھریالے اور کانوں تک دراز، سینہ کشادہ، بطن خمیدہ، رُخسار کم گوشت، انگشت ملائم اور باریک، کفِ دست کشادہ، قد مُبارک میانہ مگر مجلس میں بیٹھے ہوئے بلند و بالا معلوم ہوتے تھے۔ قدم شریف نرم اور نازک۔ جسم گٹھا ہوا اور متوسط۔

حضرتؒ کے فوٹو بھی ملتے ہیں جو عقیدت مند اور عشاق حضرات آپؒ کی عمر کے مختلف ادوار میں لیتے رہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ محمد دین صاحب (حضرت ثانی) سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں سیال شریف کے عرس کے موقع پر لیا گیا۔ اور دوسرا آپؒ کے زمانہ استغراق کا ہے۔ اوّل الذکر فوٹو میں حضرت ثانی صاحب سیالویؒ اور دربار شریف کے کئی خلفائے کرام بھی موجود ہیں۔ حضرت خود تصویر کشی پسند نہیں فرماتے تھے اور شدّت سے روکتے تھے۔ چنانچہ یہ چند تصاویر بھی آپؒ کی اجازت اور علم کے بغیر ہی لی گئیں۔

حضرت صاحبؒ کا لباس

آپؒ کو سفید لباس پسند تھا جس کی نظافت اور لطافت قابلِ دید ہوتی تھی لٹھے کی شلوار، موسم کے لحاظ سے خاصہ یا ململ کا کھُلا آستینوں والا کُرتہ اور سفید ململ کی ہلکی مایہ لگی ہوئی پگڑی پہنتے تھے۔ دستارِ مُبارک بخاری قسم کی نوکدار کلاہ پر بندھی ہوتی تھی۔ کُرتے کے اُوپر واسکٹ اور لمبا کھُلے کالر والا فراک کوٹ یا چغہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات دھوپ میں پگڑی اور دوش مُبارک پر لُنگی یا چادر ڈال لیتے تھے۔ پاؤں میں کھیڑی نمونہ کی نفیس اور نصف طلادار پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ تسبیح رہتی تھی۔ گھوڑے کی سواری کے وقت بھی چھڑی کی

ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔ شریر سے شریر گھوڑا بھی حضرتؒ کے قریب آتے ہی رام ہو جاتا۔ سوار ہونے سے پہلے آپ اپنی تسبیح دیسی زین کے اُٹھے ہوئے "ہنے" سے لپیٹ دیتے اور پھر سوار ہوتے۔ گھوڑا یوں سر جُھکا کر کھڑا رہتا جیسے "سُبحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ" کے معنی سمجھتا ہے۔

حضرت کے لباس اور استعمال کی تمام دوسری چیزیں مثلاً تسبیح، کنگھی، اور مسواک وغیرہ آپ کے حجرہ مبارک میں بطور تبرک شیشہ دار الماریوں اور میزوں میں رکھی ہیں۔ آپ کا بستر اپنے اصلی مقام پر اُسی طرح لگا ہے اُوپر چھپر کھٹ اور مچھر دانی تنی ہوئی ہے۔ آپؒ کے عُرس اور عیدین کے موقع پر ارادت مندان تبرکات کی زیارت بڑے شوق اور عقیدت سے کرتے ہیں اور آپ کے ہم عصروں کی آنکھوں کے سامنے وہی پُرانا نقشہ پھر جاتا ہے۔ اس کمرہ کے برابر والے مجلس خانہ میں لائبریری ہے جس میں ہر فن کی کافی کتابیں موجود ہیں۔

آواز و گفتار

آواز مُبارک شیریں، پُرسوز اور باوقار تھی۔ یُوں متانت سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گِنا جا سکے اور یاد رہ جائے۔ اکثر لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے انہیں کافی طویل اوراد اور وظائف تلقین فرمائے جو ایک ہی بار سُن لینے سے دماغ میں نقش ہو گئے اور پھر کبھی فراموش نہیں ہوئے یہ چیز حضرتؒ کی کرامات سے شمار ہوتی تھی۔

چال اور رفتار

رفتار اور چال ڈھال میں اہلِ علم کو وقار اور سلامت روی نظر آتی تھی اور

اہلِ دل کو ایک بانکپن اور محبوبیت۔ جب آپ کسی گروہ یا جمعیت میں تشریف لاتے تو تمام فضا میں عقیدت اور محبت کی خوشبو پھیل جاتی اور دیکھنے والوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی۔ اکثر لوگ دست بوسی کے لئے ہجوم کر کے آجاتے۔ اور بعض لوگ دُور کھڑے ہی "قربان۔ قربان" کہہ کر اپنی پیاس بجھا لیتے۔ ہجوم کو روکنے کے لئے خُدّام کو ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حضرت کے گرد حلقہ بنانا پڑتا کئی اشخاص صرف حضرتؒ کے لباس کو چھُو کر ہی اپنے ہاتھ چوُم لیتے۔ پشاور کے ایک جوان الطاف الٰہی رنگین نے ایک روز حضرت کو گھوڑے پر سوار اژدحامِ خلق میں گھرے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا تھا ؎

تم شہسوارِ حسن ہو لگ جائے گی نظر
گھوڑے سے اُترو آنکھ بچا کر رکاب کی

حضرتؒ کی شان میں اسی شاعر کا کہا ہوا ایک اور مصرعہ ہے:۔

ع جانِ الطاف الٰہی صدقہ جانِ شما

حضرت صاحب کی اسپ سواری

آپؒ اطباء کے مشورہ پر بعد نماز عصر اسپ سواری کی غرض سے نکلا کرتے تھے اور دیہات "میرا بادیہ" اور "میرا اکو" بلکہ بعض اوقات قصبہ راولپنڈی اور رکھ ٹوپی کے مضافات سے ہو کر عشاء کے بعد واپس تشریف لایا کرتے ایک مخلص سید صدیق شاہ نے آپؒ کی حفاظت کے خیال سے عرض کی کہ ایک خادم کو ہمراہ رکھا کریں۔ اور اپنی اِس اِستدعا کو تقویت دینے کے خیال سے فرمان خداوندی خُذُوا حِذْرَکُمْ یعنی اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو۔ کا حوالہ بھی دیا۔ حضرتؒ نے فرمایا، شاہ صاحب، وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالٰی

Marfat.com
Marfat.com

آپ کو انسانوں سے محفوظ رکھے گا) بھی تو اُسی ذاتِ عالی کا ارشاد ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کی، حضرتؒ یہاں لفظ يَعْصِمُكَ میں حرف کاف صیغہ واحد حاضر ہونے کی وجہ سے صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان میں وارد ہو کر محض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حفاظت کی ضمانت کا اظہار کر رہا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب، ہم بھی تو اسی کاف کی اوٹ میں ہیں گویا جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت مجموعی پناہ بے کساں ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مقامِ فنافی الرسول کی طرف بھی ایک لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا۔

ایک مخلص کے دلی خطرہ کا از خود جواب

یہی سید صدیق شاہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے گولڑہ شریف آ رہا تھا جب چکوال پہنچا تو کسی کی زبانی سُنا کہ حضرتؒ نے ایک گھوڑی خرید فرمائی ہے۔ میرے دل میں وقتی طور پر خیال گزرا کہ میرے شیخ تو ولی کامل ہیں انہیں اِن دُنیا داریوں سے کیا غرض۔ جب حاضرِ خدمت ہُوا تو خود بخود فرمانے لگے۔ شاہ صاحب مجھے اطباء نے مجبور کیا ہے کہ گھوڑے کی سواری کا التزام کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر میں نے گھوڑی خرید کی ہے۔ چنانچہ میں اپنا وہ دلی خیال یاد کر کے بے حد نادم ہوا۔

اس کے بعد حضرت کے اصطبل میں بہترین گھوڑے آتے رہے۔ آپ کی شاہ سواری کا بھی اپنے والدِ محترم حضرت اجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یہ عالم تھا کہ سرکش سے سرکش جانور بھی رام ہو جاتے تھے۔ ایک بار ملک احمد خان ٹوانہ نے ایک بیش قیمت گھوڑی جو اُن سستے ایام میں بھی مبلغ چار ہزار روپے میں

آئی تھی، آپ کی نذر کی۔ آپ سیال شریف سے رخصت ہو رہے تھے کہ یہ گھوڑی آپ کے سامنے لائی گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے سوار ہو کر چھتری مانگی ملک صاحب نے عرض کی کہ حضرت، گھوڑی نئی ہے۔ چھتری کو برداشت نہیں کرے گی اور ڈرے گی۔ آپ نے فرمایا، چھتری بند کر کے مجھے دے دو پھر آپ نے چھتری کھول کر گھوڑی کو دوڑایا۔ اور موضع مانگووال تک دوڑاتے آئے۔ گھوڑی نے بدکنے کا نام بھی نہ لیا بلکہ بعد میں لنگر شریف کا کوئی بھی خادم اس پر بآسانی سواری کر لیتا تھا۔

حضوری نام گھوڑے کا اظہارِ ادب

حضرت کی سواری کے ایک گھوڑے کا نام "حضوری" مشہور تھا جب تک آپ اس پر وظائف پڑھتے رہتے یہ آہستہ خرام رہتا۔ مگر جب آپ فارغ ہو جاتے تو یک لخت تیز رفتار ہو جاتا۔ ایک روز سواری کے دوران آپ کی لنگی نیچے گر گئی۔ گھوڑا اگر آگے قدم رکھتا تو اس پر پڑتا۔ اس لئے گھوڑا ایک دم رک گیا اور ہانکنے پر بھی نہ چلا۔ حضرتؒ نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھوڑا کیوں رک گیا ہے اس نے دیکھا تو آپ کی لنگی نیچے گر پڑی تھی اور گھوڑے نے بہ پاسِ ادب اپنا وہ پاؤں جو اس پر پڑنے والا تھا اُٹھا رکھا تھا۔ سبحان اللہ!

(جس کا خدا ہے، اس کا سب کچھ ہے)

پاک پتن شریف میں ایک گھوڑے کی سرکشی

حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف نے جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے، حضرتؒ کی سواری کے

لئے ایک گھوڑا مختص کر رکھا تھا جس پر تمام سال کوئی شخص سوار نہ ہوتا۔ اور فقط آپ ہی حضرت بابا صاحب کے عرس شریف کے دوران اس پر سواری فرماتے تھے۔ سال بھر زین نہ ڈلنے کی وجہ سے گھوڑا سرکش ہو جاتا۔ اس لئے احتیاطاً حضرتؒ کی تشریف آوری سے کچھ روز قبل دیوان صاحب اپنے بھائی جناب میاں غلام رسول سے فرماتے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ حضرتؒ اس کی سواری میں کوئی تکلیف محسوس نہیں فرمائیں گے۔ تاہم بہتر ہے کہ آپ اسے کچھ رواں کر لیں۔

ایک مرتبہ حضرتؒ اس گھوڑے پر سوار تھے کہ موتی محل کے قریب وہ کچھ اس انداز میں کودا کہ زین کا "تنگ" نیچے سے ٹوٹ گیا اور آپ زین سمیت اُوپر کو اُچھلے لوگوں میں شور مچ گیا کہ آپ گر گئے اور ایک شخص دوڑتا ہوا دیوان صاحب کی خدمت میں اطلاع کے لئے پہنچا۔ لیکن دیوان صاحب فرمانے لگے تم غلط کہتے ہو حضرت نہیں گر سکتے۔ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور دیوان صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ غلط نہیں کہتا۔ میں واقعی زین سمیت گھوڑے سے کافی اوپر اُٹھ گیا تھا لیکن پھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بمعہ زین گھوڑے کی پُشت پر آ کر مُستقر ہو گیا۔ دیوان صاحب عمُوماً سال میں ایک دو اچھے گھوڑے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف بھجوا دیا کرتے تھے۔ چونکہ اُن ایّام میں موٹر کاریں ابھی عام نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے اصطبل میں اچھی قسم کے نر و مادہ گھوڑوں کی کثرت تھی مگر کبھی کسی جانور کے دوسرے کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہ آئی اور نہ کسی قسم کا شور و شغب ہُوا۔ اکثر لوگ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور اسے صرف آستانہ عالیہ کی خصُوصیّت قرار دیتے تھے۔

ڈھیری شاہان کی بارات کا واقعہ

جناب شیخ الجامعہؒ نے اپنے مسوّدات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہان گئی۔ وہاں کے رواج کے مطابق نیزہ بازی کا مظاہرہ کیا گیا۔ لڑکی والوں نے شرط عائد کی کہ جب تک گولڑہ شریف کے سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہیں پھینکیں گے اس وقت تک نکاح نہیں ہو گا۔ تین روز تک نیزہ بازی ہوتی رہی۔ مگر گولڑہ شریف و اس کے مضافات کا کوئی سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہ پھینک سکا۔ آخر حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ ہی اس مشکل کو حل فرمائیں چنانچہ حضرتؒ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے جا کر میخ کا بغور معائنہ فرمایا اور پھر نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا دوڑایا اور میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میخ کے ساتھ عام گھریلو آٹا پیسنے والی چکی کا ایک پتھریلا پاٹ بھی نکل کر باہر آن گرا جس کے سوراخ میں میخ کو پھنسایا گیا تھا۔

معنوی جمالیات کے علاوہ صوری محاسن پر نظر

حضرتؒ کی نگاہِ لطف اور شفقت بھری ہلکی مسکراہٹ میں ایک عجیب کیف اور انداز تھا۔ جسے محسوس تو کیا جا سکتا تھا مگر بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ آپؒ کی پہلی نظر میں شکار ہونے والے آج بھی سینکڑوں باقی ہیں۔ حجرہ شریف کا نام ہی "عشق آباد" پڑ گیا تھا جو ابتداً دیوان صاحب پاک پتن نے تجویز فرمایا تھا۔ سلسلہ چشت اہلِ بہشت کے جملہ بزرگان کرام، معنوی جمالیات کے ساتھ

حسنِ ظاہری سے بھی مالا مال ہوتے تھے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکباز کا بھی ایک غالب عنصر شامل ہوتا تھا۔ خود حضرت کی ذات جسے ازل سے اس سلسلہ قدس کی سرداری مقدر ہوئی تھی۔ اپنے شیخ پر عاشق ہو کر مرید ہوئے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں، جب کسی کامل شیخ طریقت کی تلاش تھی تو دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جو معنوی حسنِ کمال کے ساتھ ظاہر خوبی اور جمال سے بھی مالا مال ہو۔ چنانچہ سیال شریف میں جب اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب کے ہمراہ حاضری کا اتفاق ہوا تو حضرت خواجہ صاحبؒ پر نظر پڑتے ہی دل فریفتہ ہو گیا۔ درحقیقت یہ نسبت اس صفتِ خداوندی کا کرشمہ ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "اللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَالَ"۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے سوال ہوا تھا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے۔ تو فرمایا۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

نبیؐ کا مصحفِ پُر نور ہے کلام اللہ — یہ خط یہ رُخ یہ جبیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو ایک عارضِ انور ہے والضحیٰ تنویر — تو دوسرا بھی ہے وَالْفَجر سے جمال اللہ

اِدھر کی زلفِ معنبر ہے سورتِ ختم — اُدھر کی طرّہ وَاللَّیْل ہے کلام اللہ

حضور! عارضِ انور کا خال ہے وَالنَّجم — جبیں پاک ہے وَالشَّمْس خوش جمال اللہ

یہ جسم نور ہے واللہ اور مطلق نور — یہ دل کلیم تو دل کی زباں کلام اللہ

اسی طرح سے چھپا ہوئے ہے دل حق کو — الف کو جیسے چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

ادب سے درؔد کی جانب سے لے صبا کہہ دے

ببارگاہِ رسولِ کریم صلّی اللہ!

(درؔد کاکوروی)

حضرت صاحبؒ کی عبادت

آپ ہر وقت باوضو رہتے۔ ہر وقت خدا کی یاد میں مشغول رہتے
اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ پر آپ نے
ایسا عمل کیا کہ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ؎

کُنْ فَیَکُوْن تاں کل دی گل ہے اساں اگے پریت لگائی
توں میں حرف نشاں نہ آہا جدّوں دِتی مِیم گواہی
اجے وی ساتوں اوہ پیئے دِسدے بیلے بوٹے کاہی
مہر علی شاہؒ رل تائیں بیٹھے جدّوں سِک دہاں نوں آئی

اور یہی وہ عارف و کامل ہستیاں تو ہیں جن کی شان میں حضرت شیخ سعدی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

الست ازل ہمچناں شان بگوش
بفریاد قالو بلیٰ در خروش

دِل کے کانوں میں آج بھی الست بربکم کی ازلی صدا گونج رہی ہے۔ اور وہ
آج بھی بلیٰ بلیٰ کی فریاد میں سرشار و بے خود ہیں۔
حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎

قال را بگذار و مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

عشاء کے بعد مطالعہ کرنے بیٹھتے تو استغراق میں صبح کی اذان ہو جاتی۔

حضرت صاحبؒ کی وفا داری

حضرتؒ کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ فرماتے ہے

ہندو ہے بُت پرست اور مسلمان خدا پرست
ہم ہیں ان کے جو ہیں آشنا پرست

حضرت صاحب کی ابتدائی نشست گاہ

اس ابتدائی زمانہ میں حضرت کی نشست پتھر کی ایک مُصلّہ نما سِل پر ہوا کرتی تھی۔ جو اُس پُرانی عمارت کے سامنے درختوں کے سایہ میں رکھی ہوئی تھی۔ نماز فجر اور وظائف سے فارغ ہو کر مسجد سے آکر آپ اسی پر تشریف رکھتے اور اردگرد چٹائیوں کا فرش بچھ جایا کرتا۔ علماء درویش اور مہمان حسب حاجت استفادہ کرتے۔ کوئی تعویذ لے رہا ہے اور کوئی دم کروا رہا ہے۔ کوئی دُعا کا طلبگار ہے اور کوئی وظیفہ پُوچھ رہا ہے۔ اور کوئی آپ کے ملفوظات قلم بند کر رہا ہے یہیں مجلس ذکر منعقد ہوتی یا کبھی کبھی قوالی ہو جاتی۔ یہیں آپ نے مناظرہ کرنے والوں کو مسائل زیرِ بحث پر تقریریں لکھوائیں۔ اسی مقام پر ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) میں آپ کی پہلی مہتم بالشان تصنیف "تحقیق الحق" قلم بند ہوئی اور قادیانی مذہب پر ۱۹۰۰ء میں "شمس الہدایت" اور ۱۹۰۲ء میں "سیف چشتیائی" منصّہ شہود پر آئیں۔ اسی جگہ مشائخ طریقت اور اساتذہ مدارس نے آنجناب سے "مثنوی مولینائے رُومؒ" اور حضرت شیخ اکبرؒ کی "فتوحات مکیہ" اور "فصُوص الحکم" کا درس لیا۔ آج اسی مقام کے گرد و پیش اپنی پُرانی درس گاہ اور شیخ کریم کے انفاسِ قدسیہ کی گذرگاہ میں اِن

Marfat.com
Marfat.com

تلامذۂ کرام میں سے کئی حضرات مدفون ہو کر ابدی نیند سو رہے ہیں ؎

تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود
سر ما خاک رہ پیر مغاں خواہد بود
بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

مراقبہ ذِکر و فکر کی کیفیّت

راتیں اسی پتھر کی سِل پر مراقبہ میں گذر جاتیں۔ جناب مولوی محبوب عالم بیان کرتے تھے کہ حضرت جس پہلو پر بیٹھ جاتے۔ صُبح صادق تک اسی پہلو بیٹھے رہتے ذرہ برابر حرکت نہ کرتے۔ موسم سرما کی طویل اور برفانی راتیں صرف ایک کمبل میں گذار دیتے۔ صبح کے وقت کمبل پر برف جمی ہوتی جسے اُٹھ کر جھاڑ دیتے۔

بہت عرصہ بعد ایک روز درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ مراقبہ و ذکر میں بار بار پہلو بدلتے ہو۔ ہم اپنے زمانہ میں دوزانو بیٹھتے تھے تو عشاء سے تہجد اور فجر سے ظہر اسی حالت میں کرتے۔ اسی پر کسی نے اعترافِ عجز کے طور پر عرض کی۔ قطبِ مدار کی استقامت بے چارے سیاروں کو کہاں نصیب؟

عشقِ الٰہی کی حرارت و حدّت اس قدر تھی کہ رات کو وادی کے منجمد تالاب میں غسل فرماتے اور برف ہٹا ہٹا کر غوطہ لگاتے تھے۔ گویا ؎

قطرۂ خون دِل جامی بہ دریا افگنند
سینہ بریاں، دل تپاں، ماہی زِ آب آید بروں

اِن ایّام میں عموماً عشاء کے وضو سے صُبح کی نماز ادا فرماتے۔ کثرتِ مراقبہ اور مسلسل دوزانو نشست کے باعث ایک موقعہ پر رانیں بے سکت ہو گئی تھیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو گیا تھا۔ طبیب نے مالش اور عصر کی نماز کے بعد گھوڑے کی سواری تجویز کی جس سے بالآخر افاقہ ہوا۔

شانِ تربیّت

اس زمانہ میں عرفان کی پیاسی روحیں دور دور سے آکر اس چشمہ فیضانِ الہیٰ سے سیراب ہوئیں۔ اُن دنوں تلاش حق میں آنے والوں کی مُرادیں عجیب شان و انداز سے پوری ہوئیں۔ کوئی درماندۂ راہِ خدا پہلی نظر میں ہی منزل سے ہمکنار ہوا۔ اور کسی کی عرصۂ دراز کی منزل دو یوم میں طے ہو گئی ؎

وادئ عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

طیّ منازل میں طالب کی اپنی استعداد کے ساتھ ساتھ شیخ کی ہمّت و حوصلہ پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے۔ اگر شیخ کامل واکمل ہو اور چاہے تو طالب کا سالوں کا راستہ لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے دو واقعات مختصراً جناب مولینا غلام محمد شیخ الجامعہؒ بہاول پور کے مسودات میں سے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

اگر خدا سے ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ

بابا غلام فریدؒ کے متعلق آگے چل کر شیخ الجامعہؒ لکھتے ہیں :۔

غرض بابا غلام فریدؒ بہت پھرے اور عُمر کا ایک حصّہ تلاش حق کے لئے جہاں نوردی میں گذار دیا، مگر مقصُود نہ ملا۔ مایوس ہو کر خودکشی کے خیالات کا غلبہ ہُوا۔ ایک تولہ سم الفار یعنی سنکھیا خریدا مگر کچھ تردّد پیدا ہوا اور پھر تلاش شروع کر دی۔ بابا موصوف کہتے تھے کہ سفر کے دوران ایک شہر کی مسجد میں سونے کا قصد کر رہا تھا کہ ایک دوسرا مسافر بھی وہیں آنکلا۔ طلبِ مولیٰ کی باتیں شروع ہو

گیئں۔ کہنے لگا، اگر خدا کو ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ۔ گولڑہ کا نام میرے لیئے مقناطیس بن گیا۔ رات بھر اسی فکر میں نیند بھی نہ آئی اور صبح اٹھتے ہی پتہ پوچھ کر روانہ ہو گیا۔ جب گاڑی سے اُتر کر چلا تو ایک جگہ بارش کے پانی کی وجہ سے کیچڑ ہو رہی تھی۔ وہاں سے کیچڑ منہ پر ملی اور اس ہیئت کذائی سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں مسجد میں جا حاضر ہوا۔ کئی مہینے پہلے لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چلہ کے خاتمہ پر خواب میں دیکھا تھا کہ میرے مقدمہ کی مسل داتا صاحب نے ایک سیاہ گیسوؤں والے خوش پوش بزرگ کے سپرد کر دی ہے جو کہ اُن کے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ اسی خواب کے باعث زہر خوری سے رک گیا تھا۔ اب دیکھا تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی ذات شریف میں وہی بزرگ میرے سامنے موجود ہیں اور ویسا ہی لباس زیب تن ہے حضرتؒ نے حال پوچھا تو میں نے پیر کا اجازت نامہ اور سنکھیا کی ڈلی دونوں نکال کر سامنے رکھ دیئے اور عرض کی کہ آپ پر سب حال روشن ہے۔ خدا سے ملا دیجیئے۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ اب آرام کرو، ظہر کے بعد بات کریں گے چنانچہ بعد نماز ظہر شہتوت کے درخت کے نیچے بلوا کر تخلیہ میں وظائف ارشاد فرمائے اور ایک بھرپور نظر کے ساتھ مجھ سے آنکھیں ملائیں۔ نظر کا پڑنا تھا کہ آتش شوق کا شعلہ بھڑک اُٹھا اور میں رات بھر چیختا اور چلاّتا رہا۔

چالیس روز کی بجائے دو یوم میں ہی تکمیل کار

شیخ الجامعہؒ فرماتے ہیں کہ اگلے روز بابا غلام فرید پیش ہوا تو حضرتؒ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اس درویش کا برا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "بابا میں نے کہا تھا کہ چند روز صبر اور تحمل سے وظائف کا ورد کرو، اگر ایسے ہی بیتاب

Marfat.com
Marfat.com

ہوتو کیا چالیس دن کا روزہ رکھ لو گے"۔

بابا کہتا تھا کہ میں نے سوچا مر تو ویسے ہی رہا ہوں۔ اس طرح جلد چھٹکارا ہو جائے گا۔ چنانچہ اُسی رات چالیس روز کا روزہ رکھ لیا۔ دو دن رات گزر گئے۔ لیکن مجھے نہ بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس۔ آتش شوق نے کسی چیز کا ہوش ہی باقی نہ رہنے دیا تھا۔ تیسرے روز حضرتؒ نے بلوا بھیجا اور فرمایا۔ بابا، مبارک ہو۔ تمہارا کام ہو گیا۔ اب اس چیز کی حفاظت کرنا یہ کہہ کر اپنے سامنے میرا روزہ افطار کروا دیا۔ اگرچہ میری خواہش یہی تھی کہ میں چالیس روز ہی کا روزہ پُورا کر دوں۔

اِس کے بعد بابا غلام فرید پر ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ کا بہت فضل و کرم رہا۔ وہ سڑک پر چلتے ہوئے بھی سر اور منہ پر چادر ڈالے رہتے اور آنکھیں بند کئے ذکر جاری رکھتے۔ گویا انہیں راستہ دیکھنے اور نشیب و فراز سے بچنے کے لئے ظاہری بصارت کی ضرورت نہ رہی تھی۔ حضرتؒ کی مجلس میں جوتیوں والی جگہ پر بکمال عجز و نیاز چادر اوڑھے مراقب بیٹھے رہتے۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے مثنوی شریف مولینا رُومؒ کے درس کے دوران تجدد امثال پر تقریر فرماتے ہوئے بابا غلام فریدؒ کی طرف اشارہ کر کے باقی طلباء کو فرمایا کہ اس مضمون کی سمجھ تو کچھ اس شخص کو آئے گی جو تمہارے پیچھے منہ سر لپیٹے بیٹھا ہے مگر تم بھی غور سے سُنو۔

حضرت بابُوجی مدظلہٗ، جو اُس درس میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ اثنائے تقریر باباصاحبؒ نے بے ساختہ والہانہ انداز میں اُٹھتے ہوئے کچھ عجیب طور پہ دیکھا، مگر حضرتؒ کا اشارہ پاکر بیٹھ گئے اور خاموش رہے۔ بعد میں جناب بابُوجی کے اصرار پر صرف اس قدر ظاہر کیا کہ انہوں نے اثنائے درس حضرتؒ کی

Marfat.com
Marfat.com

کی مجلس میں دودھ تقسیم ہوتے دیکھا۔ نیز مشاہدہ کیا کہ ایک صُورت سے متعدد صورتیں بن کر نکل رہی ہیں۔ جناب بابوجی مدظلہ نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دُودھ علم و عرفان کی مثالی شکل ہے اور ایک صُورت سے متعدد صورتوں کا ظاہر ہونا وحدت سے کثرت کے ظہور کا مشاہدہ ہے۔

سفرِ حج کے مکاشفات

حضرت سے اجازت لے کر بابا غلام فریدؒ حج کے لئے روانہ ہوئے تو آپؒ نے ایک وظیفہ تلقین فرمایا کہ کعبہ شریف اور روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھ کر پڑھنا۔ واپسی حج پر سیدھے گولڑہ شریف پہنچے اور مجلس شریف میں حاضر ہوتے ہی اپنی بڑی سی گورداسپوری پگڑی اُتار کر حضرتؒ کے قدموں میں پھینکی اور دھاڑیں مار کر روتے ہوئے عرض کی کہ جب ہر جگہ آپ ہی آپ ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ تو مجھ بوڑھے مسکین کو اپنی شانیں دکھلانے کے لئے اس قدر طول وطویل سفر کرا کر کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ بعد میں بعض مخلصین کے دریافت کرنے پر بیان کیا کہ لوگ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ کعبہ والا نظر آئے تو اُس کا طواف کروں۔ ناگہاں ایک ہاتھ کعبہ شریف سے نمودار ہُوا۔ جسے دیکھتے ہی دل پر ایک والہانہ اور جنون کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور میں بیخود و متوالہ ہو کر طواف کرنے لگ گیا۔ پھر مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر کے سامنے مراقب بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ سامنے آموجود ہوئے اور السلام علیکم کہہ کر دریافت فرمایا کہ کوئی تکلیف تو نہیں؟

شیخ کی غیرّت

باباغلام فرید دلوں کے خطرات سے آگاہ ہوجاتے تھے۔ اور واقعات کونیہ کی خبریں بھی دیتے تھے۔ لیکن سلوک کے ان ادنیٰ و ابتدائی امور پر زبان اُس وقت کھلی جب اصل نعمت اور مقام میں تنزل واقع ہوگیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ چند روز کے لئے ایک مکّار صوفی کی صحبت میں رہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں حضرت غوث الاعظم کا حضوری ہوں۔ یہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولوی عبداللہ کی اجازت عامہ کے عادی تھے۔ مگر حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی طبیعت اپنی عالی مقامی اور وسیع تصرف کے باعث بے حد غیّورہ واقع ہوئی تھی۔ آپ کا تربیت یافتہ اگر ذرّہ بھر بھی کسی دوسری جانب متوجہ ہوتا تو کفران نعمت کے مصداق فوراً رجعت پڑتی تھی۔ اور سب کچھ کھو بیٹھتا تھا چنانچہ ان کا ادھر توجہ کرنا تھا کہ وہ نعمت عالیہ سلب ہوگئی۔ بابا گرتے پڑتے، روتے دھوتے گولڑہ شریف پہنچے۔ بہت کچھ عاجزی کی اور سفارشیں بھی کروائیں مگر حضرتؒ نے توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر حضرت بابوجی مدظلہٗ کی مسلسل گذارشات پر اتنا ضرور ہوا کہ صرف گولڑہ شریف کی حدود میں وہ پرانی کیفیت عود کر آتی۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ اب تسلی دلاسہ دے کر اس کے ساتھ وقت گذاری کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اُس نعمت سے نوازا تھا جو سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے اولیائے کبار کو چالیس چالیس سال دل کے دروازہ پر پہرہ دینے کے بعد نصیب ہوئی تھی لیکن اس نے اُس کی قدر نہیں کی۔ آخر فرمایا کہ اسے کہہ دو منتظر رہتے ہوئے اُمید میں وقت

گزارے کیونکہ اب اس مقام پر کوئی وظیفہ یا مجاہدہ کام نہیں آتا۔ ویسے دیگر کم تر مقامات یعنی صحبتِ ارواح و ملائکہ کی نوازشات سے بابا سرفراز رہے۔

حضرت خضر علیہ السّلام کی زیارت

حضرت باؤجی مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت بابا غلام فرید میری بیٹھک پر آئے اور کہا کہ حضرتؒ نے مجھے اسی وقت پیدل راولپنڈی جانے کا حکم دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھنڈے وقت چلے جانا مگر وہ کہنے لگے کہ ابھی جانے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے کہا میں گھوڑا منگوا دیتا ہوں اُس پر چلے جانا مگر وہ نہ مانے۔ میں نے کرایہ دینا چاہا کہ ریل گاڑی پر چلے جائیے تو وہ بھی نہ لیا کہ پیدل جانے کا حکم ہے۔ چنانچہ میرے اصرار کے باوجود اُسی وقت چلے گئے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی تو بتایا کہ گولڑہ سے ذرا دُور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھیتوں میں کھڑا مجھے اپنی طرف بُلا رہا ہے۔ میں نے اُن کے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ انہوں نے کچھ دیر میرے ساتھ باتیں کیں۔ مثنوی مولانا رُومؒ کے کچھ اشعار فرما کر اُن کے مطابق عمل کرنے کو کہا۔ پھر اچانک غائب ہو گئے۔ معلوم ہُوا کہ وہ خضرؑ تھے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے وصال پر بابا غلام فرید تیسرے روز گولڑہ شریف پہنچے اور اس دریافت پر کہ اُن کو بٹالہ میں کیسے اطلاع ہوئی۔ کہا کہ پہلے تو کچھ پتہ نہیں چلا۔ کل عصر کے وقت میں نے نظر اٹھائی تو اس میدان میں بے شمار لوگ کھڑے پائے اور فضائے آسمانی میں اس سے بھی زیادہ مخلوق نظر آئی جو سب منتظر دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ میں اسی وقت چل پڑا۔ یہ حضرتؒ کی نماز جنازہ کا وقت تھا جس کا نظارہ بابا نے بٹالہ میں کیا۔

قاضی فیض عالم

حضرت کے ایک اور دیرینہ خادم و شاگرد قاضی فیض عالم بھی کسی اور طرف سے حصولِ فیض کے خیال سے نعمت سلب کرا بیٹھے تھے قاضی صاحب کے گاؤں میں ان کے ایک استاد جو ان کے رشتہ دار بھی تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاز تھے۔ انہوں نے قاضی فیض عالم کو گولڑہ شریف سے جہاں یہ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ حصول فقر میں بھی مصروف تھے بلوایا اور کہا کہ میں اولاد سے محروم ہوں اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تم میری گدی سنبھال لو۔ تمہارے شیخ تو وہی رہیں گے مگر میرے بتلائے ہوئے وظائف بھی پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ پہلے وظیفہ پر ہی رجعت پڑی اور سب کچھ گنوا بیٹھے۔ پھر مدت تک حاضری کی توفیق نہ ہوئی۔ حالانکہ جاتے وقت حضرت نے اشارۃً فرما بھی دیا تھا کہ وطن میں زیادہ جی نہ لگانا اور جلد واپس آجانا۔ قاضی فیض عالم دو برس بعد واپس آئے تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا۔ سنا ہے تمہاری طرف بہت بارش ہوئی ہے اور بڑی بہار ہے۔ قاضی صاحب نے بھی اشارے کی زبان میں جواباً عرض کی کہ بہار آئی ہوگی۔ ہمارا تو چمن اجڑ گیا۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ اب مشکل سے ہی ہرا ہوگا۔ بعد میں یہ درویش بیٹھ کر رویا کرتا تھا کہ مجھے یہ کمال حاصل ہو گیا تھا کہ راہ چلتے میں زیر زمین حشرات الارض کی تسبیح تک سنا کرتا تھا۔ اور وحوش و طیور، غرض ہر جاندار کے اشغال اور ارادات پر آگاہی ہو جاتی تھی۔

ایک قادری فقیر کے محبت بھرے جملہ کا حضرت پر اثر

حضرتؒ نے اپنی تصنیف لطیف "اعلاء کلمۃ اللہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ جن دنوں میں بطورِ طالب علم انگہ میں مقیم تھا۔ ایک عمر رسیدہ اور مسافر بزرگ شکر کوٹ میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا نام بابا نور ماہی مشہور تھا۔ قادریہ سلسلہ میں حضرت شیخ محمودؒ چکی والے کے دستِ حق پرست پر اُن کی بیعت تھی ہر مہینہ کی گیارہویں کو ایک بکرا یا دُنبہ خود پال کر جناب غوث الاعظمؓ کے ختم شریف کے لئے ذبح کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی حلوا و روٹیاں پکا کر فقراُ میں تقسیم کرتے۔ اس نیاز مند خادم الاولیاء کو خاص اصرار اور اہتمام کے ساتھ شریک دعوت فرماتے اور میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی نظر رکھتے تھے یہاں تک کہ بغیر میری استدعا کے مجھے شغل پاس انفاس کی اجازت فرمائی ایک روز میں شکر کوٹ سے انگہ جا رہا تھا کہ راستہ میں دُور سے میں نے انہیں اس دُنبے کو چراتے اور اس کے ساتھ کھیلتے دیکھا جسے وہ گیارھویں شریف کے ختم کے لئے پال رہے تھے۔ باوجود سفید ریش بزرگ ہونے کے از راہِ محبت وفرطِ شوق کبھی اُسے کندھے پر اُٹھاتے اور کبھی زمین پر کھڑا کر دیتے۔ میں نے قریب جا کر سُنا تو کہہ رہے تھے۔ "او میرے محبوب دیا لیلیا" اس جُملہ میں محبت وشوق کا ایک ایسا طُوفان تھا کہ دِل بے حد متاثر ہوا اور خیال آیا کہ تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کتابوں کے مطالعہ میں وقت بسر کروں گا۔ اور تدریس وغیرہ نہ کروں گا۔ جب ذرا آگے ہو کر ان سے ملنے کے لئے بڑھا تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے "پیر صاحب، جو شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا۔ وہ ایسا ہے جیسے درخت بے ثمر" یہ بات کر کے پھر اُس دنبے کے ساتھ مشغول

ہو گئے۔ ان کو حضرت غوث الاعظمؓ کے ساتھ قومی رابطہ تھا۔

جذب و سیّاحت

جذب و عشق اور علوم باطنہ کی طرف میلان پہلے ہی موجود تھا مگر حضرت شمس الدین سیالوی کی اس آخری نظرِ عنایت نے آتش شوق کو مزید تیز کر دیا۔ اور اسی جذب و شوق کے عالم میں ۱۳۰۵ھ (۱۸۷۷ء) تک اضلاع لاہور ملتان، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، اٹک اور ہزارہ کے مختلف مقامات میں وہ ریاضات اور مجاہدات کیے کہ بلاشک سلفِ صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی اور یہ جذب و سیاحت کا سلسلہ آخر کار بارگاہ ہند الولی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پر جا کر ختم ہوا۔ وہاں ایک غیبی آواز کے ذریعے سے ارشاد ہوا کہ "جو کچھ معین الدین کے پاس ہے وہی تمہارے پاس بھی ہے۔ گھر جا کر اسے کماؤ"۔ چنانچہ اس کے بعد واپس تشریف لا کر گھر میں قیام فرمایا۔

میلے تماشوں سے نفرت

آپؒ فرماتے تھے ایک مرتبہ وائسرائے ہند کی آمد کے سلسلہ میں سہارنپور میں کئی روز تک جلسے تماشے ہوتے رہے۔ لوگ دُور دُور سے دیکھنے آئے تھے مگر میری طبیعت اُس طرف متوجہ نہ ہوتی تھی۔

اثنائے درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات

فرمایا۔ جب ہم حدیث پڑھتے تھے تو کبھی کبھی حدیث والے صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم خود بھی کرم فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو جب حدیث شریف کے ہر طالبِ صادق پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں تو اپنے نورِ نظر اور لختِ جگر پر کیوں عنایات مبذول نہ فرماتے ہوں گے

عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق و محبت میں آپؒ اس درجہ فنا تھے کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے جدِ امجد سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز سے ذرا سی نسبت ہوتی اس کی دلجوئی اور اکرام میں ذرا بھر بھی کمی نہ آنے دیتے۔ حضرت غوث الاعظمؓ کے شیدائی اور فریفتہ تھے۔ حضورؐ کے سچے عاشق تھے۔

آپ بے مثل عالم اور ولی کامل تھے

مولانا ظفر علی خان حضرت پیر مہر علی شاہؒ صاحب کے ساتھ اپنی تاریخی ملاقات میں جب خلافت اور ہجرت کی بحث میں کامیاب ہوئے تو ذہن سا نے انہیں ایک کام کی بات سمجھائی عرض کی۔ میں تو اس دربار میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے سلطنت مانگنے آیا ہوں۔ فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں اور خاص توجہ سے دعا فرمائی۔ بلاشبہ حضرت پیر صاحب کے اس غیر متزلزل موقف کا اعتراف کہ ہندو اور مسلمان الگ الگ دو قومیں ہیں اور ان کا آپس میں تعاون ممکن نہیں پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث ہوا اور کچھ تعجب نہیں کہ ملت کے احساس عمومی کی یہ راہنمائی آپ کے ہی خداداد روحانی تصرف کا ثمر ہوا۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

یہ خداداد استقرار سلطنت اسلامیہ اسی قطب دوراں کی کرامت استقامت اور اسی غوث زماں کے انفاس قدسیہ کی برکات کا انعام ہو۔

میاں محمد سعید صاحب قریشی افسر جیل خانہ جات بیان کرتے ہیں کہ عام استغراق کے دوران ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے جناب محبوب عالم اور میرے روبرو فرمایا تھا کہ عنقریب اس ملک میں مسلمان ہوں گے اور مشرق کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ اس طرف مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے گی۔

چنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندوستان ایسا ہی ہوا اور بالخصوص مشرق کی سمت اشارہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور وہاں کے مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم روز روشن کی طرح عیاں ہیں لاریب آپ مجدد وقت اور قطب دوراں تھے

درس و تدریس

۱۲۹۵ھ ہجری سے ۱۸۷۷ء عیسوی تک پانچ سال وطن میں مختلف علوم کی تدریس فرمائی۔ علاقہ کے بعض شیعہ سادات نے آپؒ کے علم وفضل کا شہرہ دیکھ کر لکھنؤ سے ایک شیعہ مجتہد آپؒ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلوائے۔ لیکن میدان آپ کے ہاتھ رہا۔

ابتدائے زمانہ میں اس یگانہ نے علم عربیہ کا درس پڑھایا اور صدہا طلباء کو علوم دینیہ سے فیض پہنچایا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ بیت اللہ شریف کا حج کر کے مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے اُن مقامات متبرکات میں بہت لوگ نہایت شوق سے آپ کی بیعت سے مستفیض اور مستفید ہوئے اور راستہ میں بھی ہزاروں بندگان گردگار

آپ کے فیضان سے کامران ہوئے۔ آپ کی ذات مصدر فیوضات جہاں میں ایک اعلیٰ نشان ہے جس سے تمام غیر مذاہب کجرواں اور غیر مقلداں ترساں اور لرزاں ہیں۔ ہزاروں مصیبت زدگان افسردہ جان کو آپ نے کرم فراواں سے منزل مراد پر پہنچایا۔ بیکراں مردہ دلاں کو باطنی فیض سے زندہ دل بنایا۔ آپ کے کشف و کرامات بے غایات ہیں۔

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبیؐ
دوستدارم چار یار تابع اولادِ علیؓ
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرتِ خلیلؑ
خاکِ پائے غوثِ اعظمؒ زیرِ سایہ ہر ولی

کشف و کرامات

"تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

ولی کی کرامت برحق ہے

علامہ شہاب الدین احمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ "اثبات کرامات اولیاء" میں رقمطراز ہیں "کرامات جمع کرامت کی ہے۔ البتہ خرق عادت کا نام ہے جو نبوت اور قبل از زمانہ نبوت سے نہ تعلق رکھے اور ایسے شخص سے ظاہر ہو جس کا ظاہر صلاح سے مزین ہو۔ وہ کسی نبی کی پیروی کرنے والا اور اس کی شریعت کا پابند ہو۔ اس کا اعتقاد صحیح اور نیک اعمال کا حامل ہو۔

اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور عقلاً اور نقلاً جائز ہے۔ جس طرح انبیاء کرام سے معجزات کا ظہور ہوا۔ اسی طرح قدرت الہیہ کی بدولت مقبولان بارگاہ الٰہی سے کرامات کا واقع ہونا امر ممکن ہے۔ اور قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کہ نبی نہیں ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُمتی آصف بن برخیا کی کرامت کا تفصیلی ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے کہ پلک جھپکنے سے قبل تخت بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا۔ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ تخت دیکھا اور فرمایا

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔ اس دعویٰ کا حضرت سلیمان نے انکار نہ فرمایا!

بلکہ کرامت آصف بن برخیا دیکھ کر خوش ہوئے۔ یہ حقیقت واقعہ ہے کہ تخت کا ملک سبا سے طرفۃ العین میں حاضر کر دینا آصف بن برخیا کی کرامت ہے۔

قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يا مريم
أنى لك هذا قالت هو من عند الله (القرآن الكريم ۳:۳۷)

ترجمہ:۔ جب ذکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے تو مریم علیہ السلام کے پاس پایا۔ تو پوچھا اے مریمؑ یہ کہاں سے آیا ہے۔ مریمؑ نے جواب دیا۔ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ حضرت مریمؑ پیغمبر نہ تھیں اور گرمی کے پھل سردی میں اور سرد موسم کے پھل گرمیوں میں اُن کے پاس دیکھے گئے یہ آپ کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام سے فرمایا!

وهزي إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا
(القرآن الكريم ۱۹:۲۵)

اے مریم اس خشک کھجور کو ہلاؤ۔ یہ تجھ پر تر و تازہ پھل گرائے گی معلوم ہُوا آپ کی کرامت سے خشک کھجُور کا درخت میوے سے بھر گیا۔ فوراً پھل گرانے لگا۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس وقت کھجوروں میں تازہ پھل آنے کا موسم نہ تھا۔ اصحاب کہف کے کُتّے کا ان سے ہمکلام ہونا اور اس غار میں اصحاب کہف کا ایک مدّت تک سونا، ان کا کروٹیں بدلنا دائیں بائیں پلٹنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں خارق عادت میں سے ہیں۔ حدیث مبارکہ سے بھی کرامات کا پتہ چلتا ہے۔ صحیحین کے مطابق جریج

راہب کا قصّہ ایک شیر خوار بچے کا بولنا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ غار والوں کا قصّہ کہ ان کے اعمال صالح یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ راستہ میں دریا تھا۔ آپ نے سطح آب پر قدم رکھا دُعا مانگی اور پانی پر چل کر دریا پار ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رض کا حضرت ساریہ کو یا ساریۃ الجبل پکارنا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے سامنے پانی کا پیالہ سُبحان اللہ، سُبحان اللہ پڑھنے لگا دونوں صحابہ نے تسبیح سُنی۔ اسی طرح کے دیگر کئی واقعات احادیث صحیحہ میں موجود ہیں جن سے کرامات کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں لکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ مدبران ملک اور احوالِ عالم کے خبردار اور تمام عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم میں ان کا تصرّف ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے مُعجزات میں شمار کی جاتی ہے اور کرامات کی کئی قسمیں ہیں۔ کبھی اس طرح کہ اس کی دُعا مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی فاقہ میں کھانا اللہ تعالےٰ کی قدرت کے بغیر ظاہری اسباب مل جاتا ہے کبھی پیاس میں پانی مل جاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت زیادہ مسافت طے ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی دُشمن سے نجات اور کبھی غیب سے آوازیں سُنتے ہیں۔ اور دیگر اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہوں، سرزد ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب ۲۹۴، دفتر اوّل کرامت کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ خوارق کی دو قسمیں ہیں قسم اوّل علوم و معارف الٰہیہ ہیں جو ذات و صفات واجب تعالےٰ سے

سے متعلق اور نظر عقلی کے طریقہ سے الگ اور عرف جاریہ کے خلاف ہیں
اسی قسم سے اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو ممتاز فرمایا اقسم دوم کشف صورت
مخلوقات اور اشیائے غائبہ کی خبر دینا ہے۔ جو عالم کون سے متعلق ہیں"۔
نبی کا معجزہ برحق ہے۔ یوں ہی ولی کی کرامت برحق ہے۔ قرآن مجید میں
جہاں کہیں معجزات کا ذکر آتا ہے تو بعض طبیعتوں پر بڑی وحشت طاری
ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہاں وحشت زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بات
بالکل سیدھی سی ہے کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد وہ رَبّ ایک
بے بس اور بے اختیار تماشائی بن کر رہ گیا ہے اور اس میں ردّ و بدل
کا کوئی اختیار نہیں تو پھر آپ معذور ہیں۔ قرآن جس خُدا پر ایمان لانے کی
دعوت دیتا ہے۔ وہ ایسا بے بس اور بے کس خُدا نہیں۔ لیکن اگر آپ
اُسے کائنات کا خالق تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو رَبّ اور قدیر بھی
یقین کرتے ہیں تو پھر آپ پریشان کیوں ہوں۔ وہ مالک ہے اور اس پر
قادر ہے کہ چاہے تو چھوٹے سے انڈے سے سانپ پیدا کر دے اور
چاہے تو معمول سے ہٹ کر لکڑی کے ایک ڈنڈے کو سانپ بنا دے
نبی اور رسول کا اصل معجزہ اس کی وہ تعلیم ہوتی ہے جو وہ گم تشتگان راہ
حق اور بھٹکی ہوئی قوموں کی ہدایت کے لئے بے نظیر قانون کی شکل میں پیش
کرتا ہے۔

یعنی کتاب اللہ لیکن جس طرح ارباب علم و حکمت اس کے لائے
ہوئے علوم و حکم اور بتائی ہوئی رشد و ہدایت کی صداقت و کمال کو پرکھتے
ہیں۔ اسی طرح عام انسانی دُنیا کی سرشت و نہاد اس پر قائم ہے کہ وہ سچائی
اور صداقت کے لئے بھی بعض ایسی چیزوں کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

جو لانے والے کے روحانی کرشموں سے تعلق رکھتی ہوں۔ کیونکہ اُن کا علم کسی صداقت کے لئے اسی کو معیار قرار دیتا ہے۔ اس لئے سُنّت اللہ یہ جاری کر رہی ہے کہ وہ انبیاء و رُسل کو دین حق کی تعلیم و پیغام کے ساتھ ساتھ ایک یا چند ایک نشانات (معجزے) بھی عطا کرتا ہے اور جب وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ بغیر کسی احباب کے لئے ایسا نشان دکھاتا ہے جس کا کوئی دنیوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی تو اس کا نام معجزہ ہوتا ہے۔ بس معجزہ دراصل براہِ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو بغیر اسباب کے ایک صادق کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔

کرامات اولیاء اللہ کا تعلق بھی معجزات سے ہے۔ کیونکہ یہ حضرات وارثانِ انبیاء ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے عُلماء اُمتی ورثۃ الانبیاء میری اُمت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ بس ان عُلماء حق سے جن کرامات کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بھی براہِ راست اللہ کا فعل ہوتا ہے جو ولی اللہ کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔ حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہؒ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی طرف سے بے شمار کشف و کرامات منسوب ہیں۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت سُنّتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احیا ہے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ وقت میں جب میری سُنّت معدوم ہو رہی ہو اسے زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب معاشرہ میں برائیوں کا پھیلاؤ عام ہونے لگتا ہے اور شعائر اسلام کی حقیقی روح مجروح ہونے لگتی ہے تو ایسے وقت میں اس کے سدِباب اور اصلاح احوال کے لئے ذاتِ باری تعالیٰ خود ہی کوئی نہ کوئی سبب بنا دیتا

ہے۔ خود کرے تو اُس کو قدرت کہا جاتا ہے۔ پیغمبر سے کرائے تو معجزہ اور ولی سے کرائے تو اُسے کرامت کہتے ہیں۔

عقائد اہلسنّت کے مطابق ولی کی کرامت برحق ہے جب کہ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ پاک سرزمین گولڑہ شریف پنجاب کے باسیوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی ہستی کو پیدا فرمایا!

آپ نے خطہ پنجاب اور پوٹھوار میں رُشد و ہدایت اور دین حقہ کی سربلندی کے لئے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے اپنے وعظ و نصیحت، بے ریا، عبادت و ریاضت اور اخلاق حسنہ کے ذریعے عبد و معبود کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پھر سے استوار کیا۔ ہزاروں بے نور قلوب کو نورِ الٰہی سے منوّر فرمایا! گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ مُردہ دلوں کو زندہ کیا اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہو گی۔ نبوّت اور معجزات کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے وصال مبارک کے بعد تبلیغ دین کی ذمہ داری علمائے حق کے ذمہ ہے۔ اولیاء اللہ نے اس مشن کو جاری رکھا۔ ان کے تبلیغی ثمرات سے مخلوق خُدا آج تک مستفید ہو رہی ہے اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اولیاء اللہ سے جن کرامات کا ظہور ہوا۔ وہ اُن کی ولایت کی صداقت کا ثبوت تھا۔

حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ ہر روز ہزاروں دامن مقصود حاصل کرتے ہیں۔ جہاں کسی نے پکارا دستگیری کی، ہر آنے والا

خود اپنی کرامات دیکھتا ہے۔ آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں۔ اگر میں تفصیلاً تحریر کروں تو ایک علیحدہ کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لہٰذا میں چند ایک مشہور کرامات کا اندراج کر کے انہی پر اکتفا کرتا ہوں ؎

بلال بدر سے ہو وہ تیرا جمال نہیں
کمال حسن خدا ساز کو زوال نہیں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں
مٹی نوں اکسیر بناندے کھنڈاں نال رلایاں

طالب دعا، خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی

کرامات کا ظہور

کرامت نمبرا

ایک انگریز نے اسلام قبول کرلیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے گھوم رہے تھے اور ورد وظائف کی منزل میں مشغول تھے گاڑی میں ایک انگریز سوار تھا جو دیکھ کر رہ نہ سکا۔ فوراً نیچے اتر آیا۔ جس نے اپنے گلے میں پستول لٹکایا ہوا تھا۔ آکر حضرت صاحبؒ پر سوال کرنے لگا۔ تسبیح کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی یہ کیا ہے؟ آپؒ نے ایک سیکنڈ کے لئے خاموشی اختیار کی، پھر اُس کے پستول کی طرف دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے انگریز نے کہا۔ یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپؒ نے فرمایا! یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا۔ باباجی یہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا! یہ ہمیں پیران پیر دستگیر، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شہنشاہ بغداد گیارہویں والے پیر نے دیا ہے۔ انگریز نے کہا یہ کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا! یہ اللہ تعالٰی کا ذکر اذکار کرنے کے کام آتا ہے۔ مگر انگریز کو پھر بھی چین نہ آیا۔ نزدیک آکر تسبیح کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحبؒ

نے انگریز کے پستول پر انگلی رکھ کر فرمایا! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ انگریز نے پستول کھولا۔ گولی بھری پھر پیر مہر علی شاہ صاحب کو کہنے لگا۔ بابا جی ذرا دیکھنا وہ سامنے درخت پر ایک فاختہ (گھگی) بیٹھی ہوئی ہے۔ چہک رہی ہے۔ گگو گو۔ یوسف کھوہ۔ کہنے لگا بابا جی دیکھو۔ میرے ہتھیار کا کمال پستول نکالا۔ گولی بھری۔ نشست باندھی اور فائر کر دیا۔ جو گولی ہواؤں فضاؤں اور خلاؤں کو چیرتی ہوئی فاختہ (گھگی) کے سینے میں جا لگی۔ گھگی تڑپ کر زمین پر ٹھنڈی ہو گئی۔ انگریز نے کہا۔ دیکھا بابا جی ہمارے ہتھیار کا کمال۔ ابھی زندہ تھی۔ ابھی مردہ ہو گئی۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح مردہ پرندے گھگی کے ارد گرد تین بار پڑھ کر پھونک لگائی وہ اڑتی چہکتی ہوا کی فضاؤں سے ہوتی ہوئی اسی درخت کی اسی ٹہنی پر جا بیٹھی۔ جہاں سے انگریز نے گولی مار کر گرائی تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا! دیکھا ہمارے ہتھیار کا کمال۔ مرے ہوئے پرندے کو زندہ کر دیا۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ مجھے تسبیح جو ملی ہے۔ یہ شہنشاہ بغداد گیارہویں والے پیر کا تحفہ ہے۔ ہاتھ میں تسبیح رکھا کرو اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم

فقیروں کی دعاؤں سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو دل میں ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کرامت نمبر ۲

حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کی عقیدت و اولادِ نرینہ

موج میں جب آگئے قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جس پر نظر بندے کو مولا کر دیا

حضرت دیوان سید محمدؒ کو پاک پتن شریف کی گدی سے زبردستی محروم کر دیا گیا اور حضرت اعلٰے قبلہ رضی اللہ علیہ کی دعا سے یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ ان کو دوبارہ گدی مل گئی۔ حضرت دیوان صاحبؒ اولاد نرینہ سے محروم تھے اور عام مشہور تھا کہ آپؒ پر جادو کر دیئے گئے کہ اولاد نرینہ نہ ہو۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہؒ کی نگاہِ کرم سے دیوان غلام قطب الدین پیدا ہوئے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

مرد ملے تے درد گواوے اوگن دے گن کردا
کامل پیر محمدؒ بخشا لعل بناون پتھر دا

کرامت نمبر ۳

انگریز حکومت کے ارادہ پر بارگاہِ غوث میں فریاد

حضرتؒ صاحب کو اطلاع ملی کہ آپؒ کو ملک سے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپؒ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا! جو حکومت مجھے جلا وطن

کرنا چاہتی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضلِ خدا خود ہی جلاوطن ہو جائیگی۔

کرامت نمبر ۴

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ عالی میں استغاثہ

اِن ہی ایام میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے بحضور جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ پنجابی زبان کے مندرجہ ذیل اشعار میں استغاثہ پیش کیا تھا

رو رو لکھیے چٹھے دَرداں بھریئے، پتہ پچھیں بغداد دے واسیاں دا
ڈیہویں جا سینہڑا دُکھاں بھریا انہاں اکھیاں درس پیاسیاں دا
آہیں سُولاں بھریاں سینے سڑے وچوں نکلن حال ایہہ سڈ اُداسیاں دا
تیرے مُڈھ قدیم دے بردیاں نوں لوک دس دے خوف چڑاسیاں دا
دستگیر کر مہر توں مہر علی تے کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

تُو ہے غوث کہ ہر غوث ہے شیدائی
تُو ہے غیث کہ ہر غیث ہے تیرا

کرامت نمبر ۵

ایک نابینے کو نظر مل گئی

ایک روز حضرت صاحبؒ سواری سے اُتر کر مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نابینا ارادت مند بھی موجود تھا۔ آپؒ نے دیکھا

تو فرمایا! کہ میں کل پاکپتن شریف کے سفر پر جا رہا ہوں۔ تم اب واپس وطن چلے جاؤ۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ اس نابینا نے حضرت صاحب کی آواز پہچان لی اور کہنے لگا۔ آپ عبدالقادر (قادرِ مطلق کے بندے) ہیں خدا کے لئے مجھے بینائی عطا کیجئے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا! نہیں ایسا مت کہو۔ کارساز اور بینائی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں جب کوئی کام کرنا چاہتا تو اپنے خاص بندوں کا دل اس طرف متوجہ کر دیتا ہے۔" ہم دُعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ یہ فرما کر آپ چلے گئے۔ دوسرے روز جب وہ شخص واپس جانے لگا تو ریلوے اسٹیشن گولڑہ جاتے ہوئے اس کی بینائی درست ہو گئی۔ بیٹے سے کہا کہ" میری لاٹھی چھوڑ دو۔ میری بینائی ختم ہو چکی ہے۔ خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی دُعا سے اور خدا رسولؐ کے فضل و کرم سے نظر آ گئی ہے اور مجھے سب کچھ صاف صاف دکھائی دے رہا ہے۔ میاں حیدر بخش صاحب چشتی کا بیان ہے کہ" یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا تھا اور میں خود اس شخص کو ریلوے اسٹیشن تک جاتے دیکھا ہے"۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ۔

دُودھ وجود تیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی
مُرشد لا دے جاگ پرم دی تاں جدا دودھ پانی

کرامت نمبر ۶

ایک پٹھان کو بیٹا مل گیا

حضرت صاحبؒ کی بیماری کے دنوں میں ایک پٹھان اور اس کی بیوی

Marfat.com
Marfat.com

آئی۔ یہ دونوں میاں بیوی کمرہ کے باہر دروازے کی دہلیز پر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد بیوی نے خاوند سے کہا "پیر صاحب سے کہہ ناں کہ دعا کریں کہ خدا ہم کو اولاد دے"۔ پٹھان نے جھڑک کر کہا "چپ رہ"۔ دیکھتی نہیں ہے پیر صاحب کتنی تکلیف میں ہیں اور تو کہتی ہے کہ اولاد کے لئے کہوں"۔ اس وقت کمرہ میں مولوی محبوب عالم اور سائیں بخت جمال صاحب قوال بھی موجود تھے۔ حضرت صاحبؒ نے اپنی دھیمی آواز میں فرمایا کہ محبوب اس سنگی کو بلاؤ۔ میری طویل بیماری میں ہر شخص اپنے لئے ہی دعا کرواتا رہا ہے۔ آج میری تکلیف میں اس شخص کو رنج پہنچا ہے آپ نے اجوائن دم کر کے دی اور دعا بھی فرمائی۔ اگلے سال جب یہ دونوں میاں بیوی نوزائیدہ فرزند کو لے کر حاضر ہوئے تو سائیں بخت جمال کہتے ہیں کہ اس وقت بھی اتفاق سے میں اور جناب مولوی محبوب عالم صاحب ہی حضرت صاحبؒ کے کمرہ میں حاضر تھے۔ حضرت صاحبؒ کی اجوائن دم کی ہوئی بہت زیادہ مشہور تھی۔ اکثر لوگوں کو آپؒ کی دم کی ہوئی اجوائن پر از حد بھروسہ تھا اور شفا تھی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

کرامت نمبر ۷

ایک لطیفہ اسی ضمن میں ملاحظہ فرمائیے

ایک مرتبہ آپؒ کے بچپن کے دوست ملک پائندہ خان صاحب

جوکہ حسن ابدال کے زمیندار تھے. آپؒ کے پاس بیٹھے تھے. آپ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے. کمرہ کے باہر بچوں نے شور وغل مچا رکھا تھا. جنہیں ملک پائندہ خان نے بار بار جا کر منع کیا کہ شور نہ کرو. ایک مرتبہ حضرت صاحبؒ نے بے چین ہو کر فرمایا کہ ملک! یہ کیسا شور ہے"، تو پائندہ خان نے جنہیں بچپن کی دوستی اور اخلاص نے قدرے بے تکلف بنا رکھا تھا کہا.

"جوان! ایہہ تینڈی جوائن پئی چیکدی اے"

"یعنی یہ آپؒ کی اجوائن نے شور مچا رکھا ہے".

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں

قلم ربانی سبھ ولیاں دے آئی لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت بخشی پئی لکھے لیکھ مٹاوے

کرامت نمبر ۸

شاہی مسجد لاہور کے حجروں میں قیام

سنہ ۱۳۰۱ھ میں حضرتؒ چند روز کے لئے گولڑہ شریف آئے اور مختصر قیام کے بعد پھر واپس لاہور چلے گئے. اس مرتبہ شاہی مسجد کے حجروں میں مقیم ہوئے. مولوی محمد اسماعیل امام مسجد گولڑہ شریف، مولوی فقیر اللہ نور المعروف بیچے والا ساکن تناولی ضلع ہزارہ اور قاضی فیض عالم سکنہ کینٹ مرزا تحصیل گوجر خان وغیرہ تحصیل علم کے سلسلہ میں آپ کے پاس پہنچ گئے. ان کے علاوہ دیگر مقامی طالبانِ علم بھی آپ سے درس حاصل

کرتے تھے۔ مولوی محبوب عالم جو ابھی ابتدائی کتب پڑھتے تھے۔ گولڑہ شریف میں ہی رہے۔ حضرتؒ شاہی مسجد میں اعلیٰ کتب کا درس دیتے تھے اور جب جی میں آتا راوی کے جنگل میں یادِ الٰہی میں جا مصروف ہوتے۔ اس جگہ پہلے طالبان علم کو کھانے کی بہت تکلیف ہوئی۔ کئی کئی وقت فاقہ رہتا مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ ایک روز مولوی محمد اسماعیل نے عرض کی حضرتؒ! آپ کو تو اللہ اللہ کرنے کی وجہ سے روحانی تغذیہ کی فراوانی کے باعث جسمانی غذا کی ضرورت کم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ہم نفسانی لوگ بغیر غذا جسمانی کیسے وقت گزار سکتے ہیں۔ آپؒ نے متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں آپ خاموش ہو گئے۔ مگر اسی روز سے لوگوں نے خود بخود ہر قسم کا کھانا وافر مقدار میں لانا شروع کر دیا۔ کھانا بھی اچھی قسم کا یعنی گوشت روٹی، پلاؤ، زردہ وغیرہ ہوا کرتا اور آئندہ اس ضمن میں طلباء کو کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر مشکل دی کنجی اویار ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

کرامت نمبر ۹

ایک اور عاشق دیوانہ

حضرت کے جمال جاں نواز کا ایک اور عاشق بھی مجذوب ہو گیا تھا۔ یہ آپ کی مسجد کے باہر پڑا رہتا اور پانچ وقت جب آپ نماز کے لئے آتے تو

نظر اُٹھا کر آپ کو دیکھ لیتا۔ اور کبھی کبھی آپ کے پیچھے سفر میں بھی پہنچتا۔ حضرتؒ
کے سال بھر میں دو ہی سفر مقرر تھے۔ ایک سیال شریف کا اور دوسرا پاکپتن
شریف کا۔ ایک مرتبہ پاکپتن شریف میں خانقاہ معلّٰی کے شمالی دروازہ کی سیڑھیوں
میں حضرت کی گزرگاہ پر پڑا ہوا تھا۔ جب حضرت کا معہ ازدہام خلق کے وہاں
سے گزر ہوا تو اٹھ بیٹھا اور کہا "پیر جی، ہمارا اعتقاد آپ سے اُٹھ گیا ہے" حضرت
نے ایک طویل آہ لے کر فرمایا "میاں دُعا کرو کہ میرا اعتقاد تم پر سے نہ اُٹھ جائے"۔
اکثر اہل دل یہ بات سُن کر بے اختیار رو دیئے کہ سلوک کا کتنا بڑا مسئلہ کس
آسان لفظوں سے حل فرما دیا ہے۔

افسوس یہ لوگ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ آپ ان کو کیا دکھائی دیتے تھے
اور درحقیقت کیا تھے۔ حال کی بات قال میں کیسے سموئی جا سکتی ہے۔ یہ کام
ہم ہی ظاہر بینوں کو کرنا پڑتا ہے جو مادی اقدار کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے
مؤرخ۔ مقنن یا مولوی بن کر رہ گئے ہیں۔ ان لوگوں کی لقائے الٰہی کے حسرت
و ارمان میں رونے والی آنکھیں شاید اشکوں کی عینک سے شیخ طریقت
کے آئینۂ جمال میں اس حسنِ حقیقی کا جلوہ دیکھ لیتی ہیں جس کی نسبت خود
حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دِسے اِس مورت تھیں وِچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

اور کسی اور صاحب نے بھی خوب کہا ہے۔

تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ
صلّی اللّٰہ علیٰ نورہٖ وسلّم قرآن کریم گواہ ہے کہ ان لوگوں کے دِل آنکھیں ہوتی
ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہی ظاہری آنکھیں پرتوِ جمالِ حقیقی سے روشن تر

ہو کر بشری قیود و حدود سے وری دیکھ لیتی ہوں. بہرحال اس زمانہ میں حضرت کی دید برق جہاں سوز سے کسی طرح کم نہ تھی جو آنکھ آپ کے چہرہ مبارک پر پڑ جاتی ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتی خصوصًا نوجوان طبقہ پر آپ کی نظر کیمیا اثر کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ گھر بار چھوڑ دیتے. شادی بیاہ کی نسبتیں توڑ دیتے اور تمام علائق دنیوی سے قطع تعلق کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مبتلا ہو جاتے آپ کے نیازمندوں کو کتنے ہی ایسے حضرات کا حال معلوم ہے جو بچپن میں ہی اس نگاہ خدا آگاہ کے تیر نیم کش سے گھائل ہو کر، جائیدادیں اور گھر بار چھوڑ کر آپ کی خدمت میں تجرید کی زندگیاں بسر کر گئے۔

کرامت نمبر ۱۰

ملا صاحب ہڈہ کی غزا میں نظر آنا

حاجی محمد دین صحاف (پشاور) روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ دیوان خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک افغانی آیا اور پشتو میں باتیں کرنے لگا. آپؒ نے فرمایا. اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے. اس نے اپنا ایک چشم دید ماجرا بیان کیا. میں نے اُس کی پشتو کا ترجمہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کہتا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ مُلا صاحب ہڈہ کی غزا میں آپ کو میں نے مُشکی گھوڑے پر سوار دیکھا ہے۔ آگے آگے آپ تھے آپ کے پیچھے مُلا صاحب تھے اور ان کے پیچھے غازی تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا منشی صاحب یہ دیوانہ (ملنگ) ہے. اس کو چپ کراؤ۔ مگر وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں نے آپ کو وہاں دیکھا ہے اور یہاں بھی آپ موجود ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں
مٹی نوں اکسیر بناندے کھنڈاں نال رلایاں

کرامت نمبر ۱۱

حل مشکلات کے لئے مدینہ منورّہ سے ایک تار

حضرت سیدنا احمد عطاس مدنی دام فیضہٗ نے جن کے بعض مبارک حالات کسی پچھلے باب میں درج ہو چکے ہیں۔ ایک مرتبہ مدینہ شریف سے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے نام پر ارجنٹ ٹیلیگرام بھجوائی تھی۔ حالانکہ اس سے بہت پہلے حضرتؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ جب حضرت باوجی مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی تو بیان فرمایا کہ ایک سخت مہم درپیش تھی جو تار کی روانگی کے بعد بفضل تعالیٰ حل ہو گئی۔ اور فرمایا کہ عرصہ ہوا کہ ایک عرب سلطنت کا وزیر بادشاہ کے عتاب میں آگیا تھا جس نے حضور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پاک پر مدینہ شریف تار بھجوایا تھا اور اپنے درجہ پر بحال ہو گیا تھا۔ ہمیں وہی مثال یاد تھی جس پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے نام نامی پر تار بھجوانے کا خیال پیدا ہوا۔

کرامت نمبر ۱۲

ایران میں اونگھتے مرید کو اشارہ کر کے لاری کے حادثے سے بچایا

حاجی محمدؐ ایوب صاحب سیٹھی (پشاور) رات کے وقت ایران میں سفر کر رہے تھے۔ نیند کے غلبہ میں اونگھ رہے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت

قبلۂ عالم قدس سرّہٗ فرمارہے ہیں"۔ لاری کو روکو آگے گڑھا ہے"۔ انہوں نے فوراً لاری کو رکوایا اور اُتر کر دیکھا تو صرف چند گز کے فاصلہ پر سامنے ایک بہت بڑا گڑھا موجود تھا۔

میاں محمدؒ بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

مرد ملے تے درد گواوے اوگن دے گن کردے
کامل پیر محمدؐ بخشا لعل بناون پتھر دے

کرامت نمبر ۱۲

مُرید کو اشارہ کر کے ڈُوبنے والے جہاز سے بندرگاہ پر اُتروالیا

حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کا دامنِ حفاظت آشناؤں اور مریدوں پر آسمان کی طرح ہر زمین اور ہر مقام پر سایہ فگن رہتا ہے۔ خان صاحب غلام رسول خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خفیہ پولیس برطانوی ہند کو بحری جہاز کے سفر میں خواب میں فرمایا کہ اگلے کوئلہ سٹیشن پر جہاز سے اُتر جانا۔
چنانچہ جب جہاز اگلی بندرگاہ پر پہنچ کر کوئلہ لینے لگا تو یہ اپنا سامان لے کر اُتر گئے۔ جہاز کی روانگی کے دو گھنٹے بعد ایس او ایس (SOS) موصول ہوئی کہ جہاز ڈوب رہا ہے۔

میاں محمدؒ بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

بھر بھر پیالے رحمت والے دیوے مرد نیارا
لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میرا یارا

کرامت نمبر۱۴

خواب میں اشارہ فرما کر قتل ہونے سے بچالیا

اس سے کچھ عرصہ پہلے یہ خان صاحب سیالکوٹ میں کچھ سکھ ڈاکوؤں کو بطور مشتبہ بٹھا کر تفتیش کر رہے تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں: "اپنی حفاظت کرو یہ سکھ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں" یہ اُٹھ کر صحن مکان میں ایک گھنے درخت پر چڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ برچھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر ان کے بستر پر آئے اور اسے خالی پا کر کمروں اور غسلخانوں میں تلاش کرتے رہے اور پھر مایوس ہو کر چلے گئے۔

ایہہ راتیں کر کر زاری روندے نیند اکھیں تھیں دھوندے
فجری اد گنہگار سداون سب تھیں نیویں ہوندے

کرامت نمبر۱۵

خواب میں اشارہ کر کے چوری برآمد کروادی

انہی خان صاحب نے ایک مرتبہ روس میں خواب میں دیکھا کہ حضرتؒ فرما رہے ہیں: "ہانگ کانگ میں تمہارے مکان پر چوری ہوگئی ہے"۔ اسی روز سفارت خانہ کی معرفت وائرلیس پر دریافت کرنے سے اس کی تصدیق ہوئی اور چوری بھی مل گئی۔ محکمہ سفارت کے افسر دونوں جگہ حیرت کا اظہار کرتے تھے۔

میں نیواں میرا مرشد اُچا میں اُچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں ایہناں اُچیاں توں جنہاں نیویاں نال نبھائی

کرامت نمبر ۱۶

سفر سے روک کر ریل کے حادثہ سے بچالیا

حضرتؒ کے چھوٹے بھائی جناب پیر ولایت شاہ صاحبؒ ایک شادی میں شامل ہونے کے لئے بذریعہ ریل گاڑی سفر پر تیار تھے۔ حضرتؒ نے بلوا کر فرمایا کہ اس گاڑی سے نہ جانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ نکاح اور شادی کی تقریب ہے اور یہ آخری گاڑی ہے۔ اگر میں نہ پہنچا تو ان لوگوں کو سخت مایوسی ہوگی۔ مگر آپ نے تاکیداً منع فرما دیا اور یہ رک گئے۔ وہ گاڑی لالہ موسیٰ کے قریب ایک اور گاڑی سے ٹکرا گئی جس سے بہت جانی نقصان ہوا۔

ایسے واقعات میں تصرف تو دراصل اُسی کارساز حقیقی کا ہی ہوتا ہے مگر بوجہ اس کائنات کے عالم اسباب ہونے کے اس کا ظہور وہ اپنے مقبولوں کے ذریعہ کرتا ہے۔

میاں محمدؒ بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

کانیاں نکل کمانوں وگیاں ایہناں پچھاں موڑ بھوایاں
ایڈ زور خدا بخشیا نے نالے شاناں تے دُوہایاں

کرامت نمبر ۱۷

اجابتِ دُعا اور متوسلین کی دستگیری

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی اجابتِ دُعا اور مہمات میں احباب کی دستگیری کے واقعات ضرب المثل ہیں اور وصال کے بعد بھی بدستور ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت دیوان سید محمد صاحبؒ پاکپتن شریف کی سجادہ نشینی اور حضرت صاحبزادہ محمود صاحب تونسویؒ کے استقرارِ حق کے مقدمات پریوی کونسل تک جا کر آپ کی دُعا سے ان کے حق میں فیصلہ ہوئے۔ گوڑہ سردار محمد عظیم خان کی جائیداد کا مقدمہ چیف کورٹ تک گیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر صاحب نے پیغام بھجوایا کہ آپ عظیم خان کے حق میں دُعا نہ کریں۔ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے لوحِ محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ جائداد میرے مریدوں سے باہر نہیں جا سکتی۔ حضرتؒ نے جواباً فرمایا فقیر صاحب کو میرا سلام دینا اور کہنا کہ مجھے لوحِ محفوظ تو نظر نہیں آتی مگر میں اس وقت تک اپنے اللہ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک یہ ساری جائیداد عظیم خان کو نہیں مل جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخر میں چیف کورٹ سے یہ ساری جائیداد عظیم خان کو مل گئی۔

امیر افغانستان، نواب صاحب بہاولپور اور والئ ریاست انب دربند کی گدی نشینی میں حضرت کی توجہ اور اعانت کے واقعات بھی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ میرا بادیہ کے محمد حسین کو عین پھانسی کے تختے پر موت سے رہائی کا حکم ملا تھا۔ اس کی والدہ نے صرف ایک روز پہلے آکر فریاد کی تھی جب کہ رحم کی اپیل

مسترد ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے متعلق اپنے ایک مکتوب گرامی میں استمداد اولیاء اللہ کے ضمن میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اس نازک وقت میں حضور سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا تھا۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کرامت نمبر ۱۸

اِبتلا کے دُور ہونے کی بشارت

ملک شیر محمد صاحب ٹوانہ ولد ملک بخش خان صاحب ایک مقدمہ میں چھ سال قید ہو گئے تھے اور تمام اپیلیں مسترد ہو گئی تھیں۔ حضرت نے فقیر عبداللہ صاحب کو ملک صاحب کے خاندان کی تسلی کے لئے روانہ فرما کر بعد میں ایک نوازش نامہ بھی تحریر فرمایا جو مکتوبات طیبات میں شائع ہو چکا ہے کہ انہیں کہہ دو انشاء اللہ تھوڑے دنوں کے اندر یہ مصیبت ابتلا دُور ہو جائے گی۔

اچانک ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ہو گیا اور اُن کے بیٹے کی تخت نشینی کی خوشی میں عام قواعد کے خلاف ملک صاحب کو رہائی مل گئی۔ اور کچھ عرصہ بعد پہلے سے بھی بڑی ملازمت پر چلے گئے۔

کرامت نمبر ۱۹

اینگلو انڈین ریلوے گارڈ پر سماع کا اثر

رات کا وقت تھا۔ ریل گاڑی جنڈ بسال لائن پر ویران پہاڑوں میں سے گزر رہی تھی۔ حضرت کا قوال بخت جمال، حضرتؒ کی فرمائش پر پنجابی کے یہ اشعار "جیتی گوری" راگنی میں گا رہا تھا:۔

دیکھو نی کی کر گیا ماہی　　　ولڑی لے کے ہو گیا راہی

(اے سہیلیو دیکھو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا۔ وہ میرا دل لے کر چلتا بنا)

ماہی دے سنیہڑے میکوں　　　گوکاں، گوک سناواں کیکوں

(میں اپنے پی کو اپنا پیغام کیسے پہنچاؤں اور اپنی فریاد کسے سناؤں)

ہسدیاں گل وچ پے گئی پھاہی　　　دیکھو نی کی کر گیا ماہی

(وہ مجھ ہنستی کھیلتی کے گلے میں پھندا ڈال گیا اے سکھیو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا)

گاڑی کا اینگلو انڈین گارڈ اجازت لے کر آپ کے ڈبہ میں بیٹھ گیا قوالی سنتا رہا۔ پنجابی کلام کا مطلب تو نہ سمجھ سکا۔ مگر حضرت کی کیفیت کے روحانی اثر سے بیخود ہو کر روتا رہا اور کہنے لگا۔ "جی چاہتا ہے انسان سب کچھ چھوڑ کر پیر صاحب کے قدموں میں زندگی گزار دے۔"

کرامت نمبر ۲۰

اجمیر شریف کے قوال کا واقعہ

اجمیر شریف کے ایک قوال نے ایک موقع پر مشہور عربی نعت

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَفْرَتِہٖ

سنائی تو حضرت نے اسے قیمتی چغے، کمبل اور قالین بخش دیئے اور جب کمرہ میں اُن سے بہتر کوئی چیز باقی نہ رہی تو اصطبل کے گھوڑوں تک نوبت جا پہنچی کہتے ہیں کہ اس روز آپ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو کر بالکل سکر کی سی حالت پیدا ہو گئی تھی۔

کرامت نمبر ۲۱

ہندو جوگی کا قبولِ اسلام

موضع پنڈی سیدپور، تھانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی لدھا رام نامی۔ سدھ پور کے مقام پر حاضر خدمت ہوا اور قوالی سنتا رہا۔ پھر سوال کیا کہ یہ سب تو رنگ ہے، بے رنگ کیا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا۔ تم نے عقلمندی کی بات کہی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ رنگ بے رنگ کیا ہے۔ پھر آپ نے ہندی زبان کا یہ کبت پڑھا ؎

حد ٹپے تے اولیا، بے حد ٹپے تے پیر
حد، بے حد دہیں لنگھے، اُس کا نام فقیر

جوگی یہ پُر اسرار کلام سن کر پہلے رو پڑا۔ پھر کہنے لگا، حد، بیحد دونوں ہی پھلانگ جائے تو حضرت محمدؐ صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہو جائے اور کچھ عرصہ بعد اپنے کئی چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرتؒ نے اسے قبول اسلام کے بعد درود شریف کا وظیفہ تبلایا۔

کرامت نمبر ۲۲

مولانا بخش قصوری بال بال بچ گیا

مرکزی مسجد راولپنڈی شہر کے مشہور خطیب اور مذہبی و سیاسی لیڈر مولانا بخش قصوری صاحب بیان کرتے تھے کہ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر جب میں گھر آیا تو اپنے شہر کے رئیس نواب زادہ فتح باز خان صاحب قصوری کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر بیعت ہوا۔ واپسی پر گولڑہ ریلوے اسٹیشن سے باہر مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے نواب زادہ صاحب کے لئے آفتابہ بھر کر لے جا رہا تھا۔ کہ سامنے سے ایک تھرو گزرنے والی مال گاڑی آ رہی تھی۔ میں جلدی جلدی گزرنے لگا کہ میرا پیر سگنل کی تاروں سے اُلجھ گیا اور میں پٹڑی پر گر پڑا۔ انجن اس قدر قریب آ گیا کہ میرا اُٹھ کر بچ نکلنا مُشکل تھا۔ پلیٹ فارم پر ہمراہیوں اور دیگر مسافروں کی ہائے ہائے کی آوازیں گُونج رہی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اچانک ایک ہاتھ میری گردن کے پیچھے اور ایک ٹانگوں کے نیچے پڑا اور کسی نے مجھے اُٹھا کر لائن سے باہر رکھ دیا۔ اور ایک آواز جو حضرت صاحبؒ کی ہی تھی۔ سُنائی دی " ہا! ایسی غلطی" چنانچہ ہم لوگ سفر ملتوی کر کے واپس حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ اور قدمبوسی کی۔ اور دُعا کرائی ۔

جے اِک ہاہ درد دی مارن ہوندا لے مُلک ویرانی
کوہ قافاں دے سبزے سڑدے ندی رہے نہ پانی

کرامت نمبر ۲۳

حضرت صاحب اور مولانا محمد غازی حرم کعبہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد غازی حرم کعبہ میں حضرت صاحبؒ سے بحث کرنے آگئے تھے۔ اور بڑی تیاری سے آئے تھے۔ آپ کے چہرہ اقدس پر نظر پڑتے ہی اُن پر گریہ طاری ہو گیا۔ باقی تمام عمر آپؒ کے ساتھ ہی اُن کی بسر ہوئی۔

یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر چاہیں لیتے ہیں دیتے ہیں بت کچھ

کرامت نمبر ۲۴

تلوار برہنہ

ایک اور شخص برہنہ تلوار لے کر آیا۔ آپ درختوں کے نیچے چارپائی پر لیٹے تھے۔ مگر جاگ رہے تھے۔ شیخ الجامعہؒ اپنے مسودہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت فرماتے تھے جب اُس شخص نے چارپائی کے برابر آکر تلوار اٹھائی تو میں نے خیال کیا۔ بس ابھی اس دردِ سر کا قصہ تمام ہوتا ہے۔ مگر وار نہ پڑا۔ میں نے اُسے کہا کہ بھئی اپنا کام کیوں نہیں کرتے جس پر تلوار پھینک کر وہ میرے قدموں سے لپٹ گیا اور رونے لگا۔ معاف فرمادیں۔ ہم نے اُسے معاف کر دیا۔

کرامت نمبر ۲۵

آپ کی پگڑی مبارک اور رنگساز

ایک دفعہ حضرت صاحبؒ نے اپنی پگڑی مُبارک راولپنڈی ایک للاری (رنگساز) کو رنگنے کو دی۔ اس نے عقیدت و محبت سے خوبصورت اور پیارا رنگ چڑھایا و تین دن بعد حضرت صاحبؒ پگڑی لینے تشریف لائے تو رنگساز نے اپنی کاریگری کا ثبوت دیتے ہوئے پگڑی مُبارک دکھلائی حضرت صاحبؒ دیکھ کر بہت خوش ہوئے فرمایا! اس کی اُجرت بتائیں رنگساز کہنے لگا یا حضرت میں آپؒ سے معاوضہ نہیں لیتا۔ تحفتاً عقیدتاً نذرانہ پیش کیا ہے آپؒ ایسا کریں۔ جیسا کہ میں نے آپ کی پگڑی کو رنگ چڑھایا ہے آپؒ ایسا روحانی رنگ مجھے چڑھا دیں۔ حضرت صاحب نے مُصلا منگوایا اور سجدہ ریز ہو کر بارگاہِ الٰہی میں سوالی ہوئے۔ آپؒ کی دُعا سے اللہ تعالےٰ نے رنگساز کی تقدیر بدل ڈالی۔ اس کی زندگی خوشحال ہو گئی ؎

میں کُتّا تو صاحب داتا پاؤ کرم دا ٹُکڑا
کُتّا پیسٹر بیکار مکشر خدمت کم شکاروں
راکھی چوکی باجھوں کھاداں خیر تیرے درباروں

کرامت نمبر ۲۶

حضرت مولانا غلام محمد شیخ تحریر کرتے ہیں

حضرت صاحبؒ کی ایک ایسی کرامت بھی ہے۔ جس کے متعلق

بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ حضرت مولانا غلام محمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ بہاول پور نے تحریر کیا ہے کہ حضرت صاحبؒ نے ۳۰ برس تک عشا کی نماز پڑھ کر مراقبہ فرماتے تو نہ کہ خفی میں عضو بدن تو کجا سر مو کو بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عنایت سے حضرت صاحبؒ برصغیر میں ولایت کبریٰ کے جس عالی ترین مقام پر فائز تھے۔ اس کی باطنی ہمت اور وسعت کے لئے ایسی ہی مہمات اور عظیم امور کی عملی تکمیل شایان شان تھی۔ آپ غور فرمائیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان کا دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو جانا اور براہ راست مقام ولایت کے سایہ میں آباد ہونا بھی ایک برکت ہی ہے ؎

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی نہیں مردے
جے شک ہووی تاں آکے ویکھ لے قبراں اتے دیوے بلدے

کرامت نمبر ۲۷

گھوڑسوار کا فریاد کرنا

روایت ہے کہ آپؒ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے۔ آپؒ کے پاس ایک گھوڑا سوار آیا اور پوچھا یا حضرت میں اس دریا سے گزر جاؤں۔ آپؒ نے فرمایا "توکل اللہ کر کے گزر جا"۔ جب وہ دریا

یں سے گزرنے لگا تو آپؒ کو گھوڑ سوار نظر نہ آیا۔ اس وقت آپؒ نے بغداد شریف کی طرف مُنہ کر کے عرض کیا۔ یا پیران پیر محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانیؒ میں ایک دفعہ کہہ بیٹھا ہوں۔ اب میری لاج آپؒ کے ہاتھ میں ہے جب آپؒ نے دوبارہ دریا کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑ سوار دریا کے دوسرے کنارے پر تھا ۔

جے توں چاہنا ایں قرب ربّانی بن جا سگ میراں دا
شیراں اُتے شرف رکھیندا کُتا پیر پیراں دا

کرامت نمبر ۲۸

وہابی ٹولے کی آزمائش

روایت ہے کہ چند آدمیوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ لاتعداد عقیدت مند لوگ دُور دراز سے آتے جاتے ہیں اور ہر ایک کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ ہم لوگ گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے پاس سلام کرنے، دُعا کرانے چلے ہیں اور ہمیں کوئی پیغمبری سلام تک نہیں دیتا آؤ ان کی آزمائش کریں۔ یہ واقعی ولی اللہ ہیں یا ویسے ہی شہرت حاصل کر رکھی ہے۔ اُن دنوں حضرت صاحبؒ تقریباً روزانہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گاؤں میں سے گزر کر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر چلہ کشی کی منزل کرتے تھے۔ آخر ایک دن یہ ٹولہ راستے میں بیٹھ کر شدت سے انتظار کرنے لگا جب پیر صاحبؒ کا ادھر سے گزر ہو تو ہم میں سے ایک آدمی چادر اوڑھ کر چارپائی پر لیٹ جائے تو ہم ان سے کہیں گے کہ یہ آدمی مر گیا ہے اس کا

جنازہ پڑھا دیں۔ اگر انہوں نے زندہ آدمی کی نماز جنازہ پڑھا دی تو پھر یہ ولی نہیں ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پیر صاحبؒ اسی راستے سے گذر رہے تھے تو انہوں نے گھوڑا روک لیا اور کہنے لگے یا حضرت ہمارا ایک آدمی مر گیا ہے آپؒ اس کا نمازِ جنازہ پڑھا کر جائیں۔ آپؒ نے فرمایا اس کا نماز جنازہ اپنے امام مسجد سے پڑھوائیں۔ وہ کہنے لگے نہیں حضور یہ آدمی اپنی زندگی میں نصیحت کر گیا تھا کہ جب میں مروں گا تو میرا جنازہ مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف والے ہی پڑھائیں گے۔ خیر آپؒ نے جنازہ پڑھا دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا تو جس کا جنازہ پڑھایا گیا اس کو مرا ہوا پا کر سب حیران ہو گئے۔ پھر پیر صاحب کے پیچھے دوڑے اور آوازیں دینے لگے۔ یا حضرت گھوڑا روکو ہم نے تو مذاق کیا تھا۔ آپؒ کی آزمائش کی تھی مگر اُلٹ ہو گیا ہے۔ اب یہ مرا ہوا آدمی زندہ کر دیں۔ آپؒ نے فرمایا: تم لوگ جب کوئی جانور ذبح کرتے ہو۔ تو کتنی تکبیریں پڑھتے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور تین۔ آپؒ نے فرمایا او بے وقوفو ہم نے چار تکبیریں پڑھی ہیں۔ چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا اور لوگ روز محشر کو اُٹھیں گے۔ مگر یہ روزِ محشر کو بھی نہیں اُٹھے گا۔ آئندہ کے لیئے ولیوں کی آزمائش کرنی چھوڑ دو۔ یہ راز مخفی ہوتے ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کانیاں نِکل کمانوں وگیاں ایہناں پچھاں موڑ بھوائیاں
ایڈا زور خدا بخشیا نے فولے شاناں تے وڈیایاں

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر ۲۹

گائے کی بچھڑی سے بچھڑا

روایت ہے کہ پیر سید غلام محی الدین بابوجی صاحبؒ کا بچپن کا زمانہ تھا تو انہیں گائے کے بچھڑے رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کا بڑا شوق تھا مگر گھر میں حضرات خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ہاں کوئی بچھڑا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایک گائے شیر دار ہونے والی تھی۔ اس دوران بابوجیؒ اپنے محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ ایک دن بابوجیؒ کو چند مرید ہمراہ لے کر پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گذاری یا حضرت دعا فرمائیں۔ گائے شیر دار ہونے پر بچھڑا دے تاکہ بابوجیؒ صاحب کا شوق پورا ہو جائے کیونکہ ان کو بچھڑا دوڑانے کا انتہائی شوق ہے۔ آپؒ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ گائے شیر دار ہونے پر بچھڑا ہی دے گی۔ قدرتِ خداوندی کہ چند دن بعد گائے شیر دار ہوگئی تو بابوجی صاحب چند خلفاء کو ہمراہ لے کر دیکھنے گئے۔ آیا بچھڑا ہے یا بچھڑی۔ دیکھا تو بچھڑی۔ خلفا بابوجی صاحب کو ہمراہ لے کر حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے یا حضرت گائے سردار ہو چکی ہے۔ بچھڑی دی ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ دوبارہ جا کر غور سے دیکھو۔ تم لوگوں نے جلدی سے دیکھا ہوگا۔ وہ تو بچھڑا ہے۔ خلفاء بابوجیؒ کے ہمراہ دیکھنے گئے تو واقعی بچھڑا ہی تھا۔ واہ سبحان اللہ! ؎

سچے مرد صفائی والے جو گل کہن زبانوں
اللہ پاک اوہو منیندا ایہی خبر قرانوں

کرامت نمبر۳۰

ایک اُجرتی قاتل

ایک حاسد جان لینے کے در پے ہوا اور کئی جتن کئے مگر ؏

دُشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست

یعنی حاسدین نے ایک اُجرتی قاتل کو خنجر دے کر بھیجا جو موقعہ پا کر پلنگ کے نیچے چھپ گیا۔ آپ مسجد میں عشاء کی نماز ادا کر کے واپس آکر پلنگ پر لیٹ گئے لیکن اُسے حملہ کی جراٴت نہ ہوئی۔ اتفاقاً کروٹ بدلتے وقت آپؒ کا بازو نیچے لٹک کر اُسے جا لگا۔ جس پر وہ پسینہ پسینہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شخص کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو کر قید ہو گیا۔ کہا کرتا تھا کہ اس معاملہ میں بے قصور ہوں۔ البتہ حضرت صاحبؒ پر حملہ کرنے کے اقدام کا گنہگار ہوں۔ اور یہ سزا اُسی قصور کی ہے۔

کرامت نمبر۳۱

حضرت صاحبؒ کی زلف مُبارک اور مولانا غلام محمد

ایک دفعہ جب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ سے حضرت پیر صاحبؒ کے کمالات پر سوال ہُوا تو فرمایا! "واللہ میں تو اس زلف گرہ گیر کا اسیر تھا۔ میری نظر تو عُمر بھر اس جمال دلآرا سے اُٹھ کر کسی کمال کی طرف جا ہی نہیں سکی۔"

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر ۳۲

حضرت صاحب اور عیسائی پادری

ایک دفعہ ایک عیسائی پادری فنڈر نے حضرت صاحبؒ کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہا۔ مگر مجلس کے اختتام کے بعد اُس نے آپؒ سے تحریری معافی مانگ لی۔ عیسائی فنڈر نے اس خزانہ کو علم لدنی قرار دیا تھا۔

بھر بھر پیلے رحمت والے دیوے مرد نیارا
لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میریا یارا

کرامت نمبر ۳۳

مُلّا اور درویش میں فرق

ایک بار ایک مولوی صاحب آپؒ کے پاس روحانی تعلیم کے حصُول کے لئے تشریف لائے۔ انہیں دو سال کا عرصہ گذر گیا لیکن آپ نے اُن کی جانب کوئی توجہ نہ کی۔ آخر کار ایک روز مولوی صاحب نے شکایت کی۔ کہ یاحضرتؒ! مجھے عرصہ ہو چکا ہے لیکن آپ کی توجہ سے محروم ہوں۔ فرمایا صبح ناشتہ کے بعد پہلا سبق پڑھاؤں گا۔ اس روز صبح مولوی صاحب کی خدمت میں بڑا مرغن اور لذیذ ناشتہ آپؒ نے بھجوایا۔ چار پانچ پراٹھے اور ان پراٹھوں میں ایک رات کی باسی روٹی بھی رکھ دی (جیسا کہ اکثر گھرانوں میں مہمان کی ضیافت میں پراٹھوں کے ساتھ چند سادی روٹیاں بھی رکھی جاتی

ہیں) ابھی مولوی صاحب ناشتہ شروع نہ پائے تھے۔ کہ ایک بدحال فقیر نے آکر مولوی صاحب کو سلام کیا کہ جناب! میں تین دن کا بھوکا ہوں۔ براہ کرم کچھ کھانے کو عطا کریں۔ مولوی صاحب نے بڑی سوچ کے بعد فقیر کو رات کی باسی روٹی نکال کر دے دی۔ اور خود پراٹھوں سے ناشتہ کر لیا اور پھر آپؒ کی خدمت میں دربار میں جا پہنچا۔ آپؒ نے دور سے ہی مولوی صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ تم امتحان میں فیل ہو چکے ہو۔ تم روحانیت سے محروم ہو۔ تم جاؤ اور پراٹھے کھاؤ۔ اس منزل میں تو دوسروں کو کھلایا جاتا ہے اور خود بھوکا رہنا پڑتا ہے۔

مردملے تے درد گواوے اوگن بتھیں گن کردا
کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

کرامت نمبر ۳۴

ایک مجذوبہ کی والہانہ صدا

ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ سہارنپور میں مسجد کے سامنے ایک مجذوب چھوٹی سی جھونپڑی میں پڑی رہتی تھی جس نے ذوق وشوق کے عالم میں ایک روز چلا کر صدا لگائی۔ ع

میری ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیا میں کبھی جی چاہے تو آ پیارے

آپؒ فرماتے تھے کہ اس صدا میں کچھ ایسی کیفیات دور و پنہاں تھے کہ کئی روز تک بے خودی کا غلبہ رہا۔ سچ ہے ؎

کر صحبت با دل غم دیدہ الفت بیشتر گیرد!
چراغے را کہ دودے ہست در سر زود تر گیرد

کرامت نمبر ۳۵

حضرت باواجی فضل الدین کلیام شریف

حضرت باواجی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ، صابریہ سلسلہ کے بُلند پایہ بزرگ ہیں۔ ان کے پیر طریقت حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کا دربار بھی کلیام شریف ہے۔ حضرت باواجی وصیت فرما گئے تھے کہ میرا جنازہ حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف پڑھائیں گے ؎

آنکھیں کھلی رہیں گی میری مرنے کے بعد
عادت جو ہوگئی ہے تیرے انتظار کی

"مہرِ مُنیر" میں روایت تحریر ہے کہ جب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ جنازہ پڑھانے کے لئے کلیام شریف گئے تو کلیام شریف سے باہر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ زندہ نظر آئے۔ جب آپؒ نے پوچھا باواجی آپ یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا۔ فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ آلِ رسولؐ میرے گھر آئیں اور میں اُن کا استقبال نہ کروں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہُ العزیز ریل گاڑی پر سفر سے واپس آرہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ جب گاڑی کلیام شریف کے قریب سے گزری تو فرمایا! گاڑی کی کھڑکیاں کھول دو۔ تاکہ باواجی کلیامی فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مُبارک سے عشقِ الٰہی کی ہوائیں آتی ہیں۔

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں
مٹی نوں اکسیر بنا دے کھنڈاں نال رلایاں

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر ۳۶

صاحبزادی کون؟ صاحبزادہ کون؟ آپ کون؟

حضرت کے عالم استغراق کا ایک واقعہ حضرت بابوجی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب بڑی ہمشیرہ صاحبہ بغرض زیارت حاضر ہوئیں فرمایا کون ہو؟ عرض کیا غلام محی الدین کی ہمشیرہ۔ فرمایا! غلام محی الدین کون ہے؟ عرض کیا آپؒ کا فرزند۔ فرمایا آپ کون ہیں؟ غرضیکہ مائی صاحبہ کی ہر عرض پر اسی قسم کا جواب فرمایا۔ اس قسم کا ایک اور واقعہ حضرتؒ کے بھتیجے سید عبدالقادر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ دانتوں کے درد میں مبتلا ہوا۔ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دم فرمانے کے لئے عرض کیا۔ فرمایا کون ہے؟ عرض کیا سید عبدالقادر ارشاد ہوا کون؟ عبدالقادر عرض کیا گیا۔ آپ کے برادر سید محمود شاہ صاحب کے فرزند۔ فرمایا! کون محمود شاہ؟ یہ سُن کر میں واپس آ گیا۔ بعد میں ایک اچانک اس طرف توجہ فرمائی اور حافظ سراج دین صاحب کو بھیجا کہ جا کر سید عبدالقادر سے کہو کہ فلاں آیت سات دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ چنانچہ اطلاع ملنے پر صرف تین مرتبہ آیت پڑھنے کے بعد یہ پرانی تکلیف بالکل رفع ہو گئی

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

دلبر باجھوں کون لگا دے مرہم سینے چاکاں
کوئی نہیں سُندا کوک محمدؐ باجھوں مرداں پاکاں

کرامت نمبر ۳۷

امریکن پادری کے اس اعتراض کا جواب کہ قرآن مجید میں ہر شئے کا ذکر نہیں

ایک امریکن پادری گولڑہ شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے۔ حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی زندگی میں قرآن شریف چھ برس تک نازل ہوتا رہا۔ اُن کا نام تک قرآن مجید میں موجود نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے لئے قربانی دی ہے۔ ایسے خادم اسلام کا ذکر تو قرآن مجید میں ضرور ہونا چاہیئے تھا۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا! کہ پادری صاحب آپ نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ پادری کہنے لگا میں نے قرآن مجید پڑھا ہے۔ اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔ آپ خواجہ صاحب فرمایئے کہاں سے پڑھوں؟ آپ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا! سُبْحَانَ اللہ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے۔

یہاں ع عمر گزاری ہے اس دشت کی سیاحی میں مگر اس دعوے کی مجال نہیں"، پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا! اچھا پادری صاحب! قرآن مجید پڑھیے کہیں سے پڑھ دیجئے وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں ترتیل سے پڑھنے لگا:۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قبلہ عالم قدس سرہٗ العزیز نے اشارے سے فرمایا کہ بس۔ اَعُوْذُ تو قرآن مجید کا حصہ نہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ اور بقاعدہ ابجد اس کے عدد ۷۸۶ ہیں۔ اب ذرا دیکھیئے۔

حروفِ ابجد

امام حسینؑ ــــــــــــ	عدد ہیں ۲۱۰	
سنِ پیدائش ــــــــــــ	۴	ہجری
سنِ شہادت ــــــــــــ	۶۱	〃
کرب و بلا ــــــــــــ	۲۶۱	
امام حسنؑ ــــــــــــ	۲۰۰	
سنِ شہادت ــــــــــــ	۵۰	
میزان :	۷۸۶	

اسی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بھی حروف ابجد نکالو تو پادری صاحب ۷۸۶ آئیں گے۔ لہٰذا قرآن پاک کا آغاز ہی امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے نام مبارک سے ہو رہا ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ نام ہی نہیں آیا۔ یاد رکھیئے اعوذ سے آپ نے شیطان کو دُور کیا۔ قرآن مجید کا آغاز ہی بسم اللہ سے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی ہے۔ اس میں ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام سنِ پیدائش، سنِ شہادت اور دونوں بھائیوں کے نام ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ آگے چلیئے تو شاید ان کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں۔ اس پر اس پادری نے کہا۔ عربوں کے علم ہندسہ اور جفر وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گذرا ہے۔

لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا! جب مسلمان کہتا ہے کہ قرآن شریف کے اندر ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو اس بات کا ایک ظاہری مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہر اس چیز کا ذکر موجود ہے۔ جو مذہب حنفی اسلام کی ضرورت میں داخل ہے لیکن یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اسلام کا ذرا سا اور دور کا تعلق ہے۔ قرآن مجید میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ایسی چیزوں کے لئے اس ایک جلد کتاب کے اندر اظہار معنی کے طریقے لامحالہ متعدد و تصور ہوں گے۔ آپ کو استاد نے بتایا ہوگا کہ حروف مقطعات کے اندر معانی اور مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے۔ اسی قسم کی کیفیت دیگر حروف و الفاظ قرآنی کی بھی ہے۔ اگرچہ ان معانی پر انسان اپنی کوشش اور تحقیق سے پوری طرح مطلع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے باطنی رموز اور معانی پر اطلاع تحقیق اور تفتیش سے زیادہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم اور انسان کے نیک عمل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے حسب حاجت ان اسرار پر مطلع فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ اسلام کے اسی درخشندہ ماہتاب اور اسی زندہ جاوید شہید یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد گرامی باب علم سیدنا مولائے علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے فرمایا تھا کہ میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو کئی ضخیم جلدوں میں ایک دفتر تیار ہو جائے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبح عظیم آمد پسر

(مزید دیکھیے سورۂ آل عمران)

حضرت پیر غلام محی الدین المشہور باؤجی مدظلہ العالی ایک کتابی واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ سواری سے

گر پڑے اور اُٹھ کر کچھ دیر اُسے پکڑے ہوئے آنکھیں بند کر کے کھڑے رہے۔

خادم نے پوچھا:۔

حضرت! چوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا انہیں چوٹ نہیں آئی۔ میں غور کر رہا تھا۔ اس وقت میرے سواری سے گرنے کا ذکر قرآن مجید میں کہاں آیا ہے۔ چنانچہ اب معلوم ہو گیا ہے کہ کہاں موجود ہے۔

کرامت نمبر ۴۸

ایک ہندو سادھو سے مسئلہ توحید پر گفتگو

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ یہاں گولڑہ شریف میں ہندوؤں کا ایک بڑا سادھو وارد ہوا ہندوؤں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ میں ایک دن باغیچہ میں طلباء کو سبق پڑھا رہا تھا کہ ناگاہ وہ سادھو اپنے چند حواریوں کے ساتھ آیا اور شہتوت کے درخت کے نیچے بہت دیر تک کھڑا رہا۔ جب میں فارغ ہوا تو میرے قریب آیا اور خود بخود توحید کے متعلق گفتگو شروع کر دی طرفہ یہ کہ یہ لوگ اہلِ اسلام کو ان باتوں سے بے خبر جانتے ہیں۔

جب وہ کلام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا۔ جو کچھ تم نے کہا ہے اہلِ اسلام بھی ایسا کہتے ہیں۔ لیکن قابلِ توجہ سوال یہ ہے کہ اللہ سُبحانہٗ و تعالےٰ بالاتفاق جہل اور لاعلمی سے مبرا اور منزہ ہے اور اس کی مخلوق دو فرقے ہے۔ ایک سادھو اور دوسرا گرہستی ہندوؤں کی اصطلاح میں صاحب تجرید کو سادھو اور صاحب تعلق دنیوی کو گرہستی کہتے ہیں۔

پس کیا وجہ ہے کہ سادھو میں تو اس سُبحانہٗ و تعالےٰ کا علم ہے کہ غیر

نیست ہمہ اوست اور غیر سادھو میں اس کے ہمہ اوست ہونے کا علم نہیں ہے
چاہیئے تھا کہ ہر دو فرقہ کو اس امر کا شعور اور وقوف ہوتا ورنہ جہل لازم آتا ہے
سادھو دریائے حیرت میں غرق ہو کر لاجواب ہو گیا۔ بعدہٗ حضور نے فرمایا کہ اصل
بات یہ ہے کہ یہ لاعلمی تنزل کی صفات سے ہے۔ نہ کہ اطلاق سے جیسا کہ باقی
لوازم بشری ۔

جیسے باقی لوازم بشریہ مثل اُکل و شرب وغیرہ سے سفید ہو کر اس سبحانہ تعالیٰ
کی ردائے تقدس آلودہ نہیں ہوتی ۔ یہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے ۔

کرامت نمبر ۲۹

کار کا حادثہ

ایک مرتبہ سواری کے دوران کار کو حادثہ پیش آیا۔ شاہراہ اعظم پر سنگ جانی
کی طرف سے واپس آتے ہوئے ۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ نماز مغرب کا وقت
قریب ہے ۔ کار کو روک کر کہیں نماز ادا کر لیں ۔ ایک ہمراہی نے عرض کیا کہ ابھی
سورج غروب نہیں ہوا ۔ نماز کے وقت تک گولڑہ شریف کے موڑ پر واقع خانقاہ
تک پہنچ جائیں گے ۔ چنانچہ سفر جاری رکھا گیا۔ تھوڑی دور آگے چل کر جھنگی سیداں
کے قریب اچانک کار سڑک سے اُتر کر الٹ گئی ۔ حضرت صاحبؒ اور باؤجیؒ تو باہر
گر گئے مگر دیگر ہمراہی یعنی مولوی محبوب عالم صاحب اور لال خان ڈرائیور کار کے
نیچے آ گئے ۔ اس وقت باؤجی صاحب نے اکیلے ہی ان کو باہر نکالا ۔ اور بال بال
بچ گئے ۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تکلیف نماز مغرب میں تاخیر کا خوف نہ کرنے
پر غیرت الٰہی کے باعث پیش آئی ہے ۔ اور انشاء اللہ سودمند ثابت ہو گی ۔

هُوَ الحَقّ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

بہر ایں آورد ما یزداں بروں
ما خلقت الانس الا لیعبدون

(مولانا روم)

تخلیقِ کائنات کے بعد ذاتِ باری تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء و رسولانِ کرام علیہم السّلام کو مبعوث فرماتی رہی جن کا کام انہیں یہ ذہن نشین کرانا تھا کہ موجد و خلاق عالم فقط ایک ذات حق تعالےٰ ہی ہے۔

جو ہر کمال کا منبع اور مخلوق کے لئے واحد مستحق عبادت و بزرگی ہے۔ یہ سلسلہ رسالت حضور پُر نور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر اپنی انتہا سے عروج و اختتام کو پہنچا۔ جو نہ صرف اس کا مظہر اتم تھی بلکہ کمالات الٰہیہ کا ایک ایسا آئینہ تھی۔ جس کی مثال اس کائنات میں ممکن نہیں۔ آپ کے ظاہراً اس دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کی تعلیمات اور فیوض و برکات کی بدولت آپ کے نام لیواؤں میں سے ایسے جامع شریعت و طریقت با کمال حضرات وقتاً فوقتاً اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ جو نہ صرف آپ کی اُمت بلکہ پوری انسانیت کی

Marfat.com
Marfat.com

رہنمائی اس منزل کی طرف فرماتے رہے جس کی نشان دہی آپ نے فرمائی تھی۔ اور جس تک مخلوقات کو پہنچانے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

حکایت

ایک شخص جس نے بے پناہ قتل کیئے تھے اپنے علاقے کا مشہور ڈاکو اور راہزن تھا۔ کوئی جرم ایسا نہیں تھا جو اس نے نہ کیا ہو۔ رفتہ رفتہ اس کے دل پر ایسی سیاہی پھیل گئی کہ اس کے نزدیک گناہ گناہ نہ رہا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہی کا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے ورنہ وہ پھیل کر سارے دل کو گھیر لیتا ہے پھر مجرم کی نظر میں جرم جرم نہیں رہتا۔ یہی حال اس چور اور ڈاکو کا تھا اس کا دل بالکل مردہ ہو چکا تھا۔

ایک دن اس نے ایک مکان پر ڈاکہ ڈالا تو صاحب مکان نے اس کو کہا۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ ہمارے گھر سے تمہیں کیا ملے گا۔ گولڑہ جاؤ وہاں پیر مہر علی ہیں ان کے گھر سے تمہیں بڑی دولت ملے گی۔ ڈاکو واپس آ گیا اور گولڑہ شریف پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگا ؎

رحمت حق بہانہ می جوید بہانی جوید

ڈاکو اپنے ساتھیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں گولڑہ شریف روانہ ہوا۔ قطب وقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ ان لوگوں کے دن صیام اور راتیں قیام میں گزرا کرتی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ط

یہ لوگ سجدے اور قیام کی حالت میں راتیں گزارتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تبارک و تعالٰی کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ایہہ راتیں کر کر زاری رو ندے نیندا کھیں تھیں دھوندے

فجریں اوگن ہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے

اور سرکار گولڑہ شریف وہ ذات ہے جن کی سنتیں قضا ہو جائیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں۔ "مہر علی میری سنتیں قضا کر دی ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

اَج سِک متراں دی وَدھیری اے

کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے

لُوں لُوں وچہ شوق چنگیری اے

اَج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

الغرض وہ ڈاکو جب گولڑہ شریف کی حدود میں داخل ہوا قدم رکھا ہی تھا کہ دل کی حرکت تیز ہو گئی۔ وہ حیران تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء کے گھروں پر ڈاکے ڈالے۔ مگر میرا دل کبھی نہیں دھڑکا۔ آج پتہ نہیں کہ دل کیوں بے قابو ہوا جا رہا ہے۔

وہ اور آگے بڑھا مگر حرکت اور تیز ہو گئی۔ آخر ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور دل سے بے اختیار نکل گیا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی چھری سے دل کی سیاہی کھرچ کھرچ کر اُتار رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکو

بے ہوش ہو گیا ہوش آیا تو دیکھا کہ سر پر وقت کے غوث پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں ؎

دل مُردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کی مَرضِ کہن کا چارہ

ڈاکو آپ کے قدموں پر گر گیا اور اس قدر عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول ہوا کہ مقبول بارگاہِ قدس ہو گیا۔

عالم اور ولی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ علماء کی محفل میں زبان سنبھال کر اور اولیاء کی محفل میں دل سنبھال کر بیٹھنا چاہیئے۔

سبق

ثابت ہوا کہ مقبولان بارگاہِ الٰہی کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے مگر نہایت ادب و احترام کے ساتھ۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے خوب فرمایا ہے۔

بے ادباں مقصود نہیں حاصل نہ درگاہ ہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہیں پہنچا باجھ ادب دے کوئی

رُباعی:

ویاں بزرگاں کول جا کے تے منتاں منیا تے ہتھ جوڑیا کر
ولی علی کولوں گل منّ لیندے یوہا دالی دا مکھو رِیا کر
صدق یقین دے نال سنگیا پیر گو ڑے جاؤلی پھوڑیا کر
مشکل علی ہو جاسی اشرف تیری ناں مہر علی شاہ دا ٹوریا کر

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور

معرکۂ قادیانیت

لکل فرعون موسیٰ کے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار ابھرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرما دیا۔ سرزمین قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھتا ہے اور کچھ لوگ دین کی بے خبری یا آزادی کی بنا پر اس کے زر خرید غلام بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں واقعی مسندِ نبوت پر فائز ہو گیا ہوں اور دنیا میں کوئی میرے مدِ مقابل نہیں جم سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی مقدس سرزمین سے مہر عالم تاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی جبروتی آواز حق کی حمایت میں بلند ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانۂ باطل میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی نبوت پر کیفیت مرگ طاری ہو جاتی ہے۔ اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

۱۳۰۷ھ ر ۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دل میں آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا۔ ہند میں ایک بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے جس کا سدباب آپ کی ذات گرامی سے ہوگا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کئے۔ علماء حق تو اس کے دامِ فریب میں نہ آئے البتہ کچھ جہلا اور کچھ دُنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

مذاہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ان حالات میں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے آپؒ نے شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح لکھی جس میں کتاب و سُنت کے دلائل قاہرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت محض فریب اور جھوٹ کا پلندہ ہے اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوانِ مرزائیت میں زلزلہ آگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہیے اس کا حل یہ نکالا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر کے پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں۔ مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت روح القدس کی تائید سے مؤید قرار دیں اس کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ کی جلالت شان کا مرزا پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے لکھا کہ اگر پیر صاحب مناظرہ کے ـــ رضامند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے ـــ تیار ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی ذات گرامی چالیس علماء کے برابر ہے۔
مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر الشاغل بزرگ ہیں وہ میدانِ مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے تو ہمیں اپنی فتح کے شادیانے بجانے کا زرین موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات خاک میں مل گئیں۔ جب

حضرت پیر صاحب نے نہ صرف تحریری مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہو گی اور پھر تحریری مقابلہ ہو گا اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مناظرہ ہو گا اور اشتہار کے ملتے ہی منظوری یا نامنظوری کی اطلاع دینی لازم ہو گی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع کے ساٹھ علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم ۲۵ اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک پیر صاحب کی شرط بالکل برمحل ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہیے۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا صاحب قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہے البتہ ان کے ایک مرید محمد احسن امروہوی نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مطبوعہ خط گولڑہ شریف بھیجا جس میں لکھا کہ ہمیں تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔ تقریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں۔ یہ ان کی طرف سے شکست کا پہلا اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری قادیان بھیجی گئی۔ اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلہ کے لئے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ اگست کو حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے راولپنڈی اسٹیشن سے پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ تار اپنی روانگی کی اطلاع مرزا کو بھجوا دی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا۔ جس میں اہل سنت دیوبندی۔ اہل حدیث اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے تنبی کے

ساتھ فیصلہ کن ٹکر لینے کے لیے تیار تھے۔ گویا صحابہ کرامؓ کے مقدس لشکر نے جو حشر مسلیمہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدانِ جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت ایسے قطعی عقیدہ کے حامی وہی حشر مرزائے قادیان اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے

اہلِ اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے لاہوری پارٹی کے بعض با اثر افراد نے انتہائی کوشش کی۔ مگر مرزائے قادیانی کسی صورت میں لاہور نہ آئے اور عذر پیش کیا کہ پیر صاحبؒ اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں گا۔ پیر صاحبؒ نے فرمایا! محمد احسن امروہوی مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم سلطان محمود اس شرط کو واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اب اگر مرزائے قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کردیں کہ میں تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں لیکن اس طرف مکمل سکوت چھایا رہا۔

۲۵ اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گذر گیا لیکن مرزا قادیانی کا دُور دُور تک کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر ۲۷ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سربلندی اور مرزا کے دجل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل سرنگوں ہو کے رہ گیا۔

مرزائے قادیانی نے خفت مٹانے کے لئے کچھ اشتہار شائع کئے جن میں مناظرہ کے لئے میدان میں نہ آنے کا عذر بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے۔ اس لئے مکمل حفاظتی انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک

اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں۔ پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ "اعجاز المسیح" کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد حسن امروہوی نے "شمس الہدایہ" کے جواب میں "شمس بازغہ" نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب "سیف چشتیائی" لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع فرمادی۔ اس میں آپ نے "شمس بازغہ" کے شبہات کا دندان شکن جواب اور "اعجاز المسیح" کی ایک سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے تفصیلاً بیان کیا کہ اس کتاب میں سرقہ ہے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کو معجزہ کہنا تو کجا اسے تو قابلِ ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

"سیف چشتیائی" کو اہلِ علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ آج تک فرقہ مرزائیت اس کا جواب نہیں دے سکا ہے۔

اس جگہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزائی اپنی ضد پر قائم رہے اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اپنی ضد پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ وہ باقاعدہ اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اربابِ اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ مطالبے کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں۔

Marfat.com
Marfat.com

دیگر معرکۂ قادیانیت

اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس نے ملک کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کیے جن کا مضمون یہ تھا کہ:

"میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالٰی کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔"

جب یہ دعوت نامہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب لکھوایا کہ "میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسبِ سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرت اور تبلیغِ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔" جب یہ خط مرزا صاحب کو پہنچا تو وہ بہت بوکھلا گئے۔ کیونکہ ہر طرف سے مایوس ہو کر "ایام الصلح" میں مرزا نے مشائخ پر بطریق ذیل اپنا غبار نکالا۔

"ایں وقت زیرِ نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لافِ برابری با من زند من آشکارا گریم دہر گز باک ندارم اے اہالیانِ اسلام درمیانِ شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعوی محدثیت و مفسریت بری فرازند و طائفہ اند کہ از نازش ادب پا بر زمین نگذارند و بے اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی

وسہروردی چہا چہلے گویند۔ایں جملہ طوائف رانزدمن بیارید"
یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔
میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض ازراہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خداشناسی کا دم بھرتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا صاحب کو زیادہ شہرت ہو گئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ متاثر ہونے لگے۔ تو علماء کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اس فتنے کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء / ۱۸۹۹ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و اشغالِ روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان "شمس الہدایت فی اثبات المسیح" تحریر فرمایا۔ جو رمضان شریف ہی میں زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا۔ ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا صاحب کو بھی قادیان روانہ کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسد عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو امتِ اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ آغازِ کتاب میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلی (جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ مقابلہ میں ان سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصۂ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی

کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدندان رہ گئے اس کتاب کی مقبولیت اور قدردانی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے۔

مشہور اہلِ حدیث مولانا عبدالجبار غزنوی کا خط قابلِ ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلۂ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکیم نورالدین نے ۲۰ر فروری ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ حضرتؒ نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نورالدین پر ایک سوال کیا۔ مگر وہ جواب نہ دے سکا حضرت صاحبؒ نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرادی۔ حضرت صاحبؒ کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ سے پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری خراج تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے "شمس الہدایت" کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا صاحب نے جوش میں آ کر حضرت کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔

تفسیر نویسی

تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ۲۲ر جولائی ۱۹۰۰ء کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کی دعوت کا اشتہار ۲۵ر جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا حضرت نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب ۵ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا صاحب کو بھی بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ ارسال کیا۔ حضرت نے بمقام لاہور ۲۵ر اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مقابلہ مقرر کر دی ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری مقابلے کا بھی مطالبہ کیا تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن قادیانی نہ مانے۔

Marfat.com
Marfat.com

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آرہا تھا ملک کے اطراف واکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ ۲۴ راگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا صاحب کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی جب آپؒ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ دِل فرشِ راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ۲۵ راگست کو پولیس نے حفظ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا صاحب کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ قادیان جانے کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

مرزا صاحب نے یہ کہا کہ میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔

جب قادیان کا یہ وفد پیغام لے کر لاہور پہنچا تو اس جماعت میں شدید انتشار پیدا ہوگیا۔ بعض لوگوں نے اُسی وقت توبہ کرلی اور بعض لوگ مایوس ہو کر خانہ نشین ہوگئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعی مایوسی ہوگئی۔ تو ۲۷ راگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں ممتاز علماء نے ختمِ نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرات میں حضرت محدث علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت قبلہ عالم ۲۴ راگست تا ۲۹ راگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گولڑہ تشریف لے گئے تو ۳۰ راگست کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کر دیا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور اُلٹا یہ مشہور کر دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے

کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام نے چونکہ شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا صاحب کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہٰذا حضرت نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ "آج میرے دل میں ایک تجویز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ "آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں۔ یہ جواب دیتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں کہ اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ۷۰ دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہیئں۔ تب اہلِ علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے"۔ ساتھ ہی مرزا صاحب نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت کی ذاتِ گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کے ستر دن بعد اعجاز المسیح کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ اس تفسیر نے مرزا صاحب کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم۔ لغوی اور نحوی اغلاط اور مسروقہ عبارات سے پُر تھی اس تفسیر سے مرزا صاحب کی مُراد بر نہ آئی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا صاحب حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت قبلہ کی کتاب "شمس الہدایت" کا جواب دیں۔ چنانچہ مجبور ہو کر مرزا صاحب نے مولوی محمد احسن امروہوی سے "شمس بازغہ" لکھوائی۔

اس اشاعت کے بعد حضرت نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب میں

اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی اس میں حضرت نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرمائے تھے۔ "سیف چشتیائی" کی اشاعت کے موقعہ پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا۔ جسے یہاں تبرکاً نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آجاتا ہے۔

قابلِ توجہ اہلِ اسلام

اس ہیچمدان، خوشہ چیں علمائے کرام کو مطابق قول السّلامۃ فی الوحدۃ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کئے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کل کے ابنائے زمان اُن کے کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے سوا اُس طرزِ قدیم سے جس پر زمانۂ سلف کے بزرگانِ دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچمدان کو قدرے مؤانست ہے نفرت رکھتے ہیں۔

باوجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ "شمس الہدایت" لکھا گیا ہے۔ جس سے مراد نہ تو طلبِ شہرت نہ حصولِ دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاءِ کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں تو عنداللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور اُن کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جواب مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس

طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی۔ اور یہ خادم الفقراء معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمڈن ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی ٹھہرا رہا۔ مگر مرزائے قادیانی، قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دی تھی۔ اس لئے اس تشریح کی اب ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد "شمس الہدایت" کے جواب میں مرزا قادیانی کے امروہوی مرید نے "شمس بازغہ" لکھی اور مرزا نے "تفسیر فاتحہ" چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ ؎

آں کس کہ زقرآں وخبر زد نہ رہی

آں است جوابش کہ جوابش نہ دہی

رُباعی

حیران ہوئے پریشان ہوئے اس نرگس بیمار نوں دیکھ کے جی
بن پیتے شراب خراب پھرن اس مست سرشار نوں دیکھ کے جی
بن قید زنجیر ہن پھنس گئے اس زلف دی تار نوں دیکھ کے جی
شالا نرگس مست نوں نہر پوے کرے مہر بیمار نوں دیکھ کے جی

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ہمعصر اولیاء

حضرت خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے اُن ہمعصر اولیاء کا ذکر حاضر ہے جنہوں نے آپؒ سے ارادت رکھی یا ملاقات فرمائی۔

۱۔ حضرت باوا فضل دین صاحبؒ کلیامی چشتی نظامی

(وصال ۱۸۹۲ء) دربار عالیہ چشتیہ، نظامیہ کلیام شریف

حضرتؒ کے معاصرین کرام میں حضرت باوا فضل دین صاحبؒ کلیامی بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ کلیام آوان راولپنڈی سے قریباً پندرہ سولہ میل دُور لاہور کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ باوا صاحب کا سلسلہ چشتیہ صابریہ تھا۔ آپؒ کے پیر طریقت حافظ محمد شریف خانؒ ذی بابر بادشاہ کی اولاد سے تھے اور اُن کا مزار بھی کلیام شریف میں ہے۔ کثرت جذب و سُکر کے باعث حضرت باوا صاحب سے ظاہری طور پر نماز چھوٹ گئی تھی۔ ایک دفعہ مقامی علماء نے کہا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے فرمایا۔ میرا جنازہ علم شریعت کا اتنا بڑا شیر آکر پڑھائے گا کہ تم لوگوں کو مجبوراً شامل ہونا پڑے گا۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ سے کہہ رکھا تھا کہ یہ مولوی لوگ میرے حال سے بے خبر ہیں اور کہتے ہیں تمہارا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ چنانچہ آپ کو آکر میرا جنازہ پڑھانا ہوگا۔ ادھر اپنے خدام کو بھی وصیت کردی تھی کہ میرا جنازہ پیر صاحب پڑھائیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ جس رات ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خواب میں آکر مجھ سے

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا" پیرجی! میں مرگیا ہوں، آکر جنازہ پڑھا جاؤ"۔ چنانچہ علی الصبح حضرتؒ نے گھوڑا سواری کے لئے تیار کرایا۔ اور ایک خادم حافظ فضل دین کو ہمراہ لے کر ریلوے اسٹیشن گولڑہ شریف پہنچے مگر گاڑی چھوٹ جانے کے باعث بسواری گھوڑا راولپنڈی جاکر ریل گاڑی میں سوار ہوئے۔ گولڑہ شریف ریلوے اسٹیشن پر باوا صاحب کے انتقال کے متعلق تار آیا رکھا تھا۔ اور راولپنڈی کے قریب یہی خبر پہنچانے کے لئے کلیام شریف کا ایک سوار بھی آتا ہوا ملا جسے احتیاطاً بھجوایا گیا تھا کہ مبادا تار وقت پر نہ ملے۔ جنازے میں اس قدر اژدھام خلائق تھا کہ حضرتؒ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرانی پڑیں۔ چنانچہ معروف مولوی صاحبان بھی باچشم پُرنم جنازہ میں شریک ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بعض حضرات اس اثنا میں باوا صاحب سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ ویسے بھی متعدد متشرع علماء آپ کے سلسلۂ ارادت میں شامل تھے اور چند ایک حضرات کے علاوہ جو آخری عمر میں مجذوب ہو گئے۔ آپ کے تمام خلفاء اور خدام پابند صوم وصلوٰۃ اور وظائف و اوراد چشتیہ صابریہ پر کاربند تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ سید امیر علی شاہ صاحب۔ کلیام (وصال ۱۹۱۸ء)

۲۔ سائیں محمد حسین صاحب سنگھوڑی والے (وصال ۱۹۲۰ء)

۳۔ جناب مولوی عبدالستار صاحب۔ کلیام (وصال ۱۹۴۲ء)

حضرت باوا فضل دین صاحب کا وصال یکم جنوری ۱۸۹۴ء کو بروز جمعہ ہوا۔ آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین جناب سائیں مولا بخش صاحب ہیں سید احمد شاہ صاحب ساکن پنڈ پراچہ داخلی جھنگی سیداں، ہر حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کے مرید ہیں۔ حافظ فضل دین صاحب مرحوم کی زبانی

روایت کرتے ہیں کہ میں جناب باوا صاحب کی نماز جنازہ کے لئے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ہمرکاب کلیام شریف گیا تھا۔ جب باوا صاحب کو قبر میں رکھا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال سارنگی بجاتا رہا۔ جس پر ہمارے قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کو خوب وجد ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کو جناب باوا صاحب بستی کلیام کے باہر زندہ بھی نظر آئے تھے۔ جب آپؒ نے پوچھا کہ "باوا جی آپ تو یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا؟" فرمایا کہ "مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آلِ رسولؐ میرے گھر میں آئے اور میں اُن کا استقبال نہ کروں"۔

کہتے ہیں حضرت باوا صاحب وصیت فرما گئے تھے کہ ہماری موت پر کوئی نہ روئے بلکہ گاؤں کی عورتیں شادی بیاہ کی طرح خوشی کے گیت گائیں۔

باوا صاحبؒ سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی راہ و رسم زمانہ طالب علمی سے تھی۔ اس زمانہ میں اُن کے بعض ظاہر بین مُرید حضرتؒ سے سوال کرتے تھے کہ باوا صاحب کی آپ پر اس قدر توجہ سے تو آپؒ کی نماز ابھی تک کیوں نہیں چھوٹی؟ حضرت جواب میں فرماتے تھے کہ اگر باوا صاحب خود بھی مجھے ترک نماز کے لئے کہیں تو میں تعمیل نہ کروں گا اور نہ اُن لوگوں کی بات ہی مانوں گا جو ان کی ملاقات پر اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جہاد نفس میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔ چنانچہ ایک روز حضرتؒ سے فرمایا "پیر جی! درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔ کئی برس سے نفس ٹھنڈا پانی مانگتا ہے۔ لیکن میں اسے گرم پانی دیتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس پھل کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے اور میٹھا کسے کہتے ہیں خوراک کے طور پر دال کے چند گھونٹ دوسرے تیسرے وقت پی لیتے تھے۔

باوا صاحبؒ نفس کشی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ گرمیوں کی دھوپ میں پتھر کی سل پر پڑے رہتے اور سردی میں سقے کو چھت پر کھڑا کر کے ٹھنڈے پانی کی دھار اپنے سر پر ڈلواتے اور عشق الٰہی کے سوز میں ہائے ہائے کرتے رہتے۔ ایک رات کمرے میں سو رہے تھے۔ پاس ہی چارپائی پر ستار رکھا تھا ایک چوہا جو اُوپر سے گزرا تو تاروں سے ایک جھنکار نکلی تڑپ کر چارپائی سے دُور جا گرے کہتے تھے "ہائے سڑی گیاں۔ ہائے بلی گیاں" یعنی ہائے جل گیا۔ سماع کا شوق نہایت غالب تھا۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ فرماتے تھے کہ مجھے حالت حیات بابرکات باوا افضل الدین صاحب کلیامی میں گاہے گاہے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہے جس قسم کی ریاضات شاقہ نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں نے کی ہیں اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی۔ اہل ظاہر ان کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث اُن پر معترض ہوتے تھے۔ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا اور بکمال استغراق حال سے اشتغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور رہتے"۔

ایک دن باوا صاحبؒ کی مجلس میں کسی شخص نے پڑھا" قمریاں جلیں فرید فرید"۔ تو آپ کی ہڈیوں سے تڑاق تڑاق کی آواز آئی۔ اگر اس مجلس میں کوئی وجد کا منکر شخص ہوتا تو وہ بھی حیران ہو جاتا۔ باوا صاحبؒ کی نظر میں ناموس ظاہری کی کچھ وقعت نہ تھی۔ لوگوں سے بے نیاز ہو کر مظاہر صوری میں جمال مطلق کا مشاہدہ کرتے تھے فرماتے تھے۔ نیت مستقیم چاہیئے۔ قوال کو وصیت فرمائی تھی کہ میری نعش قبر میں رکھ کر میرے کان کے قریب چنگ خوب زور سے بجانا اور کسی کے منع کرنے سے ہرگز نہ رکنا۔ جب قوال یہ وصیت بجا لایا تو سب حاضرین میں

بے حد ذوق و شوق کی کیفیت پیدا ہوئی۔

حضرت فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اور باوا صاحبؒ پاک پتن شریف کے عرس پر اکٹھے گئے تھے۔ جب بہشتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا تو باوا صاحبؒ نے کہا پیر صاحب! دیکھنا جب بہشتی دروازہ کھلے گا تو حضرت گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا چنانچہ میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ حضرت نے ۱۳۲۶ھ ہجری (۱۹۰۸ء) میں دروازہ کھلنے سے پہلے ایک مجمع کے سامنے یہ راز ظاہر فرمایا۔ چنانچہ بے شمار لوگوں نے جن میں نواب محمد حیات صاحب قریشی اور حضرت شیخ الجامعہ صاحب بھی شامل تھے) اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس قول کی تصدیق کی۔ اس روز حضرت نے کلس کے گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی ہے۔

ایک سال باوا صاحب پاکپتن شریف کے عرس پر دیوان صاحب کی حسب فرمائش اُن کے لئے ایک قیمتی چیز تحفتہً لئے جا رہے تھے۔ اثنائے سفر میں ایک سیّد زادہ صاحب مصِر ہوئے کہ مجھے دے دیں۔ انہوں نے عذر کیا کہ دیوان صاحب نے یہ چیز منگوائی ہے۔ وہ حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں میں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اگر دیوان صاحب حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ہوں۔ یہ سُن کر باوا صاحبؒ تڑپ گئے اور وہ چیز اسی وقت ان کے حوالے کر دی۔ پاک پتن شریف پہنچے تو دیوان صاحب سخت ناراض ہوئے۔ رات کو خواب میں حضرت گنج شکرؒ نے حکم دیا کہ باوا صاحبؒ سے معافی مانگو۔ انہوں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔

ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ بذریعہ ریل گاڑی سفر سے واپس آ رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ صبح سویرے جب کلیام شریف نزدیک آیا تو فرمایا اِدھر کی کھڑکیاں کھول دو کہ باوا افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ سے عشقِ الٰہی کی ہوائیں چلتی ہیں۔

پنجہ ضلع شاہ پور کے مشہور عالم اور قاری جناب قاضی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں چھاؤنی راولپنڈی میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ باوا صاحب کے ایک مُرید مولوی صاحب انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ کی زیارت کو گئے اور واپس آ کر باوا جی سے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اپنے بدعتی پیر کو ہمارا اسلام کہنا۔ یہ سن کر باوا صاحبؒ کو بڑی کیفیت ہوئی اور عرصہ تک اس پر وجد کرتے رہے۔

باوا صاحب پر توحید اور ربوبیت کا ایسا غلبہ تھا کہ غیر مسلموں تک سے نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کے لئے دُعائے خیر فرماتے تھے۔ کلر کا ایک ہندو زرگر آپؒ کا مُرید تھا۔ اس نے یہ کہہ کر بمع اہل و عیال مُسلمان ہونا چاہا کہ قیامت کے دن بھی آپ کے دامن سے وابستہ رہیں۔ فرمایا۔ ”میں نے تمہیں مُسلمان کر لیا۔ قیامت کے روز اگر میں کسی قابل ہوا تو تمہیں پہچان لوں گا۔“

اس میں شک نہیں کہ یہ امور علم ظاہر کی دسترس سے باہر ہیں اور کسی اور ہی عالم کی خبر دیتے ہیں۔ علاوہ ازاں یہ شرع شریف میں حجت بھی نہیں کہ ان کا تعاقب کیا جائے۔ تاہم جب اس قسم کی باتیں حضرت قبلہ عالم گولڑوی، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی یا حضرت مولٰنا جلال الدّین رومی جیسے بلند پایہ بزرگان اور

Marfat.com
Marfat.com

عاملانِ شریعت کی زبان اور قلم سے نکل جاتی ہیں تو دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی ہیں۔ "نفحات الانس" میں حضرت معشوق طوسی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مذکور ہے کہ ان سے نماز چھوٹ گئی تھی۔ علمائے وقت کے اصرار پر آپ نے نماز شروع کی اِیَّاکَ نَعۡبُدُ تک پہنچنے پر ہر بُن مُو سے خون جاری ہو گیا۔ فرمانے لگے اب تو مجھے معذور سمجھو گے۔

بعض کتابوں میں ایک مجذوب کے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ وہ بھاڑ جھونکتے تھے۔ ایک سالک راہ بہ تعمیل ارشادِ باطنی ان سے یہ دریافت کرنے گئے کہ اللہ تعالے سے کیا مانگوں؟ فرمایا، کل آنا۔ اگلے روز جب وہ پہنچے تو بھٹیارن نے افسوس کے ساتھ بتایا کہ بے چارا جاسوسی کے الزام میں قتل کر دیا گیا ہے اور لاش کے ٹکڑے فلاں جنگل میں پھنکوا دیئے گئے ہیں کہ جانور کھالیں۔ یہ وہاں پہنچے اور کہا "واہ صاحب! خوب ایفائے وعدہ کیا!" آواز آئی کہ "میاں! یہی تو تمہارے سوال کا جواب ہے۔ سرکار کا ہمارے حال پر بڑا کرم تھا۔ مگر عمر بھر ہم سے بھاڑ جھنکوایا۔ بھوکا پیاسا رکھا۔ نماز روزہ اور ارکان اسلام سے محروم رہے اور اب یہ حال کیا جو دیکھ رہے ہو پس اس سے درد اور عشق نہ مانگنا اور جو چاہو مانگ لو۔"

دی شب زسر صدق و صفائے دل من
در میکدہ آں رُوح فزائے دلِ من

جامے بمن آورد کہ بستان و بنوش
گفتم نخورم۔ گفت۔ برائے دلِ من

شرائع سابقہ میں اس کی نظیر حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات میں موجود ہے۔ لیکن آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں

بسلامتی عقل وحواس ایسے قطعی خلافِ شرع امور کے ارتکاب کے لئے کوئی جوازِ شرعی نہیں۔ تاہم بعض مستانِ بادۂ توحید اہلِ جذب و سُکر سے ایسے واقعات کا ظہور ایک امرِ واقع ہے جن کا ثبوت کتبِ سیرت میں بکثرت ملتا ہے۔ ہاں اصلی اور بناوٹی مجذوب کے درمیان امتیاز نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے عوام کے حق میں اربابِ ارشاد و اصحابِ صحو و تمکین ہی کی صحبت مفید ہو سکتی ہے ورنہ غلط فہمی اور غلط روی کا سخت اندیشہ ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ احمد صاحبؒ میروی (وصال ۱۹۱۲ء)

حضرت خواجہ احمد صاحب میروی (وصال محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء) حضرت خواجہ سُلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپؒ کا اصلی وطن بلوچستان تھا۔ تجرّد کی زندگی بسر فرمائی۔ زُہد و اتقا میں سلف صالحین کا صحیح نمونہ اور وسیع حلقۂ ارشاد کے مالک تھے۔ خلفاء کی تعداد چالیس کے قریب بتائی جاتی ہے آپ کے بعد حضرت فقیر احمد صاحب ثانی سجادہ نشین ہوئے اور موجودہ جانشین جناب فقیر عبداللہ صاحب ہیں۔

حضرت خواجہ احمد صاحب میروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے حضرت صاحبؒ کے ساتھ ارتباط تھا۔ باہم آمد و رفت اور خط و کتابت بھی تھی۔ حضرت کے اثنائے گفتگو میں آپ کو بڑے پیارے انداز میں "لالو" کہہ کر بُلاتے، جو بزبان پنجابی بھائی کے مترادف ہے۔ ایک دو مرتبہ گولڑہ شریف بھی تشریف لائے۔ قاضی عطاء الرسول صاحب سکنہ بدھو بیان کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب بابوجی مدظلہ العالی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے جو اس وقت کم سن تھے اور صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ صرف قاری عبدالرحمٰن صاحب جونپوری کے درس میں

Marfat.com
Marfat.com

بابوجی سے قرأت سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں بازو سے پکڑ کر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے پاس لے گئے اور فرمایا "لالوجی! توجہ فرمایئے کہ یہ کچھ ہو جائے۔" حضرت نے فرمایا۔ آپ دعا کریں کہ یہ کچھ نہ ہو۔ اس پر خواجہ صاحب ہاتھ ہلا ہلا کر منع کرنے لگے کہ "نہیں لالو نہیں۔ ایسا نہ کہیئے۔ دعا کیجئے کہ یہ بہت کچھ ہو۔ بہت اچھا ہو۔" آپؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر کچھ نہ ہو گا تو بہت کچھ ہو گا۔ کیونکہ اس کوچہ میں کچھ نہ ہونا ہی سب کچھ ہونا ہے ؎

تو مباش اصلا کمال ایں است و بس

رو درو گم شو وصال این است و بس

پھر دونوں حضرات نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں ان کے حق میں دعا فرمائی جس نے قبولیت کا امتزاج ایک عالم پر آشکارا ہے۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قادیانی معرکہ لاہور کے بعد حضرت خواجہ صاحب میرویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرزا قادیانی حضرت پیر صاحبؒ گولڑہ شریف کے روبرو آجاتا تو پیر صاحبؒ اپنی کرامت کے زور سے اس خناس کو جو گوناگوں وساوس کا باعث ہو رہا ہے زمین کے اندر دھنسا دیتے۔

۳۔ حضرت مولوی اکبر علی صاحبؒ میانوالی (وصال ۱۹۵۶ء)

حضرت مولوی اکبر علی صاحب خطیب میانوالی (وصال ۲۷ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء) حضرت خواجہ احمد صاحب میروی کے اعاظم خلفاء میں سے تھے اور ہمارے حضرتؒ کے ساتھ ان کا گہرا روحانی رابطہ تھا۔ مستند عالم تھے۔ تصوف، کشف اور روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ چودھری اورنگزیب صاحب ڈپٹی کمشنر سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے دامن گرفتہ ہیں۔ ان کے

خصوصی تعلقات تھے اور اُن سے بعض اوقات خاص اسرار کی باتیں بھی بیان فرما دیتے۔ مثلاً یہ کہ آج سبق کے دوران فلاں بزرگ کی روح تشریف فرما ہوئی گولڑہ شریف عُرس کے موقع پر بھی کبھی کبھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عرس کی مجلس ختم ہوئی تو چودھری صاحب سے فرمایا کہ آج رُوحانی مجلس میں آواز بلند ہوئی کہ غوث کی عُمر ایک برس اور بڑھادی گئی ہے۔ چنانچہ پورے ایک سال بعد حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی غلام جیلانی صاحب اب میانوالی کے خطیب اور اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر متمکن ہیں۔

۳۔ حضرت خواجہ امیر احمد صاحبؒ بسالوی (وصال ۱۹۲۹ء)

حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالویؒ (وصال ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ ۱۹۲۹ء) حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز تھے۔ کچھ عرصہ تک ان کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمود صاحب کے پاس امامت کی خدمت پر سرفراز رہے۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب موصوف کے ہمرکاب گولڑہ شریف آئے تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی مجلس میں صفِ نعال میں بیٹھ گئے حضرتؒ کی دریافت پر بتایا گیا کہ حضرت صاحبزادہ محمود صاحب کے ہمراہیوں میں سے ہیں۔ فرمایا اس شخص سے اللہ اللہ کی خوشبو آرہی ہے۔ بعد میں جب بسال شریف میں آکر مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو اکثر گولڑہ شریف آمد و رفت رہی دربارِ عالیہ گولڑہ شریف کے موجودہ امام مسجد مولوی اللہ بخش صاحب کچھ عرصہ بسال شریف میں ان کے پاس بھی امامت اور تدریس پر قیام پذیر رہے انہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ سے اجازت لے کر آپ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ صاحب کشف و کرامات اور صاحب ارشاد بزرگ تھے

جنڈ کے سادات کا ایک گھرانہ ان کی تعلیم اور توجّہ سے راہ راست سے ہمکنار ہوا، حالانکہ ان لوگوں کی اہلسنت والجماعت کے ساتھ دشمنی اور اصحاب کرام کی شان میں علانیہ تبرا بازی اس نواح میں مشہور ہو چکی تھی ان میں سے سید محبوب شاہ صاحب نے حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں منسلک ہو کر علم دین حاصل کیا اور اہلسنت والجماعت کی تبلیغ کو اپنا شعار بنا لیا۔

حضرت صاحب بسالویؒ کا حلقہ ارشاد پشاور سے بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے اور ملک کے اندر متعدد خلفاء ان کے انوار ہدایت پھیلانے میں سرگرم ہیں سلیمان آباد (بسال شریف) میں ان کے جانشین جناب میاں محمد صاحب اس وقت سجادہ نشین ہیں، کثرت مراقبہ اور شغل کے باعث حضرت اعلیٰ بسالویؒ آخر عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے وصال پر پنگھوڑے میں بیٹھ کر گولڑہ شریف کا سفر اختیار فرمایا اور وصال کے بعد اگلی ہی رات مزار شریف پر حاضری دی۔ مزار شریف کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکراتے تھے۔

۴۔ حضرت سلطان نور احمد صاحبؒ دربار سلطان العارفین باہوؒ

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے حضرتؒ کے تعلق اور روحانی نسبت کے متعلق ایک روایت ہے کہ سلطان صاحب موصوف نے ایک سید زادہ کو ان کے سوال پر ایک گھوڑا عطا کرنا قبول فرمایا ان شاہ صاحب نے اصطبل میں حضرت موصوف کی ذاتی سواری کے بیش قیمت

Marfat.com
Marfat.com

گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اگر لیا تو یہ گھوڑا لوں گا۔ چونکہ سُلطان صاحب سید کا سوال ردّ فرمانا نہیں چاہتے تھے اس لئے آپ نے وہی گھوڑا اُن کو دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد ہی سید صاحب سیال شریف کے عرس میں ہمارے حضرتؒ کی جلو میں اژدہام خلق دیکھ کر سوال کے ارادہ سے لپک کر آپؒ کی طرف آئے آپؒ نے اُن کے سوال سے پہلے ہی کچھ رقم جیب سے نکال کر حوالے کی اور سُلطان صاحب کے گھوڑے کا ذکر فرما کر بطور تنبیہ فرمایا کہ سیادت اعلٰے اشرف ہے اسے حقیر دنیا کے لئے استعمال کرنا زیب نہیں دیتا۔ سید صاحب سخت متعجب ہوئے کہ انہیں کیسے معلوم ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا حضرت سُلطان باہُو صاحبؒ کے ساتھ جو رُوحانی تعلق تھا اس کے متعلق میرے والد مرحُوم یہ چشم دید واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ غلام رسول خان کھر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی دعوت پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کروڑ ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی فقیر محمد صاحب سکنہ بستی قاضیاں آپ کی مجلس میں حاضر ہُوئے۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت تعظیماً کھڑے ہو گئے اور معانقہ فرمایا۔ چونکہ قاضی صاحب موصوف حکمت کا کام کرتے تھے اور اس نواح میں کسی غیر معمولی حیثیت یا شہرت کے مالک نہیں سمجھے جاتے تھے اس لئے حاضرین کو اس بات پر تعجّب ہوا چنانچہ ایک ذی وجاہت آدمی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اس علاقہ کے ایک طبیب ہیں اس پر آپؒ نے قدرے جوش کے لہجے میں فرمایا کہ "میں طبیب وغیرہ نہیں جانتا میں صرف اس قدر جانتا ہوں کہ یہ حضرت سُلطان العارفین (سُلطان باہو) رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں"۔ قاضی صاحب کو اس سے پہلے حضرت کے ساتھ کوئی تعارف حاصل نہیں تھا۔

۴۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ (وصال ۱۹۵۱ء)

حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ علی پوری (وصال ۱۹۳۹ء)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (وصال ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء) اور حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی (وصال ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء) علی پور شریف ضلع سیالکوٹ خاندان عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگان طریقت کی حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ساتھ راہ و رسم کی روایات موجود ہیں۔ ہمارے ایک برادر طریقت شیخ فضل قادر صاحب سکنہ علاقہ حضرو بیان کرتے تھے۔ کہ ۱۹۱۰ء میں یہ دونوں حضرات جناب بابوجی مدظلہ العالی کی شادی کی تقریب میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت کے وصال پر جناب پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ اور جناب حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ یکے بعد دیگرے فاتحہ خوانی اور زیارت مزار کے لئے گولڑہ شریف آئے تھے اور اول الذکر نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت موصوف قادیانی معرکہ لاہور میں ہمارے حضرت کے ناصرین و معاونین میں شامل تھے اور جلسہ شاہی مسجد میں تقریر بھی فرمائی تھی۔

دونوں حضرات نے خلافت حضرت باباجی خواجہ فقیر محمد صاحب فاروقی نقشبندی تیراہی، چورہ شریف ضلع کیمبل پور سے پائی تھی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ حسنی شیرازی اور حضرت حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ حسینی جعفری سید تھے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ برصغیر ہند و پاکستان کی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ آپ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ ساٹھ حج کیے۔

کیئے۔ ۱۹۰۰ء میں بمقام لاہور مرزا صاحب قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی اور انکار ہونے پر برسرِ عام مرزا کی موت کی پیشین گوئی کی جو ایک ہفتہ کے اندر صحیح ثابت ہوئی۔ حجاز ریلوے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، خلافت فنڈ، سمرنا فنڈ، انگورہ فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا۔ تحریک ہجرت کی مخالفت کی۔ آگرہ میں آریوں نے فتنۂ ارتداد کھڑا کیا تو آٹھ اضلاع میں تبلیغ کروائی بے شمار مساجد تعمیر کروائیں اور درس جاری کروائے۔ علمائے اہلسنت اور ان کی جمعیتوں اور کانفرنسوں کی جا بجا رہنمائی فرمائی۔

شیعہ اور غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے کیئے اور کروائے اور کتابیں تالیف کروائیں آپ خلفاء اور مریدین کا ایک بڑا سلسلہ چھوڑ گئے ہیں جو خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔

حضرت قبلہ حافظ صاحب نسبتاً ایک گوشہ نشین بزرگ تھے جن کی زیادہ تر توجہ باطنی تزکیۂ نفس اور ذکر و اذکار پر مبذول رہی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۵۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری (۱۸۶۴ء تا ۱۹۲۹ء)

کتاب "خزینۂ معرفت" "تذکرہ مشائخ نقشبندیہ" میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پشاور سے واپسی پر گولڑہ شریف اُتر کر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحبؒ کے عُرس پر باہم ملاقاتوں کی بھی روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ شیخ فضل قادر صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری، حضرت بابا صاحب کے مزار شریف کے قریب تشریف فرما تھے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ تشریف لائے تو میاں صاحب تعظیماً اُٹھ کھڑے

ہوئے۔ حضرتؒ کے فرمانے پر کہ آپ یہ تکلیف نہ کیا کریں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں تو یہاں حضرت باباصاحب کی زیارت کے علاوہ آپؒ کی ملاقات کی غرض سے بھی حاضر ہوتا ہوں۔ آپ اپنے زمانہ میں خاندان عالیشان نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ معصومیہ کے ایک شیخ حضرت خواجہ امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تھی جن کا آستانہ کوٹلہ پنجوبیگ نزد چوہڑ کانہ ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ طریقت کے ایک بڑے شیخ۔ شریعت کے علمبردار اور سنت نبویؐ کی پیروی پر انتہائی تاکید فرمانے والے بزرگ تھے آپؒ کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپؒ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، اور ۱۹۵۷ء میں اُن کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادگان جناب میاں غلام احمد اور جناب میاں جمیل احمد صاحبان سجادگان سے، طریقت اور شریعت کا یہ مقدس سلسلۂ سلوک شرقپور میں اور دیگر خلفائے کرام کے ذریعے پاکستان میں جاری وساری ہے۔ آپ کے خلفائے کرام میں سے حضرت سید اسماعیل صاحب کرماں والے سابق ضلع ساہیوال اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ بیربل ضلع سرگودھا کے کمالات علم و فقر کا کافی چرچا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مخلص مولوی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے سوال کیا کہ کلمہ طیبہ میں لفظ "لا" غیر اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی؟ عرض کیا غیر اللہ کی نفی کی جاتی ہے فرمایا۔ پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے کیا معنی ہوئے کہ جب اَللّٰہ اَللّٰہ کا ذکر کرتے تھے تو کسی نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کیوں نہیں کہتے تو نعرہ مار کر فرمایا کہ اس خوف سے کہ مبادا "لا" کہنے پر ہی میری زبان بند ہو جائے اور دم نکل جائے۔

ہمارے حضرتؒ نے بھی ایک سفر میں اسی قسم کے سوال پر فرمایا تھا کہ درویش کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ہوتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کا نام لینے میں "لا اِلٰہ اِلّا" کے الفاظ کی تاخیر برداشت نہیں کر سکتا اور جدائی کے اس لمحہ بھر کو بھی گھٹا دینا چاہتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کو وصال کے وقت کلمۂ طیبّہ کی تلقین کی گئی تھی جس پر فرمایا کہ جب غیر ہے ہی نہیں تو نفی کس کی کروں! اور حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ العزیز نے بھی آخری وقت میں یہ شعر کہا تھا ؎

غبارِ خاطرِ عشاق مدعا طلبی ست
بجلوتے کہ منم یادِ دوست بے ادبی ست

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۶۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحبؒ ڈفرہ (وصال ۱۹۵۴ء)

حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب قادری المعروف حضرت صاحب ڈفرہ والے رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۳۷۴ھ۔ نومبر ۱۹۵۴ء) جن کا مزار زراعت فارم راولپنڈی مری روڈ کے پاس ہے، ہمارے حضرتؒ کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اور آپ سے اکتسابِ فیض بھی فرمایا۔ عالمِ طفولیت سے ادھیڑ عُمر تک ممالکِ اسلامیہ میں سیر و سیاحت کر کے اولیاء اللہ مشہورین و مستورین اور سابقہ بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا۔ گولڑہ شریف میں اپنی پہلی حاضری کے متعلق ملک غلام فرید خان ٹوانہ سے بیان فرمایا کہ میں بچپن میں گولڑہ شریف جا رہا تھا۔ راستہ میں کچھ سوار آتے ہوئے نظر آئے اور میں اس ڈر سے ایک کھڈ میں چھپ گیا کہ شاید کسی پولیس افسر کی سواری آ رہی ہے لیکن ایک

Marfat.com
Marfat.com

سوار اپنا راستہ چھوڑ کر میرے پاس آ گیا جس کی دریافت پر میں نے بتایا کہ پیر صاحبؒ کی زیارت کے لئے گولڑہ شریف جا رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ سوار خود حضرت قبلۂ عالم پیر صاحبؒ ہی تھے۔ آپؒ نے بڑی مہربانی سے رات لنگر میں ٹھہرایا اور صبح کئی وظائف عطا فرمائے۔ حزب البحر پڑھنے کا طریقہ بتایا اور اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

ملک غلام فرید خان صاحب سے یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا جب میں نے راولپنڈی میں سکونت اختیار کر لی تھی تو ایک دفعہ تریاق دماغ کی ایک مجرب معجون تیار کر رہا تھا کہ ایک رات حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے خواب میں فرمایا کہ اس معجون میں ہمارا حصہ بھی رکھیں۔ چنانچہ جب تیار ہو گئی تو میں نے کچھ حضرت کی خدمت میں پہنچا دی۔ پھر فرمایا کہ دوران سیاحت بعض اوقات پہاڑوں کی جڑی بوٹیاں اپنی تاثیر سے مجھے خود آگاہ کر دیتی تھیں اور میں انہیں استعمال میں لے آتا تھا۔

خواجہ صاحب مختلف امراض کے لئے شوقیہ طور پر ادویات تیار کرتے رہتے تھے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا کرتی تھیں۔ اس چیز کو آپ نے خدمتِ خلق کا ظاہری سبب بنایا ہوا تھا۔

اُن کے ایک مُرید قاضی عزیز الرحمٰن صاحب سکنہ قاضیاں علاقہ گوجر خان انسپکٹر مدارس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ، جو کشف قبور کا ملکہ رکھتے تھے، ایک مرتبہ سیال شریف حاضر ہوا۔ جب روضہ شریف سے باہر آئے تو اِن مولوی صاحب نے بتایا کہ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری بیعت کے متعلق دریافت فرمایا تھا کہ کہاں ہے۔ جب میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو معاً ایک بزرگ ہوا میں دو زانو بیٹھے ہوئے آ گئے اور حضرت کے پاس

جا بیٹھے اور مولوی صاحب نے اس بزرگ کا حلیہ اور وضع قطع، لباس اور طریقہ نشست بعینہ وہی بیان کیا جو حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں کا تھا۔

ملک محمد نواز نوشہروی کا بیان ہے کہ کوہ مری میں ایک شخص نے اُن کے سامنے حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ آپؒ نے پوچھا۔ پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے۔ کہا پیر صاحب گولڑہ شریف سے بیعت تھی مگر اُن کا وصال ہوگیا ہے۔ خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا۔ "او بے نصیب تُو نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو مُردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ و شان کے اولیاء اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں"۔

۷۔ حضرت حافظ عبدالکریم صاحبؒ عیدگاہ شریف راولپنڈی

حضرت حافظ عبدالکریم صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت باباجی فقیر محمد صاحب تیراہی چورہ شریف کے خلیفہ تھے۔ حزب البحر کا وظیفہ ہمارے حضرتؒ سے حاصل کیا تھا۔ جس کی روایت مولوی عبداللہ صاحب کنجاہی آپ کی زبانی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک اجنبی بزرگ کی رہنمائی میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ سے کہا کہ اسے حزب البحر کی اجازت دیجئے اور اس کا طریقہ بھی سمجھا دیجئے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے۔ اگلے روز حضرت نے اجازت دی اور طریقہ ورد عطا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ بزرگ خود خضر علیہ السلام تھے۔

۸۔ حضرت مخدوم صدرُ الدین شاہ صاحب گیلانی ملتان

ہمارے حضرتؒ کے ساتھ ملتان کے مشہور پیر طریقت حضرت مخدوم صدرالدین شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین دربار حضرت سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید (رحمۃ اللہ علیہما) کی دوستی عقیدت کی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت کا پاک پتن شریف کا سفر عموماً ملتان کی راہ سے ہوتا اور ہر سال باہم ملاقات رہتی۔ اختلافی مسائل میں مخدوم صاحبؒ کا مدار آپؒ ہی کے مسلک پر ہوا کرتا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق لفظ بشر اور حاضر ناظر کے مسائل پر ان کے استفتار کے جواب میں حضرت کا ایک مکتوب گرامی باب "مکتوبات" میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم صاحبؒ کو ملتان اور نواحی اضلاع میں روحانی قیادت اور عظمت عطا فرما رکھی تھی۔ قطع نظر اس تقدس اور احترام کے جو اس آستانہ عالیہ قادریہ کو حاصل ہے اور جس کی وجہ سے اس کا نام دربار پیران پیر پڑ گیا ہے اور اس کے دو قریبی شہر پناہ کے دروازوں کو بھی وہ صدیوں سے "پاک دروازہ" اور "حرم دروازہ" کہتے چلے آرہے ہیں خود حضرت مخدوم صاحب کی ذات کے ساتھ عوامی عقیدت کا یہ حال تھا کہ جب ۱۹۲۴ء میں آپ فریضہ حج سے واپس آئے تو اس خطے کے لوگوں نے ایسا شاندار استقبال کیا کہ ملتان میں شاید کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ جب ریلوے اسٹیشن کے وسیع اور طویل پلیٹ فارموں پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو لوگ لائن کے کنارے دونوں طرف پھیلتے گئے اور یہ قطاریں سگنل کے قریب تک چلی گئیں۔ بہت پہلے جب ایک دفعہ ملتان میں ہندو مسلم فساد کا خطرہ پیدا ہوا اور بازار بند ہو گئے تو یہ سن کر مخدوم صاحب خود سوار ہو کر آرہے ہیں۔ دکاندار، کیا ہندو، کیا مسلمان خود بخود

دوکانیں کھول کر بیٹھ گئے۔

۹۔ حضرت مخدوم اللہ بخش صاحبؒ گیلانی ملتان

حضرت مخدوم اللہ بخش صاحبؒ گیلانی بھی حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید کی اولاد سے ہیں۔ دربار پیران پیر ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حضرت ممدوح کے بڑے صاحبزادے کی اولاد سے بیان ہوتے ہیں جن کو اپنے والد کی املاک تفویض ہوئی تھی اور چھوٹے بھائی کے حصہ میں آپ کا سجادہ طریقت آیا تھا۔ گولڑہ شریف حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرمایا اور حضرتؒ نے انہیں تخلیہ میں بٹھا کر کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔

۱۰۔ حضرت سیّد غلام عبّاس سجادہ نشین مکھڈ شریف

مکھڈ شریف کے خاندان قادریہ کے مشہور سجادہ نشین حضرت غلام عباس شاہؒ صاحب حسنی جیلانی کے دو خطوط دربار عالیہ گولڑہ شریف میں محفوظ ہیں جو حضرت کے ساتھ ان کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک پر ۳ مئی ۱۹۱۲ء کی تاریخ ہے۔ اس میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو شیعہ سُنی مناظرہ موضع جنڈ ضلع کیمبل پور میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴ اساڑھ کو وہاں شیعہ اور اہلسنت جماعت کے درمیان خلافت کے موضوع پر بحث ہونے والی ہے۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولوی سلطان محمود گنجوی مدرس ڈیرہ غازی خان ہیں۔ اور شیعہ صاحبان کی طرف سے مخدوم صاحب بلوٹ والے مہتمم ہیں۔ نیاز مند کو بھی اہل سُنّت کی طرف سے مجبور کیا

کیا جا رہا ہے کہ اس بحث میں شریک ہوں۔ فقیر چاہتا ہے کہ جناب والا بھی شریک ہوں اور سب اہلِ سُنت کی رائے بھی یہی ہے لیکن اس خط وکتابت کا علم محض فقیر تک محدود ہے"۔ دوسرے خط میں جو ۲ مئی ۱۹۱۲ئہ کا ہے۔ فرماتے ہیں :-

نوازش نامہ نے فخر ومباہات بخشی ..... امید ہے کہ جناب توجہ تام کو مبذول فرمائے رکھیں گے۔ فقیر نہایت ہی جناب کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے جو کہ آپ نے اپنی خوبی شفقت سے بندہ کو ان امورات سے آگاہ فرمایا جو فقیر کے لئے مناسب امور تھے .....

یہ امر ہویدا ہے کہ آج کل مسلمانوں کی جو نازک حالت ہے وہ ہرگز اس امر کے قابل نہیں کہ خانہ جنگیاں شروع رہیں مگر آفرینش سے انسان طینت سے ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی عمر کا ایک حصّہ انہی کاموں میں گزارنا چاہتا ہے۔ معرکہ شیعہ کے خیال حضور پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ العزیز کے حق میں بہت ہی بڑا اثر پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ گویا آپ کے جدّ کی برکت ہے کہ کسی کو اس ملک میں حضور کی نسبت گفتگو کا موقع نہیں ملتا۔ اور نہ انشاءاللہ نہ ملے گا۔ مگر تاہم احتیاط امر لابدی ہے۔ مولوی صاحب (سلطان محمود گنجوی) کے خط سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب سید جماعت علی شاہ صاحب بھی شریک ہوں گے۔ فقیر کا ارادہ اس صورت میں جانے کا ہو سکتا ہے۔ جب جناب بھی تشریف لاویں مخدوم بلوٹ والوں کی طرف سے بڑی کوشش ہو رہی ہے یہ امر

لابدی ہے کہ اگر بندہ یا حضور اس موقعہ پر حاضر نہ ہوئے تو دین اللہ
کی کمزوری کے ماسوا دشمنانِ دین . . . . سے ایک محل طعنہ کا
ضرور ہوگا۔ فقیر نے ابھی تک بغیر جناب کوئی پختہ رائے اپنے کسی
استفسار کنندہ کے آگے ظاہر نہیں کی۔ جیسے رائے ہو اس سے
آگاہ فرمایا۔ دوئم امر اگر یہ خیال بھی کیا جاوے کہ ہمارے منصب
اس امر کے متقاضی ہیں کہ کسی شخص کا دل رنجیدہ نہ کریں لیکن بعض
گروہ ایسے ہیں کہ وہ کسی حال میں شکر گزار نہیں رہ سکتے مزید
خیال فرما کر اور ساری وجوہات پر نظر ڈال کر اپنی رائے مبارک سے
سرفراز فرمادیں گے کہ اسی کے مطابق طرزِ عمل رہے۔"

اس مضمون سے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے جواب کی منشاء پر
واضح اشارات ملتے ہیں کہ حضورؒ ان فرقہ وارانہ مناظرات کو پسند نہیں کرتے
تھے۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پیر صاحب مکھڈ شریف کے
اصرار اور حالات کے تقاضوں کو مدِنظر رکھ کر بالآخر شمولیت پر آمادگی کا اظہار فرما
دیا تھا کیونکہ حسبِ روایات جب حکومت نے اس مناظرہ کی ممانعت کر دی تو
آپؒ نے فرمایا ؎

مُراداں من دیاں من وِچ رہیاں

شیعاں نوں من دیاں باتاں نہ کہیاں

حضرت بابوجی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ انہی ایام میں جب کہ جنڈ میں مناظرہ
کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں ایک سید محمد عالم شاہ نامی جو کبھی کبھی حضرت قبلۂ عالم
قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور شیعہ خیالات رکھتے۔ آپؒ کی خدمت
میں آئے اور عین اس وقت جب کہ ہم سبق پڑھ رہے تھے حاضر ہو کر باتوں

باتوں میں یہ سوال کیا کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کے خلاف شیعہ علماء یہ
دلیل پیش کرتے ہیں۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ
اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (البقرۃ ۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور جس وقت آزمائش فرمائی ابراہیمؑ کی اُس کے پروردگار نے
ساتھ کئی باتوں کے۔ پس پُورا کیا (ابراہیمؑ نے) اُن کو۔ فرمایا (اللہ تعالےٰ
نے) بے شک میں تجھے انسانوں کے لئے امام بنانے والا ہوں۔ عرض
کیا اور میری اولاد سے بھی۔ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔)
پس معلوم ہوا کہ ظالم عہدِ امامت کے لائق نہیں اور قرآن مجید نے شرک
کو ظلم عظیم فرمایا ہے (اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ) اور اصحابِ ثلاثہؓ اسلام لانے
سے پہلے مذہب بُت پرستی پر تھے۔ حضرتؒ یہ سُن کر مسکرائے اور فرمایا کہ شاہ جی!
جو لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں انہیں شاید "ایساغوجی"[1] بھی نہیں آتی۔
انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ قضیہ مشروطہ عامہ ہے جس میں موضوع پر حکم تا وقت
وصف ہوتا ہے۔ لہٰذا جب تک وصف ظلم رہے گا حکم رہے گا۔ "والاخلا" شاہ
صاحب یہ سُن کر حیران رہ گئے اور واپس جا کر شیعہ عُلماء سے ذکر کیا اور یہ بھی
جا کر کہا کہ اگر یہ شخص مناظرہ میں شریک ہوا تو تمہاری خیر نہیں۔ بابوجی فرماتے ہیں
کہ یہ مناظرہ بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی ہو گیا تھا۔
تعجب ہے کہ جن لوگوں نے اس مناظرۂ ہند کی تحریک کی تھی اور شیعہ
حضرات کے قائد تھے۔ وہ اپنا شجرۂ نسب حضرت سیّدنا میراں محمد شاہ موج دریا

[1] "ایساغوجی" علم منطق کے ایک ابتدائی رسالہ کا نام ہے۔ (فیض)

بخاری (لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۰ تا ۱۰۱۳ ہجری) تک پہنچاتے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے متعلق تاریخ مشائخ لاہور اور کئی دیگر معتبر کتب میں یہ واقع درج ہے کہ کسی شیعہ نے آنجناب کے اہلسنّت والجماعت ہونے پر طعن کیا تھا کہ "کاٹھ دی گنّی نہیں اور سیّد سُنّی نہیں"۔ اور آپؒ نے اس تحدّی کو قبول فرما کر "کاٹھ دی گنّی" (لکڑی کی دیگچی) بنوائی اور شیعہ سنّی کے ایک بڑے مجمع کے اندر اس میں چاول پکوا کر کھلا دیئے تھے۔

۱۱۔ حضرت پیر قُطب شاہ صاحبؒ سندیلوی (وصال ۲۷-۱۹۲۶ء)

حضرت پیر سیّد قُطب شاہ صاحب قادری (سندیلہ شریف ضلع لائلپور) (وصال ۲۷-۱۹۲۶ء) بھی ہمارے حضرت کے ساتھ تعارف اور عقیدت رکھتے تھے۔ جس سال حضرتؒ نے اس علاقے کے مخلصین کی درخواست پر لغبادر علاقہ تلمبہ اور حضرت صُوفی علی حیدر شاہ صاحبؒ کے مزار قاضی غالب کا سفر فرمایا تھا تو جناب پیر قُطب شاہ صاحبؒ کی دعوت پر سندیلیانوالی میں بھی ان کے یہاں ایک روز مقام فرمایا تھا۔ ان کے دو مشہور خلفاء حضرت مولوی شیر محمد صاحب فتح پور (ضلع ساہیوال) اور حضرت میاں اللہ یار صاحب کملانہ (ضلع جھنگ) سے اِن علاقہ جات کے اکثر لوگوں کی عقیدت وابستہ ہے۔ ایک کتاب بعنوان "اسرار معرفت" اور ایک رسالہ "حیات النبیؐ" حضرت پیر قُطب شاہ صاحبؒ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ شاہ صاحب قبلہ کے سلسلہ کے ایک درویش جناب سائیں غلام محمد صاحب کے ملفوظات مطبوعہ میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہ کا کافی تذکرہ ملتا ہے اگرچہ بعض روایات کی نسبت حضرتؒ کی طرف درست معلوم نہیں ہوتی۔

۱۲۔ حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب باغدرہ حسن ابدال

حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب سابق باغ درہ حال سالک آباد علاقہ حسن ابدال موہڑہ شریف والوں کے خلیفہ اور خاندان نقشبندیہ میں ایک بڑے حلقے کے پیشوا ہیں۔ انہیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عقیدت رہی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے متعلق ایک سائل کی دریافت پر فرمایا" ہر شخص کو اپنے پیر کی تعریف کرنی چاہیئے لیکن سچی بات یہ ہے کہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف چاند ہیں اور باقی ستارے"

۱۳۔ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب چھوہرہ شریف ہری پور

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب قادری (چھوہرہ شریف ضلع ہزارہ) حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے ہم عصر تھے اور غالباً باہم ملاقات بھی تھی ان کے متوسلین میں سے کسی صاحب نے ایک رسالہ موسومہ" صلوٰۃ الرسول" شائع کیا ہے جس میں اُنہیں غوث اعظم کہا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف قدس سرہ نے انہیں ایک وظیفہ بتایا تھا جس کا مقصد حصُول مال و زر تھا مگر انہوں نے پڑھنے سے انکار کر دیا تھا جب یہ رسالہ نظر سے گذرا تو راقم الحروف نے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ محمود صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل خط ارسال کیا جس پر انہوں نے ازراہ نوازش اپنے صاحبزادے کو حضرت بابُوجی مدظلہ العالی کے پاس بھیج کر اپنی لاعلمی اور ان غیر واقعی تحریرات کی اشاعت پر معذرت کا اظہار فرمایا۔

نقل خط متعلق بعض اندراجات رسالہ صلوٰۃ الرسول

مکرمی واجب الاحترام جناب صاحبزادہ محمود صاحب زید مجدہم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از تحیات مسنونہ گزارش بخدمت عالیہ اینکہ کچھ روز ہوئے کتاب مجموعہ صلوٰت الرسول کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ابتدائے کتاب میں آپ کے حضرت علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات بھی کسی متوسل نے تحریر کردیئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں غوث اعظم ہونا تو ایک ایسا مقام ہے جسے حضور سرکار بغداد قدس سرہٗ کے بعد کسی کے لئے ثابت کرنا سوء ادبی ہے۔ فقط آنجناب کا ارادت مند ہونا وہ کمال ہے جس کے سامنے بڑے بڑے مدعیانِ فقر و ولایت کے کمالات ہیچ ہیں۔ جیسا کہ قصیدہ عالیہ غوثیہ سے واضح ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے ؎

سگِ درگاہِ جیلاں شو چوں خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی

بہر حال کسی متوسل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ کی تعریف و توصیف ایسے انداز میں کرے جس سے کسی دوسرے خدا رسیدہ و خدا رساں کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ کیونکہ جب فخر موجودات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کی ذات بابرکات نے اپنے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ لَا تُفَضِّلُونِی عَلٰی یُونُسَ ابْنِ مَتّٰی کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔ حالانکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔
اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ کہ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں جس کی تطبیق علمائے کرام نے بیان یہ فرمائی ہے کہ پہلے ارشاد سے آنجناب کی وہ فضیلت ہے جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی توہین کا پہلو نکلے تو پھر کسی اور انسان

کو ایسی مدح و ثنا، جس سے دوسروں کی تنقیص مترشح ہوتی ہے کہاں درست ہوگی۔

بندہ خاص طور پر آپ کی توجہ اس روایت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ دس پر موجود ہے جس میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ حضرت اقدس گولڑوی قدس سرہٗ نے حضرت صاحب چھوروی کو ایسا وظیفہ پڑھنے پر اصرار فرمایا تھا جس کا مقصد حصولِ مال و زر تھا۔ جس پر حضرت موصوف نے پڑھنے سے انکار فرما دیا۔ حالانکہ جن لوگوں کو حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کے مسلک سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ الرحمۃ کسی بھی مسلمان کے لئے کلام الٰہی اور وظائف و اوراد کا بغرضِ حصولِ مال و زر پڑھنا نہایت ہی معیوب فرماتے تھے۔ چنانچہ آنجناب کے ملفوظاتِ مطبوعہ کے متعدد مقامات اس امر کی بین دلیل ہیں۔ خصوصاً صفحہ ۱۵۲ پر عبارت ذیل ملاحظہ ہو۔

شیوۂ فقر محمدیؐ کفایت شعاری است و ترکِ تکلّف فرمود نداولئے اوراد و خوانِ وظائف و سُورِ قرآنی محض برائے حصولِ اغراضِ دُنیاوی کارِ خوب نیست، بلکہ نفاق است و ازیں سبب فائدہ حاصل نمے شود و ہمہ عمر ضائع مے شود کلام اللہ را محض برائے غرض ثواب و رضائے حق خواندہ شود و خود خدائے عزّ و جلّ مسبب الاسباب کارساز است۔ در حدیث آمدہ است (مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ) چہ طور تسلیم کردہ شود کہ بندہ

ہرگاہ بندۂ خدا باشد باز در ہمہ حالات مطمئن نا باشد۔ حافظ علیہ الرحمۃ
در دیوان مے فرمائید ؎

تو بندگی چوں گدایاں بشرطِ مزد مکن!
کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

پس جب آنجناب کے نزدیک کسی بھی مسلمان کا اوراد و وظائف
بغرض مال و زر پڑھنا نفاق ہے تو ایک ہستی کو جن کے متعلق کتاب
مذکور میں غوثیتِ عظمیٰ کا منصب اعلیٰ تک ثابت کیا گیا ہے۔ کس
طرح آنجناب ایسا وظیفہ پڑھنے پر اسرار فرما سکتے ہیں جس کا مقصد
ہی حصولِ مال و زر ہو۔

اُمید ہے آپ اس غلط روایت کے متعلق خود ہی کوئی مناسب
اقدام فرما کر ہم متوسلین درگاہ عالیہ گولڑہ شریف کو مطمئن فرمائیں گے
ورنہ مجبوراً ہمیں خود کسی قدم اُٹھانے پر معذور تصور فرمائیں گے۔

نیز اسی کتاب میں صفحہ ۱۶ پر ایک صاحبِ حال ستار بجانے
والے شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کے خلاف ایک مولوی صاحب
نے کفر کا فتویٰ صادر کیا ہوا تھا تنگ آکر صاحبِ حال ستار نواز
مذکور نے حضرت صاحب چھورہ وی اور آپ کے رفیقِ سفر ایک پیر
صاحب سے امرِ مذکور کی شکایت کی۔ جسے سن کر پیر صاحب نے
ستار بجانے والے کو اس فعل سے روکنا چاہا۔ مگر حضرت چھورہ وی
نے ایسا تصرف کیا کہ خود مولوی صاحب نے ستار بجانی شروع کر دی
بعینہٖ اسی واقعہ کو آپ کے متعلقین میں سے کسی شخص نے
ایک اخبار میں شائع کیا۔ اور پیر صاحب سے مراد حضرت اقدس

گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ذات لی گئی۔ حالانکہ یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح حضرت گولڑوی کے مسلک کے خلاف ہے۔ کیونکہ مشائخ چشت کے نزدیک سماع وغیرہ اہلِ حال کے لئے بالاتفاق درست ہے پھر آپ کس طرح ایک صاحبِ ذوق کو منع فرما سکتے تھے اور طُرفہ یہ ہے کہ روایت مذکورہ حضرت چھوروی کے مسلک کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی قادری سلسلہ کے بزرگ کے یہ شایانِ شان نہیں کہ وُہ تصرف کر کے کسی کو طریقۂ عالیہ قادریہ کے خلاف عمل پر یعنی ساز بجانے پر پابند کرے۔

اُمید ہے اِن شکوک کے جوابات سے مشرف فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

۱۴۔ حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدّث پیلی بھیت

حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدّث سورتی پیلی بھیتی ہمارے حضرتؒ کے ہم سبق اور ہم مشرب بزرگ تھے۔ سہارن پُور میں حضرت مولینا احمد علی صاحب محدّث کے درس میں حضرت کے ساتھ ان کے ہم درس ہونے کا ذکر ابتدائی ابواب میں گزر چکا ہے۔ وہاں اکثر دوسرے طلباء غیر مقلدانہ خیالات رکھتے تھے اور باہمی عقائد کی بحث میں اِن دونوں حضرات کا پلہ ہی ہمیشہ بھاری رہتا تھا۔ دسمبر ۱۹۱۲ء میں دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے اجلاس میں حضرتؒ کی تقریر کے بعد اِن کی تقریر کا وقت مقرر تھا منبر پر جا کر صرف ایک حدیث شریف پڑھی اور یہ کہہ کر اُتر آئے کہ حضرت پیر صاحب کی تقریر کے بعد منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی لیکن تعمیلِ امر میں ایک حدیث شریف پڑھ دی ہے۔ حضرت مولانا احمد رضا

خان صاحب بریلویؒ کا مولانا موصوف سے گہرا ربط تھا اور انہیں الاسد یعنی اہلسنّت والجماعت کا شیر فرمایا کرتے تھے۔

۱۵۔ حضرت سیّد لعل شاہ صاحب ونده شاه بلاول۔ اٹک

حضرت سید لعل شاہ صاحب نقشبندی (ونده شاه بلاول ضلع اٹک) قدوۃ السالکین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کے خلیفہ مجاز اور حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب مُوسیٰ زئی شریف کے پیر بھائی تھے۔ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا حضرت قبلۂ عالم کے متعلق رئیس الحجاج ہونے کا کشفی مشاہدہ باب چہارم میں گزر چکا ہے۔

۱۶۔ حضرت شاہ سُلیمان شاہ پھلواروی

پھلوارہ شریف صُوبہ بہار کے حضرت شاہ سُلیمان صاحب مشاہیر بزرگان ہند سے ہوئے ہیں۔ آپ گیلانی سید اور حضرت میراں شاہ قادر قمیضؒ کے دوسرے صاحبزادہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے ہمارے حضرتؒ کے یک جدی بھائی ہیں۔ حضرت قبلۂ عالم گولڑویؒ سے آپ کا تعلق اس اعلامیہ سے واضح ہوتا ہے جو حضرت کے وصال پر جناب سجادہ نشین صاحب پھلوارہ شریف نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو ارسال کیا تھا اور اُن کے رسالہ "منادی" جون ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ اس کی نقل یہاں دی جاتی ہے۔

تعزیت۔ پھلواری شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف کی فاتحہ"

گزشتہ جمعہ ۸ بجے صبح کو حضرت مولانا سید شاہ محی الدین صاحب

Marfat.com
Marfat.com

کا ایک تار بنام حضرت مولانا سید شاہ حسین میاں صاحب
سجادہ نشین کے پہنچا جس میں یہ منحوس اطلاع درج تھی کہ شیخ
المشائخ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ نے اس جہانِ فانی
سے رحلت فرمائی۔ اس خبر وحشت اثر کو سن کر حضرت سجادہ نشین صاحب
صاحب کے علاوہ خانقاہ شریف کا ہر شخص تصویر الم بن اور اس کی
خاص وجہ یہ ہے کہ حضرت قبلہ مولانا قاری سید شاہ سلیمان صاحبؒ
اور غفران مآب حضرت پیر صاحب کے درمیان باہمی گہری محبت تھی اور

حضرت شاہ صاحبؒ پھلواروی، حضرت پیر صاحبؒ کے علم و فضل
وسعتِ نظر، ان کے زہد و اتقا اور بالخصوص علمِ تصوف پر ان کے
غایت عبور کو اکثر اپنی مجلسوں میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ جامع
مسجد پھلواری شریف میں نمازِ جمعہ سے پہلے حضرت مولانا شاہ حسین
میاں صاحب سجادہ نشین مدظلہٗ نے پیر صاحبؒ کے اوصاف اور
اُن کی اسلامی خدمتوں کو بیان فرمایا۔ لوگوں نے فاتحہ پڑھی۔ پھر
بعد نماز بھی دُعائے خیر کی گئی۔ پھلواری شریف کے لوگوں کو اس
حادثہ کا رنج و الم ہوا۔ والسلام

♣

۱۷۔ حضرت سید سید علی شاہ صاحبؒ سہاوہ (وصال ۱۹۰۳ء)

حضرت سید سید علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین سہاوہ تحصیل، باغ ریاست پونچھ کو حضرت مولوی محمد فاضل صاحب چشتی سلیمانی (گڑھی افغاناں) سے خلافت حاصل تھی۔ لیکن آپ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرّہٗ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ متعدد بار ملاقات ہوئی اور خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین سید نظیر حسین شاہ صاحب کی بیعت ہمارے حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہ کے ساتھ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قبلۂ عالمؒ کے خادمِ خاص محمد خان برادرِ مولوی غلام محمد خان نذر بہ دار نے اپنے گاؤں دھیر کوٹ تحصیل باغ میں بیمار ہو کر وفات پائی تو حضرتؒ نے میرے دادا صاحب کو خط لکھا کہ محمد خان کی لاش وہاں امانت ہے اُسے نکلوا کر گولڑہ بھجوا دیں۔ چنانچہ اِس اِرشاد کی تعمیل کی گئی اور یہ نامۂ مبارک ہمارے یہاں بطورِ تبرک رکھا ہوا ہے۔ حضرت سید علی شاہ صاحب نے بحالتِ سجدہ وصال فرمایا۔ ان کے اِنتقال پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے جو تعزیت نامہ اِن کے فرزندوں کو لکھا تھا اُس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

سیادت و شرافت پناہ نیاز علی شاہ صاحب و مخدوم شاہ صاحب و فیروز شاہ صاحب سلامت باشند و علیکم السّلام و رحمۃ اللہ۔ امّا بعد از مُلاحظۂ خبرِ انتقال جنابِ شاہ صاحب

مرحوم و مغفور ہر چند تشتت و قلق عارضِ حال گردیدہ امّا الحمد للہ و منتہ، کہ بحالتِ اقرب الاوضاع شربتِ وصل چشیدند۔ بر ایں چنیں وضعِ انتقال بحق نمودن نعمتے است کہ اربابِ سعادتِ ازلیہ را مے بخشند۔ دردِ فراق و ہجر مقبولانِ حق مزید براں بحیثیّت ابوۃ و قومیّت حادثہ ایست جانکاہ و واقعہ ایست ہوش ربا امّا بجز استرجاع و اصطبار چارہ نہ۔

" باید کہ اھدار ثواب ختمات و صدقات روحِ مبارکِ اوشاں را مسرور دارند و ایں کمینہ ترینِ عباد اللہ الصّمد را دعا گوئے و خیر خواہِ خاندان تصور فرمایند۔ جمیع برخورداران را اسلام و دعا۔

الراقم الملتجی الی اللہ الصمد المدعو بہ مہر علی شاہ از گولڑہ۔

مورخہ ۲۷ شوال ۱۳۲۱ھ

۱۸۔ حضرت مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی صاحب

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد قیام الدینؒ عبدالباری فرنگی محل لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اپنے دور کے علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ مولانا محمد علی جوہرؔ آپ کے ہی مرید تھے۔ تحریکِ خلافت کے دوران میں اس کے بعض شرعی پہلوؤں پر ہمارے حضرتؒ کے ساتھ خط و کتابت فرمائی تھی جس کی تفصیل باب "مسندِ ارشاد" میں گذر چکی ہے۔

۱۹۔ حضرت دیوان غیاث الدین صاحبؒ اجمیر شریف

(وصال ۱۹۲۲ء)

۲۰۔ حضرت دیوان سید محمد صاحبؒ پاکپتن شریف

(وصال ۱۹۲۴ء)

۲۱۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحبؒ دربار حضرت سلطان المشائخ دہلیؒ

یہ تینوں حضرات حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ العزیز کے مستفیفین کی سلک میں شامل ہیں۔ تاہم چونکہ ان حضرات کا تعلق حضرت صاحبؒ کے مشائخ کرام کے مبارک خانوادوں سے ہے۔ اس لیے انہیں حضرت صاحبؒ کے معاصرین کرام میں شامل

کیا جاتا ہے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسہ شریف صاحبؒ (۱۸۲۳ء تا ۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرتؑ کی ملاقات اور باہمی تعلقات کا ذکر بھی پہلے گذر چکا ہے۔ تونسہ شریف میں حضرتؑ سے اس ملاقات کے کچھ عرصہ بعد ہی ۱۹۰۱ء میں خواجہ صاحبؒ وصال فرما گئے۔ اِس عرصہ میں باہم خط وکتابت بھی ہوتی رہی۔ چنانچہ "مہرِ چشتیہ" میں خواجہ صاحبؒ کی طرف حضرتؑ کے ایک خط کی نقل درج ہے جس میں اسرارِ سلوک پر گفتگو کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی کے اُس عدالتی اقرار نامہ کا ذِکر بھی فرمایا ہے جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو بدیں پابندی لیا گیا تھا کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں ہلاکت یا عذاب کی پیشگوئی نہیں کی جائے گی۔ خط کا متن عربی اور فارسی میں ہے اُس کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:۔

حضرتی ومولائی۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ہے کیونکہ دراصل وُہی مقصودِ حقیقی ہے۔ گمراہی کے صحرا اور غیریّت کی رات کی تاریکی سے رہائی پانے کا اور اِس ہستیٔ موہوم کے جہنم کی پستیوں سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وُہ ہے عنایتِ ازلیہ کی رہبری اور ہدایت سے

ولولاشذاھاما اھتدیت لحانھا ولولاسناھاما تصورھا الوھم

(اگر اُس کی خوشبو نہ ہوتی تو اُس کے میخانہ کی طرف راہ نہ پاتا۔ اور اگر اُس کے جلوے نہ ہوتے تو اُس کا تصور بھی وہم میں نہ آتا)

اسی طرح مندرجہ ذیل اشعار میں بھی اُسی عنایت کے ساتھ تعلق اور برزخ کے احوال کی طرف اشارہ ہے:۔

ایں طائفہ مطلق انداز قید رسوم فارغ شدہ ز اندیشۂ احوال و علوم

(یہ طائفۂ مقبولانِ خدا قیدِ رسوم سے آزاد اور احوال و علوم کے اندیشہ سے فارغ ہے)

بر ظاہر شدن لوامع نورِ ہدیٰ للدین نجوم للشیاطین رجوم

(نورِ ہدایت کی ضیا پاشی پر یہ حضرات دین کے ستارے اور شیاطین کے لیئے رجم اور ہلاکت بن جاتے ہیں)

نظر کردن بدرویشاں منافی بزرگی نیست
سلیمانؑ با چنیں حشمت نظرہا بود با مورش

(درویشوں پر نظر کرنا بزرگی کے منافی نہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اتنی شان و شوکت کے باوجود چیونٹی پر مہربان تھے۔)

قابلِ اعتماد لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ مرزا صاحب سے آئندہ کے لیے کسی کے بارے میں پیش گوئی نہ کرنے کے متعلق اقرار نامہ لیا گیا ہے۔ الحمد للہ۔ شاید یہ اُسی جرأت کا اثر ہو جو اپنی کتاب "ایام الصلح" میں ظاہر کی تھی[1]

Marfat.com
Marfat.com

ایک ماہ سے مزاجِ مبارک کی کیفیت سے بے خبر ہوں۔ اگر مشرّف فرمائیں تو ذرّہ نوازی سے بعید نہ ہوگا۔

۲۳۔ حضرت خواجہ محمّد دین صاحبؒ سیال شریف (وصال ۱۹۰۹ء)

حضرت خواجہ محمّد دین صاحبؒ، جن کا ذکر خیر اس کتاب میں حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی کے لقب سے جا بجا آچکا ہے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرّہٗ کے مرشد زادہ تھے اور اوائل ہی سے باہمی رابطہ محبّت استوار ہو کر عشق کی نوبت کو پہنچ گیا تھا کہ حضرتؒ اس طرف سے

آکھیں خواجہ شمس دینؒ دے لعل نوں
گوڑھے نیناں والڑے لج پال نوں

قسم کے فراقیہ اشعار موزوں فرماتے رہتے تو اُس طرف حضرت ثانی صاحب قبلہ، قوال کو اس شعر

پیت کا وعدہ کر کے پیا نے پیت نبھانا چھوڑ دیا
پھر کی اکھیاں پھیر لئیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

میں اصلاح دیتے کہ کہو ع

پھر نے اکھیاں پھیر لئیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

حضرت شیخ الجامعہ صاحبؒ کے مسودات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی کے ارشاد ہی پر ہمارے حضرتؒ تونسہ شریف گئے تھے، انہی کے ایماء پر ابتداءً پاک پتن شریف کا سالانہ سفر اختیار فرمایا اور انہی کے فرمان کی تعمیل میں

جناب دیوان غیاث الدین صاحبؒ اجمیری کی معاونت وتائید ہیں بمقام پشاور سرحدی علماء کے ساتھ سماع کے موضوع پر مناظرہ فرمایا۔ حضورؒ کے "ملفوظاتِ طیبات"، مکتوبات شریف موسومہ "مہرِ چشتیہ" اور منظوم کلام میں حضرت ثانی صاحبؒ سے ساتھ آپؒ کے اِس خاص تعلّق کے واضح نشانات مِلتے ہیں۔

حضرت بوعلی قلندر پانی پتیؒ کے متعلّق روایت مشہور ہے کہ آپ نے حضرت نظام الدّین اولیاء محبوبِ الٰہی قدس سِرّہٗ سے نعمتِ ولایت سلب کرلی تھی۔ حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی کے ارشاد پر حضرت قبلۂ عالم قدس سِرّہٗ نے اِس مسئلہ پر محقّقانہ بحث سے یہ ثابت فرمادیا کہ مذکورہ روایت خلافِ واقعہ ہے بلکہ ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ مفصّل بحث مکتوباتِ مطبوعہ میں درج ہے۔

حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی ہمارے حضرتؒ سے عُمر میں چالیس برس بڑے تھے۔ کتاب "انوارِ شمسیہ" میں آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ، سجادہ نشینی ۲۴۔ صفر ۱۳۰۰ھ اور وصال ۲۔ رجب ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) درج ہے۔ آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کثیر الکرامات اور وسیع الفیوضات اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپؒ کی بیماری کے ایّام میں حضرت قبلۂ عالم قدس سِرّہٗ بیمار پُرسی کے لیے اکثر حاضر ہوتے رہے۔ چنانچہ ۷۔ جمادی الاوّل کے خط میں سیال شریف سے حضرت بابوجی مدظلّہ العالی کو تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

"شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت دریا کو عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصبح وہاں سے نماز پڑھ کر بسواری بگھی فوراً چھاؤنی پہنچے۔ حضرت صاحب عمّ فیوضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے آپ کو کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اس انتظار کی عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ بالخصوص میرے اشعار متعلق فارضیہ سے

بُھلدے نہیں او وہ بول مٹھڑے ڈھولا دے
بول سانول یار ردّھی رول دے

نہایت رقّت طاری کیے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے انتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اُس روز آپ کو لب دریا کنارۂ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ سیال شریف پہنچنے پر سب کو از حد خوشی ہوئی اور دعائیں دینے لگے۔ حضرت صاحبؒ کو ضعف از حد ہے۔ غذا نہیں۔ مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔"

پیش آنے والی جدائی کے احساس اور تصوّر نے جو کیفیات دل میں پیدا کر رکھی تھیں اُنہیں حضرت ابنِ فارض مکّی کے دو فراقیہ اشعار کی اُردو تضمین میں اس طرح ثبت فرمایا ہے کہ آج بھی ان کی غم انگیز و پُر درد اداسی، بے بسی اور بے چارگی دلوں میں ہیجان پیدا کر دیتی ہے۔

سَائِقَ الْاَظْعَانِ یَطْوِی الْبِیْدَ طَیّ ۔ مُنْعِمًا عَرِّجْ عَلٰی کُثْبَانِ طَیّ

ساربا ناں اُہر باناں ارہیا!　　شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا!

آکھیں جا انہاں پیاریاں دلجانیاں　　گوڑھے نیناں والیا مستانیاں

لا پریتاں دے کے لاڑے اوہ گئے　　اوہ گئے اوہ دل دے پیارے اوہ گئے

سارا عالم صدقے آکھاں بول توں　　واراں سر میں اُس انوکھڑے ڈھول توں

بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی　　بہہ تھکانے ہیں تساڈے بھال دی

اک وچھوڑا دوجے طعنے جگ دے　　پیراں تھیں سر تک المبے اگ دے

بالدی ڈیوے ہیں خانقاہاں تے　　آؤ ندا دیکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے

چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی　　مرحبا یا مرحبا ہیں . بول دی

پہنچیں جدتوں سوہنیاں دی جھوک تے　　خیر ہووی انہاں نوں ذرا رُک تے

جا سنیہڑا دیویں اُنہاں جانیاں　　گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں

لَسْتُ اَنْسٰی بِالثَّنَا یَا قَوْلَهَا

كُلُّ مَنْ فِي الْحَيِّ اَسْرٰی فِي يَدَيْهِ

بھلدے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے　　بول سانول یار دوہی رولدے

رات ساری گزری تارے گِندیاں　　یاد کر کر قول میزاں مِندیاں

دراصل محبت ہی حضراتِ چشت اہل بہشت کا اصل خزانہ اور متاع ہے اور ان کے حال کے مطالعہ کے وقت انہی کا مقولہ بار بار یاد آتا ہے کہ ؎

در خرمنِ کائنات چوں کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ محمدّ امین صاحب سیالوی

۲۵۔ حضرت صاحبزادہ محمدّ سعد اللہ صاحب سیالوی

حضرت ثانی صاحبؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب خواجہ محمد سعدُ اللہ صاحب سلمہ اللہ ہمارے حضرت کو نہایت عزیز تھے اور اس پیار میں دونوں جانب سے کبھی فرق نہیں آیا۔

۲۶۔ حضرات پیر حیدر شاہ صاحب جلالپور

۲۷۔ خواجہ محمدّ امین صاحب چکوڑی شریف

۲۸۔ خواجہ معظّم دین صاحب (مرولہ شریف)

۲۹۔ خواجہ افضل دین صاحب (چاچڑاں شریف)

رحمۃُ اللہ علیہم

Marfat.com

بیماری اور ضعف

بیماری کا آغاز

خواب وخور سے بے نیازی

یہ حقیقت ہے کہ کم خوردن، کم خفتن وکم گفتن ابتداء ہی سے حضرت کے معمولات سے رہے۔ دائمی ذکر اور پاس انفاس کے شغل نے آپ کو خواب وخور سے بے نیاز کر دیا تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں بھی کئی دنوں تک کچھ نہ کھاتا تھا لیکن بھوک کی چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ غالباً اسی وجہ سے آخر عمر میں معدہ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور ہچکی شروع ہو گئی تھی یہ بے چین کر دینے والی مرض کبھی کبھی دورہ کرتا اور بعض اوقات ہفتوں پیچھا نہ چھوڑتا۔

ارادت مندوں کے دکھ درد کا احساس

با ایں ہمہ اکہتر، بہتر سال کی عمر تک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحت اچھی خاصی رہی مگر ۲۹-۱۹۲۸ء سے ضعف کے آثار بڑھنے لگے اس کا باعث محض بیماری ہی نہ تھی، کثرت مشاغل اور لوگوں کے دکھ درد کے روز افزوں احساس کو بھی اس میں کافی دخل تھا، گولڑہ جنکشن پر کوئی گاڑی ایسی نہیں آتی تھی جس میں دس بیس زائرین دور دراز سے نہ پہنچتے ہوں، اور نواحی علاقہ جات سے تو ٹانگوں، سائیکلوں

Marfat.com

موٹر کاروں سے آنے والے ارادت مندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا ہر شخص کچھ امید لے کر حاضر ہوتا اور فیض یاب ہو کر جاتا۔ کوئی غم دنیا پیش کر رہا ہے تو کوئی فکر عقبےٰ۔ اس سے کہیں زیادہ تعداد دکھ بھرے خطوط روزانہ موصول ہوتے۔ جو من وعن پیش کر دیئے جاتے۔ وحدت الوجود کے مسلک کے باعث مخلوق کے مصائب ذاتی مصائب بن کے رہ گئے تھے کسی کی بے وقت موت یا غم واندوہ کی کہانی پیش کی جاتی تو طبع مبارک بے چین ہو جاتی اور بار بار سرد آہیں بھرتے رہتے۔

مظہر رحمت عالم

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابتدا میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت بہت اچھی تھی آخر میں امت کے غم نے اس قدر نڈھال کر دیا تھا کہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے لگے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کی نماز میں یہ آیت پڑھتے اور روتے رہتے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورہ مائدہ ۱۱۸)

ترجمہ:۔ اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تیری ذات عزیز و حکیم ہے۔

وَلِلّٰہِ دَرُّ القائل جو اس غمخواری کو مدنظر رکھ کر کہتا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

(اقبال)

آخری عمر میں حضرتؒ کی کیفیت قلبی حضور رحمتِ دو عالمؐ کی محبتِ امت کا کامل مظہر تھی۔

افزونی مشاہدہ

حضرتؒ کا سن شریف جوں جوں بڑھ رہا تھا مشاہدہ تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں یہ حالت ہو گئی تھی کہ خلوت ہو یا جلوت ایک وجدانی کیفیت طاری رہتی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک آہ بھر کر سر اٹھا لیتے اور باطنی کیفیات کے ورود کے باعث چہرہ مبارک کا رنگ کبھی زرد، کبھی سبز اور کبھی سرخی مائل ہو جاتا اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اپنے نظام اوقات کے تحت مجلس خانہ میں بدستور گھنٹہ دو گھنٹہ کے لیئے ضرور تشریف لاتے مگر محفل پر خاموشی طاری رہتی۔ حاضرین میں سے بعض پر یہ کیفیت دیکھ کر گریہ طاری ہو جاتا اور بعض حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے اور سوچتے رہ جاتے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اُن دنوں اکثر یہ شعر فرماتے تھے۔

نہ مقامِ گفتگو ہے نہ محلِ جستجو ہے
دلِ بے نوا نے میرے جہاں چھاؤنی ہے چھائی

نووارد زائرین کے لیے حضرتؒ چپ چاپ اپنا دستِ مبارک مصافحہ کے لئے بڑھا دیتے۔ البتہ سلام کا جواب دیتے اور کبھی کبھی اپنا یہ پیارا دستوری فقرہ فرما دیتے کہ "خیریں آئے وے" ۔ آپ خیریت سے آئے ہیں۔

بشارات

اس زمانہ میں بعض صاحبِ عرفان مخلصین اور محبّین کو خوابوں میں آپؒ کی اس کیفیت کے بارے میں تسلّی دلائی گئی ۔چنانچہ ملتان میں ایک سید صاحب نے استخارہ کے بعد کہا کہ اُنہیں حضور غوث اعظمؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے حضرتؒ کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک ایسا مقام طے کر رہے ہیں جہاں مشائخ کی امداد نہیں پہنچتی ۔مگر اس مرحلہ پر بھی ایک ایسا شخص ہے جو برابر اُن کی مدد اور رہنمائی کر رہا ہے ۔ اس سے مراد اُن کی ذاتِ مقدس تھی جن کا فرمان قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وعلیہم اجمعین

طبی مشوروں پر ہواخوری کا اِلتزام

اُس زمانہ میں ضعفِ جسمانی کے باعث سواری ترک ہو چکی تھی مگر ڈاکٹروں کی تاکید تھی کہ تفریح اور ہواخوری کا اِلتزام ضروری ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لیے نمازِ عصر کے بعد تھوڑی دور چہل قدمی فرمانے لگے مگر جب اس میں بھی دشواری ہوئی تو حضرت ثانی سید غلام محی الدین المعروف

Marfat.com

جناب بابوجی صاحب مدظلہ العالی نے طبی مشورہ کے تحت موٹر کار خریدلی جس میں ہواخوری کے لیے روزانہ دس بارہ میل باہر تشریف لے جایا کرتے

عرض ومعروض کی کیفیات

ابتدا میں جب حالتِ صحو کے وقفے طویل ہوتے تھے حاضر ہونے والوں کی معروضات سن کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمادیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مصاحبِ خاص جناب مولوی محبوب عالم صاحبؒ عرض کرتے حضور فلاں صاحب حاضر ہیں ان کے مقصد کے لئے دعا فرمائیے اور یہ کہہ کر خود دعا مانگ کر بلند آواز سے آمین کہتے اور حضرتؒ بھی آمین فرمادیتے۔ بسااوقات یوں بھی ہوتا کہ صاحب حاجت کچھ عرض کرتا آپ اسی جملے کو دہرادیتے۔ اور اُس کی حاجت پوری ہو جاتی۔ چنانچہ ایک شخص کو ناف کی تکلیف تھی جسے اِس علاقے میں گہن کہتے ہیں اس نے حاضر ہو کر عرض کیا گہن دالکھ دیو ہک تعویذ" یعنی گہن کا ایک تعویذ لکھ دیجئے آپؒ نے تین دفعہ یہی الفاظ دہرا کر دم فرمادیا اور وہ شخص فوراً ٹھیک ہوگیا۔ اس طرح سید امام شاہ صاحب (مہر آباد تحصیل لودھراں) دانتوں کے درد میں مبتلا تھے حاضر ہو کر عرض کیا" ڈاڈھی پیڑ ہے" یعنی سخت درد ہے حضرتؒ نے ڈاڈھی پیڑ ہے کے الفاظ تین دفعہ فرما کر دم کر دیا تو درد جاتا رہا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اُس کا کہا ہوا اللہ کے کہے ہوئے کا حکم رکھتا ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ادا ہوتا ہے۔

Marfat.com

مجاذیب اور اہلِ سُکر کی کثرتِ حاضری

زمانہ استغراق میں اربابِ سلوک اور صاحب منزل حضرات طئ مقامات کے لیے دور دور سے کھنچے چلے آتے تھے ان میں مجاذیب اور اہلِ سکر کی کثرت ہوتی تھی۔ بیشتر حضرات حجرہ شریف میں جو "عشق آباد" کے نام سے مشہور ہوگیا تھا داخل ہوکر پلنگ کی پائنتی کو بوسہ دیتے کچھ دیر چپ چاپ آپ کو دیکھتے رہتے اور پھر خود ہی دعا مانگ کر رخصت ہو جاتے بستر مبارک پر باریک جالی کی مچھردانی ہوتی تھی اور جبین مبارک سے عرفانِ الٰہی کی تجلیات کا عکس اس میں سے چھن چھن کر آرہا ہوتا تھا۔ نہ سوال ہوتا تھا نہ جواب

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

اے محبوب تیرا دیدار ہی ہر سوال کا جواب ہے تجھے دیکھ لینے سے ہی کچھ کہے سُنے بغیر ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

گمشدگی سایہ کی اطلاع

حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یاداشت میں لکھا ہے کہ حضرتؒ کے ابتدائے استغراق کے زمانہ میں ایک روز میں ایک غیر معروف راستہ سے جامعہ کی طرف جارہا تھا ایک سنسان گلی میں ایک مجذوب لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے اچانک سر اُٹھا کر مجھے مخاطب کرکے کہا "مولوی جی، تمہارے پیر کا کیا حال ہے"؟ میں نے جواب دیا حضرتؒ کی طبع مبارک آج کل کچھ

Marfat.com

ناساز ہے۔ کہنے لگا "تمہارا پیر مکر کرتا ہے دراصل اس کا سایہ گُم ہو گیا ہے اور اس بات کو چھپانے کے لیے وہ چارپائی لے کر حجرہ میں پڑ گیا ہے بیماری وغیرہ کچھ نہیں"۔ مقام فنافی الرسولؐ پر ہونے والے حضرات کے لیے ایسے آثار کا پایا جانا کچھ مستبعد نہیں

بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ
تلوارِ عشق بیں کہ دو کس را یکے کند (حافظؒ)

میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تلوار ایک چیز کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے لیکن تلوارِ عشق کا تماشہ دیکھو کہ دو کو ملا کر ایک کر دیتی ہے
"تفریح الخاطر" کے مقدمہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت اویس قرنیؓ کے بے سایہ ہو جانے کے متعلق بھی ثبوت ملتا ہے

Marfat.com

ایک صاحبِ کشف فقیر جو بوجہ لغزشِ علمی گمراہ ہو گیا

یہاں گولڑہ میں ایک سفید ریش شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا رہتا تھا وہ ایسے مقام پر تھا کہ حضرتِ اسما کا مشاہدہ کر کے واقعات کونیہ سے مطلع ہو جاتا تھا مگر بوجہ لغزش دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تھا۔ اور کہتا تھا جو کچھ ہے یہی عالم ہے نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ پیچھے کچھ ہو گا۔ میں اس سے کہتا تھا خدا تجھے ہدایت دے اور اس مقام سے خارج کرے تیری نظر ارادۂ الٰہی اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ پر نہیں وہ ایک روز میرے پاس آکر کہنے لگا " ہن ویکھ کے ہوندا اے یعنی اب دیکھ کیا ہوتا ہے "۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ قوم کلال کے درمیاں سخت لڑائی اور جنگ و جدل واقع ہوئی۔ چونکہ حضرتِ اسما کے درمیاں تنازع مشاہدہ کیا تھا اس لیے قبل از وقت آگاہ ہو کر اطلاع دی۔ میں نے کہا تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوا تم اور وہ شخص جو اس چیز پر قبل از وقوع مطلع نہیں ہوا برابر ہو۔

عبادت سے ملائکہ کی تولید

ایک روز میں باہر آ رہا تھا مجھے راستہ میں جاتا ہوا ملا۔ جب قریب آیا تو آہستہ سے کہنے لگا " اج تھوڑے نظر آندے ہن "

Marfat.com

یعنی آج تھوڑے نظر آرہے ہیں۔ یہ ملائکہ کی طرف اشارہ تھا۔ میں نے اُس دن اسمائے جلالیہ کا ورد کیا تھا جن سے ملائکہ کا تولّدِ اجمالی ہوتا ہے لہٰذا اُسے پہلے کی نسبت تھوڑے نظر آرہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ آج تمہاری عبادت سے ملائکہ کم پیدا ہوئے ہیں۔

ترکِ اشغال بمعنی عدمِ تخت نشینی

پھر فرمایا یہاں ایک مجذوب رہتا تھا جو افیون پانی میں گھول کر پیا کرتا تھا اور درجہ میں متذکرہ بالا سفید ریش سے اُونچا تھا وہ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا "اَج تخت توں لہ کے تلے بیٹھے ہو" یعنی آج تخت سے اُتر کر نیچے بیٹھے ہو اُس روز میں اپنے اشغال ترک کر کے بعض آدمیوں سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ایک اور درویش یہاں رہتا تھا اور لنگر کے برتن صاف کیا کرتا تھا وہ اِن دونوں کی نسبت بلند پرواز تھا ایسے لوگوں کی طرف کسی شخص کی توجہ نہیں ہوتی اور حقیقت میں وہ بڑے روحانی مرتبوں کے مالک ہوتے ہیں۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مولویت کے لیے چار کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے

پھر اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علم حقیقت میں اسے کہتے ہیں

Marfat.com

نہ وہ جو تم پڑھتے ہو۔ اور یہ علم حاصل نہیں ہوتا جب تک چار کتابیں نہ پڑھی جائیں۔ پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان دوئم عالم یعنی عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا، سوئم حضرت اسما یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیان ثابتہ کے ساتھ اور چہارم ذاتِ بحت اگر یہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ورنہ نہیں

مولوی گشتی و آگاہ نیستی — خود کجا واز کجا و کیستی

اے عالمِ دانا کہ بدیں علم غروری — نزدیک بمطلوب نئی بلکہ تو دوری

تا خانۂ دِل را نہ کنی مخزنِ توحید — حق را نہ شناسی تو بدیں کنز وقدری

ایک مجذوب جو اپنے تئیں تلاش کرتا تھا اور نہیں پاتا تھا

ایک روز فرمایا کہ خوشاب میں ایک فقیر شادا نامی دیکھا گیا جس پر ایسی حالت تھی کہ از خود رفتہ ہو چکا تھا اپنے آپ کو تلاش کرتا تھا مگر نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ اپنے تئیں آواز دے کر پکارتا تھا کہ "او شادا او شادیا" پھر کچھ دیر بعد خود ہی جواب دیتا تھا کہ شادا نہیں شادا نہیں۔

سخن در فضیلتِ اہلبیتِ کرامؓ

ایک روز اہلبیت کرامؓ کی شان میں سخن جاری ہوا تو فرمایا حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ مَنْ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰلِہٖ فَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ۔ جو محمد صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا مگر آپ کی آل کو نہ مانا وہ مومن نہیں۔ اور شیخ عطار وہ بزرگ ہیں جن کی شان میں مولانا رومؒ کا ارشاد ہے

ہفت شہرِ عشق را عطار گشت
ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

حسنینؓ کے ابنائے رسول اللہ ہونے کا قرآنی ثبوت

فرمایا بنی اُمیہ میں سے کسی نے ایک روز تعریضاً حضرت امام حسینؓ سے سوال کیا کہ آپ کو ابن رسول اللہؐ کیوں کہتے ہیں ابن علیؓ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارا یہ لقب قرآن سے ثابت ہے تمہیں چونکہ قرآن کی سمجھ نہیں اس لیے یہ اعتراض لائے ہو۔ آیت مباہلہ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ (کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ) أَبْنَاءَنَا (ہمارے بیٹے) کون تھے؟ کیا اُس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلک میں میرے اور میرے بھائی حسینؓ کے سوا کسی اور کو میدانِ مُباہلہ میں لے گئے تھے؟

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

فرمایا ایک روز حضرت امام حسنؓ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے ایک مبتلائے غربت یہودی نے سوال کیا کہ آپ کے عظیم المرتبت ناناؐ نے

Marfat.com

نے فرمایا تھا اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ
دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنّت. لیکن اس دنیا
میں آپ مومن کہلا کر شاندار لباس میں ملبوس اور قیمتی گھوڑے پر
سوار ہیں اور میں آپ کے نزدیک کافر ہو کر ذلّت اور مسکنت میں مبتلا
ہوں پس یہ دنیا مومن کے لیے دوزخ اور کافر کے لیے جنّت کیوں کر
ہوئی ؟ حضرت امام نے فرمایا کہ میرے جدِّ پاک[2] کا ارشاد عین حق ہے
لیکن تجھے کفر اور جہالت محیط ہے اور فہم اور علم نصیب نہیں۔
اب اِس ارشاد کا بیان میری زبان سے سُن . تو جس فنا پذیر آسودگی
میں مجھے دیکھ رہا ہے یہ اُن نعماتِ الٰہیہ کے مقابلہ میں جو آخرت میں
میرے لیے تیار کی گئی ہیں یعنی انواعِ منازل مقامِ کریم جنّات الفردوس
اور دیدارِ پروردگار کی لذّت ، گویا زندان کا حکم رکھتی ہے اور تیرے لیے
جو درکات آخرت میں تیار ہیں یعنی عذابِ شدید اور ماءِ صدید اور
غضبِ خدا اور حرمانِ مدید اُن کے مقابلہ میں تیری یہ موجودہ زندگی بھی
جنّت کا حکم رکھتی ہے ۔

ایک روز فرمایا کہ جب خارجی حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ
الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا
دروازہ ہے۔) کی صحتِ لفظی سے انکار نہیں کر پاتے تو کہہ دیتے
ہیں کہ یہاں عَلِیٌّ کے معنی ہیں بلند یعنی علم کے شہر کا دروازہ بہت
بلند ہے۔

Marfat.com

حضرت مولا علیؓ کا انبیائے کرام سے تعلق

ایک روز تمثیل کے پیرایہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقلیم نبوّت کے شہنشاہ ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السّلام نبوّت تامہ میں حضورؐ کی طرف سے ذمہ دار اور جواب دہ ہیں اور اُن کی مثال بادشاہوں کی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا تعلق حضور نبی کریمؐ کے ساتھ گویا وزیرِ دربار اور میرِ منشی کا ہے اور اگرچہ بادشاہ مرتبہ میں وزیر اور میرِ منشی سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ شہنشاہ کے ساتھ اُن کے رابطہ میں وزیرِ دربار کا واسطہ رہتا ہے لہذا بادشاہوں کو بھی اُس کی ذات کے ساتھ خاص رابطہ اور تعلق رکھنا پڑتا ہے اور اُن کے دلوں میں اُس کے لیے ایک امتیازی وقعت اور توقیر پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا جانیں گے اے ذوق بجز خواص عوام
اعلیٰ جو علیؓ کی امامت کا ہے مقام
جو لوگ صفِ اوّل میثاق میں تھے
پوچھے کوئی اُن سے کہ وہ کیسا تھا امام

ابدال اور نقباء کی منازل اور کیفیّات کا بیان

ایک روز فتوحاتِ مکیہ کے سبق میں ابدال کے متعلق فرمایا کہ ہر زمانہ میں سات ابدال موجود رہتے ہیں جو اقالیم سبعہ کے قطب

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ صاحبِ اقلیم اول برقدم خلیل علیہ السلام، دوم برقدم کلیم علیہ السلام، سوم برقدم ہارون علیہ السلام، چہارم برقدم ادریس علیہ السلام پنجم برقدم یوسف علیہ السلام، ششم برقدم عیسیٰ علیہ السلام اور ہفتم برقدم آدم علیہ السلام۔ اور شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ کبھی نقباء کو ابدال بنایا جاتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ اور اُن کی خاصیت بروجِ افلاک میں کواکب کے خواص اور اسرار اور تاثیرات کے مطابق ہوتی ہے وہ انسانی افکار اور احوال کو متاثر کرتے ہیں۔ شیطان اُن کے سامنے مکشوف ہوتا ہے اور وہ اُس کے حالات سے اس قدر باخبر ہوتے ہیں کہ شیطان کو خود اپنے نفس میں اس کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ سعید اور شقی کے نقشِ قدم کو شناخت کرتے ہیں اور کبھی رجبیون ابدال کہلاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد چالیس ہے۔ اور یہ سارا سال سفر میں رہتے ہیں مگر رجب کے مہینے میں قیام اختیار کرتے ہیں۔ جب رجب آتا ہے تو ان پر ثقلِ عظیم وارد ہوتا ہے جس میں پہلے روز وہ ایک اُنگلی تک نہیں ہلا سکتے۔ دوسرے روز ثقل کم ہونے لگتا ہے اور تیسرے روز بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ اس ماہ میں ان پر خاص کشف وارد ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات سال بھر باقی رہتا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے ایک صاحب سے ملاقی ہوا جن کا کشف سال بھر باقی رہا تھا۔

دیوانِ حافظ کے دو اشعار کی تشریح

حضرتؒ دیوانِ خواجہ حافظؒ کے دو اشعار کی تشریح سبق کے دوران ایک مرتبہ اس طرح فرمائی:-

Marfat.com

شبِ تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبک سارانِ ساحل ہا

یعنی ہمارا حال مشاہدہ تجلیاتِ لطف و قہر و درد اور حالات رجا و خوف میں اس شخص کی طرح ہے جو ایک تاریک رات کے اندر بحرِ محیط کے گرداب بلا میں گر پڑا ہو پس اُس کی حالت کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو ساحل پر کھڑے ہوں۔ اسی طرح سبکسارانِ ساحل یعنی مجذوبانِ محض اور زاہدان غیر مجذوب ہمارے حال سے آگاہ نہیں ہو سکتے اور اس سخن کی تفصیل یہ ہے کہ

درویشوں کی چار قسمیں ہیں

مجذوب محض۔ زاہد خشک۔ مجذوب سالک اور سالک مجذوب

درویش چار قسموں کے ہوتے ہیں۔ اول مجذوبانِ محض جو جاذبۂ غیب کی کشش سے مغلوب حال ہو کر اوامر و نواہی سے بے خبر ہو گئے۔ جیسے کوئی شخص بادشاہ پر عاشق ہو کر اُس کے جمال کی دید میں مستغرق ہو جائے اور بارگاہِ سلطانی کے آداب کی بجا آوری کا کچھ خیال اُس کے دل میں باقی نہ رہے۔ یہ منزل مسلکِ انبیائے کرام کے عدم توارث کے باعث ناقص ہے۔ دوئم۔ زاہد خشک بلا جذب و اثرِ عشق جو محض زُہد اور عبادت میں مصروف رہے۔ اس شخص کی مانند ہے جو صرف آداب شاہانہ کی پاسداری میں مشغول ہے۔ اور جس نے وسیلے کو مقصود سمجھ رکھا ہے اور جو بادشاہ کے جمالِ جہاں آرا سے بے حظ اور بے بہرہ رہتا ہے۔

قسم سوم مجذوب سالک جس کا جذب سلوک پر مقدم ہو اور قسم چہارم سالک مجذوب جس کا سلوک جذب پر مقدم ہوتا ہے۔ یہ دونوں اقسام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور یہ درجات مشائخ عظام کو نصیب ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں قطع نظر دیگر اسباب کے سلاسل فقر پہ منحصر ہوتا ہے۔ خاندانِ نقشبندیہ میں جذب سلوک پر مقدم ہوتا ہے۔ انہیں اول قلب مرشد کی توجہ سے جذب حاصل ہوتا ہے۔ اور اُسی کی کشش سے منازلِ سلوک طے کرتے ہیں لیکن اس جذب کو زوال کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کیونکہ اس کا حصول قلبِ مرشد کی توجہ پر منحصر ہے جس وقت یہ توجہ علیحدہ ہو جائے۔ معنی مفقود ہو جاتا ہے۔ خاندانِ چشتیہ اور قادریہ میں جذب آخر میں آتا ہے اور اُسے اپنی مشقت اور کسب سے حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ جذب لبطور ملکہ مزاج میں راسخ ہو کر خطرۂ زوال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲۔ حضوری گر ہمے خواہی از و غائب مشو حافظ
متیٰ ما تلق من تھویٰ دعِ الدّنیا و اھملھا

اے حافظ اگر حضورِی دوام چاہتا ہے تو خود اس سے غائب نہ ہو اور کسب اور مشقت سے دِل کو دوست کے ذِکر میں مشغول رکھ اور دنیا کو چھوڑ دے

انواعِ ذِکر (۱) دِل غافِل اور زبان شاغل۔ (۲) غفلت اور شغل مساوی (۳) غفلت کم اور شغل زیادہ

ذِکر اور یاد چند نوع پر مشتمل ہے۔

اول دل غافل اور زبان شاغل۔ یہ ذِکرِ لسان ہے اور اہل دِل کے نزدیک

اس کی کچھ قدر نہیں کیونکہ زبان محض آلۂ تعبیر ہے اور مدارِ کار معانی کے ورود پر منحصر ہے اور وہ ہے قلب۔

دوئم کہ غفلت اور شغل مساوی ہوں یعنی کسی وقت دل ذاکر ہو کسی وقت نہ ہو۔ اِسے ذکرِ قلبی کہتے ہیں اور قلب کو اسی وجہ سے قلب کہتے ہیں کہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ مقلوبیت اور تبدیلیٔ احوال میں ہوا کے اندر درخت کے پتے کی طرح ہے۔

یہاں قلب سے مراد دلِ معنوی ہے جو حقیقتِ جامعہ اور نفسِ ناطقہ کا حکم رکھتا ہے۔ نہ کہ دلِ صنوبری جو ایک مضغۂ گوشت ہے۔ اور حضورِ دلِ معنوی کے بغیر ہیچ ہے اور اس پر اِکتفا اور اِنحصار فضول

سوئم یہ کہ غفلت کی نسبتِ دل کا ذکر اور توجہ زیادہ ہو اس کو ذکرِ رُوح کہتے ہیں اور ذکر بتدریج ذکرِ سرّ و خفی اور ذکرِ اخفیٰ تک پہنچتا ہے۔

اس شعر کے مصرعہ اول میں بظاہر خلل ہے جس کا ذکر شارحین نے بھی نہیں کیا۔ حضوری اور از و غائب نہ بودن۔ ایک ہی چیز ہیں یعنی اگر تو حضوری کا خواہش مند ہے تو حضوری کر۔ یہاں شرط اور جزا کے معنی میں جو تغائر ضروری ہے وہ نہیں رہتا۔ اس خلل کا دفع اِن معنی میں ہو سکتا ہے کہ حضوری سے مراد ہے حضورِ دوام کا ملکہ اور ملکہ اُس قوّتِ راسخہ کو کہتے ہیں جو کسب اور مشقت کے بعد پیدا ہوتی ہے جیسے ایک طالبِ علم نحو کے مسائل جزئیہ کو نوکِ زبان یاد کرتا ہے اور انہیں ورد بنا لیتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اِس شغل میں اُسے ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جو زائل نہیں ہوتا اور ہر وقت اِن قواعد کا اجراء کیا جا سکتا ہے اسی طرح جو حضور ریاضات سے پیدا ہوتا ہے دوامی ہوتا ہے

صحابہ کرام کا حضورِ دوام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصولِ صحبتِ نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور قلب کے عکس سے منوّر ہونے کے باعث حضورِ دوام کی نعمت حاصِل تھی۔ اُس زمانِ سعادت اِقتران کے ختم ہونے پر اس معنی کے حصول کے لیے حیلے اور طریقے اِستخراج کیے گئے۔ اور ولی اگرچہ وارثِ نبیؐ ہے۔ اور اُسی شمع سے نور حاصل کرتا ہے مگر یہاں ظلیّت کا تنزّل حائل ہے اور ظاہر ہے کہ عین اور ظلّ میں بڑا تفاوت ہے۔

مصرعۂ ثانی میں مَتیٰ مَا تَلْقَ سے مراد ہے مَتیٰ تُرِیْدُ لِقَائِہٖ (جب تو ارادہ کرتا ہے اُس کی لقا کے لیئے) گویا ترکِ دنیا بمنزلۂ شرط ہے لقائے محبوب کے لیئے اور ایسا کرنا لقا سے قبل اِتنا ہی ضروری ہے جیسا نماز کے لیے وضو۔

تصوّرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ

تصوّرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ کے متعلق ایک قلمی اِستفسار کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

مکرمی حفظک اللہ۔ دُعا و سلام

اِس قضیہ کا طے ہونا بحوالات کتب ناممکن ہے۔ لسانِ شرح حسبِ ظاہر تصریحِ تصوّر سے ساکت ہے اور عند التحقیق اس پر

Marfat.com

کوئی قباحتِ شرعیہ لازم نہیں خصوصاً تصوّر برقعیہ پر یعنی بعد خلع تعین خود صورتِ شیخ کو برقعہ کی طرح اپنے پر لے لینا کہ اس صورت میں متعین و مقصود بہ تعیّن صورت شیخ عابد ہوگا نہ معبود چنانچہ تقابل میں بھی حسب کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ معیت اور مصاحبت ہی ہے نہ معبودیت۔ زیادہ دُعا و استدعا۔

Marfat.com

صحبتِ یار آخر شُد

مارچ اپریل ۱۹۳۷ء میں حضرت قبلۂ عالم قدس نے متعدد مرتبہ سُورۂ یٰسین سُورۂ یوسف، سُورۂ تغابن، سُورۂ مُلک، سُورۂ مزمل، درود مستغاث شریف سلسلہ شریف مشائخ کرام، درُود کبریتِ احمر اور دُعائے کبیر، مولینا مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحُوم خطیب جامعہ سے اِستماع فرما کر حاضرین، غیر حاضرین، متوسّلین، غیر متوسّلین اور تمام اُمّتِ مرحُومہ کے لئے بارگاہِ رَبّ العزّت میں دُعا فرمائی۔ سنِ وصال کے ماہِ محرّم میں زائرین کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی حتّیٰ کہ چھ سات سو یومیہ تک پہنچ گئی۔ ماہِ صفر میں حضرتؒ کو زکام اور میعادی بخار کا عارضہ لاحق ہوا جس سے بالآخر مائیوس کُن اثرات کا ظہور رہا۔ آخری تین روز یہ کیفیت رہی کہ بار بار دستِ حق پرست دُعا کے لئے اُٹھاتے۔ پھر اپنے چہرہ مُبارک کے سامنے تک لے جاتے۔ کبھی صفحۂ پیشانی تک انگلیاں پہنچاتے۔ اس کے علاوہ مکمّل سکوت۔ کبھی کبھی نیازمندوں کی بار بار کی التجا پر چشم حق بیں وا فرماتے۔

تاریخ وصال مُبارک

حضور پُر نور اعلیٰحضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کا مؤرخہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء یعنی ۲۹ بیساکھ ۱۹۹۴ء بکرمی بروز سہ شنبہ ساڑھے پانچ بجے (۵½) بجے شام وصالِ محبُوب ہوا۔ آپؒ اسمِ ذات پاک اللہ اللہ پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؎

Marfat.com

توں بیلی سیں سب جگ بیلی اَن بیلی بھی بیلی
سبحاں باجھ محمد بخشا سُنجی پئی اے حویلی

حضرت تساڈے نال ہی سب رونقاں سن۔ تسیں سرپرست سو ہمدرد سو تے ناواقف بھی سجن سن۔ تساڈے جان توں بعد ہُن حویلی (دربار) سُنجی لگی اے۔ کوئی سجن دوست نہیں لے۔ ایہہ سبھے رونقاں حضرت تساڈے نال سن۔

آخری دیدار

حضرت قبلۂ عالم کی آخری زیارت

وصال کے دوسرے دن بروز بدھ یکم ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء ایک بجے سے چھ بجے شام تک حضرت کی چارپائی جسدِ مبارک کو آستانہ عالیہ کے مہمان خانہ میں ایک اونچی جگہ تخت پر رکھا گیا۔ تاکہ زائرین بآسانی جسدِ مقدس کی آخری زیارت سے مستفید ہوسکیں۔

حضرت صاحبؒ کا نماز جنازہ

عام لوگوں کو اس بات کی غلط فہمی ہے۔ وہ اس غلطی کا ازالہ کرلیں۔ حضرت خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ کا نمازِ جنازہ نواز کوٹاں والے یا چند ایک دوسرے صاحبان کا نام لیتے ہیں۔ انہوں نے پڑھایا ہے یہ بات سراسر غلط بے بنیاد ہے۔ انہوں نے نہیں پڑھایا! یہ بات آج سے ذہن نشین کرلیں کہ حضرت قبلۂ عالم کا نمازِ جنازہ عصر ساڑھے چھ بجے شام

Marfat.com

جناب مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحوم پشاوری نے پڑھایا تھا جو کہ آستانہ عالیہ کی جامع مسجد گولڑہ شریف کے خطیب تھے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

تعداد نمازِ جنازہ

آپؒ کے نمازِ جنازہ میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً دو لاکھ افراد شریک ہوئے۔ جن میں غیر مذاہب کے لوگ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ بھی سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہو کر سب سے پیچھے کی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے۔ وہ کہتے تھے۔ آپؒ جگت گرو ہیں۔ اہل حدیث حضرات بھی کافی تعداد میں شریک نمازِ جنازہ ہوئے۔ وصال کے وقت اولادِ نرینہ سے ایک فرزند حضرت غلام محی الدین عرف بابو جیؒ صاحب اور ان کے صاحبزادے یعنی آپؒ کے پوتے پیر سید غلام معین الدین اور جناب پیر شاہ عبدالحق شاہ صاحب بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے لختِ جگر حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی صاحبؒ نے جس ذوق و شوق اور محبت و اخلاص سے اس سلسلہ چشتیہ کو روز افزوں ترقی بخشی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بابو جیؒ کا وصال ۲۳ جون ۱۹۷۴ء بمطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ بروز ہفتہ بوقت گیارہ بجے رات ہوا۔ آپ کی عمر ۸۴ برس تھی آپؒ کی نماز جنازہ عراق کے سفیر سید عبدالقادر گیلانی نے پڑھائی۔ جو کراچی سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

Marfat.com

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com
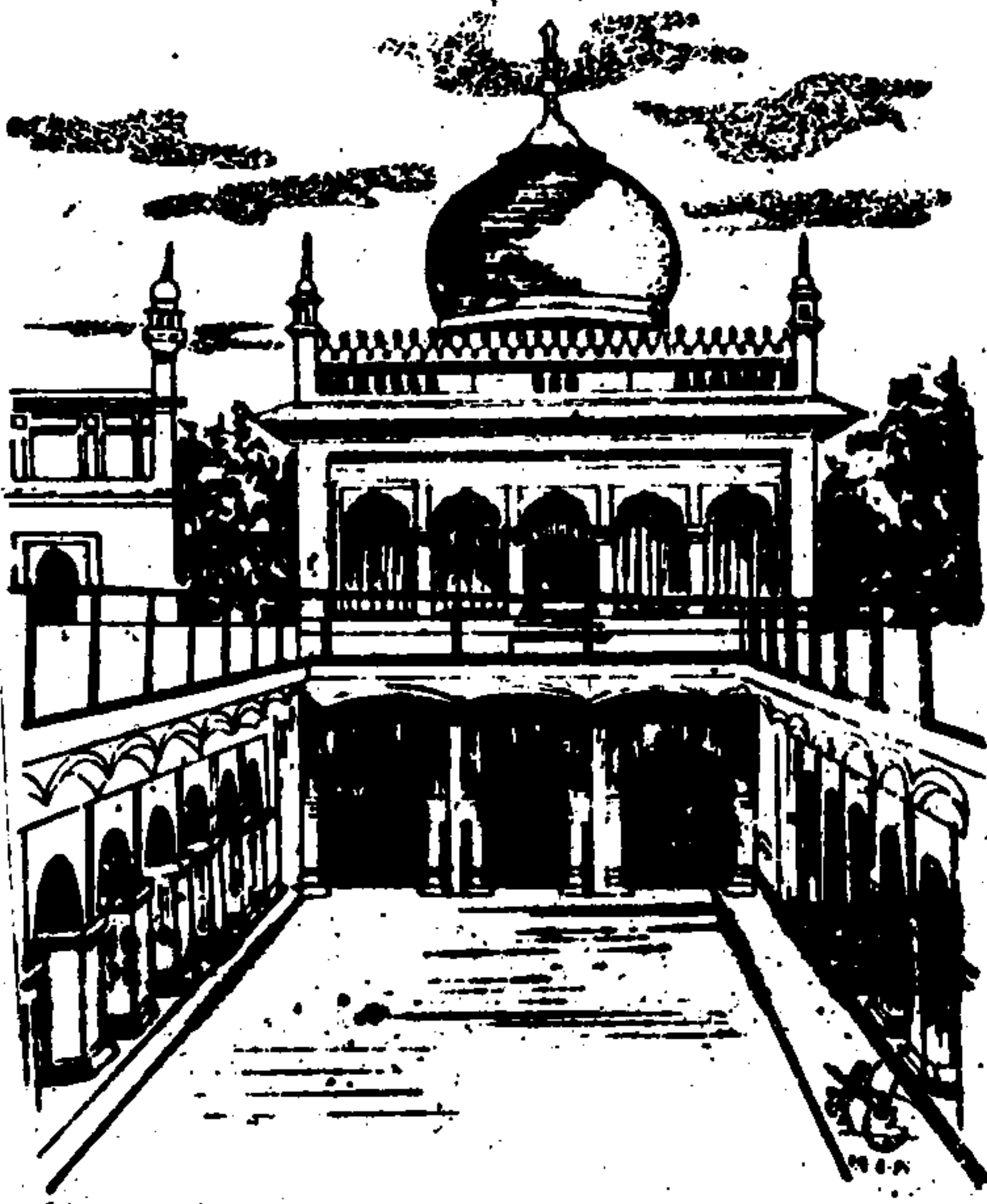
حضرت پیر غلام محیّ الدّین عرف بابُوجی کے وصال کے بعد اس تاریخی مسند کے سجادہ نشین آپؒ کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے پوتے حضرت غلام معین الدین اور شاہ عبدالحق شاہ صاحب مسند آراستہ دربارِ عالیہ گولڑہ شریف مسند آراستہ ہیں۔ آپ دونوں بھائی بے پناہ اوصاف حمیدہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلیق اور مہمان نواز شخصیّت ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ؂

سنگ دے ساتھی لدھی جاندے اساں وی ساتھ لدّانا

چڑھے سورج تے محمدؔ بخشا آخر نوں ڈُب جانا

اشرف موت نہ چھوڑے کسے تائیں اِک دن اساں دی ایتھوں ٹُرجانا

سدا لگا رہوی دربار پیر مہر علی شاہؒ گولڑے شریف والیا

حضرت صاحب کا روضہ مبارک

آپؒ کا مزار مقدّس انوارِ تجلیات گولڑہ شریف میں ہے۔ یہ قصبہ مرگلہ پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے جو اسلام آباد کا ایک مشہور و معروف قدیم تاریخی قصبہ ہے جو پختہ سڑک اور ریلوے لائن کے ذریعے راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے اور ریلوے کا مشہور جنکشن ہے۔ آٹھ بجے شام آں قبلہ رُوحانیت محبُوبِ الٰہی تشریف فرمائے وطن اصلی عالم قدس ہوئے۔ حضرت کا جسمِ اطہر مسجد کے جنوبی باغ میں اس جگہ دفن کیا گیا۔ جس جگہ کے لئے حضرت نے بیماری کے دوران متعدد بار

Marfat.com

اظہار اشتیاق فرمایا تھا۔ آپؒ کو اپنے والد محترم پیر سید نذر الدّین شاہؒ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپؒ کی وجہ سے گولڑہ شریف نہایت شہرت وتکریم کی بلندیوں تک پہنچ گیا۔

آپؒ کے مزار کے قریب آپ کی پوتی کا مزار ہے۔ جہاں صرف خواتین کو جانے کی اجازت ہے۔ آپ کے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار جو دربار عالیہ کے شمال گلزار مسجد میں واقع ہے۔ اس میں تین مزار اور بھی ہیں جہاں اُن کے دو بھائی پیر سید محمود شاہ اور پیر سید ولایت شاہؒ اور چوتھا مزار حضرت پیر سید غلام محی الدّین عرف بابوجیؒ کے استاد مولانا غازی صاحب کا ہے۔ مزاروں کے ساتھ متصل شمال کی طرف حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحبؒ کا مزار پاک ہے۔ وہ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے کامل بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ بلکہ تمام عمر اللہ تعالےٰ کی عبادت میں گزار دی اور ان کا چلّہ پہاڑ پر ہُوا۔ جو گولڑہ شریف سے تقریباً دو تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپؒ کی چلّہ گاہ اب تک موجود ہے۔ جہاں ایک کنواں اور ایک مکان ہے۔ مُریدین زیارت کرنے اب بھی وہاں جاتے ہیں ان کے روضہ کے ساتھ متصلاً حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ کا چلّہ بھی مشہور ہے جو پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ حضرت پیر نذر دین شاہ صاحبؒ کے جدِّ امجد حضرت پیر روشن دین شاہ صاحبؒ اور حضرت سید رسُول شاہ صاحب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے آکر گولڑہ شریف میں تشریف لائے اور اس بستی کو آباد کیا۔ ان سے یہ سلسلہ چلا۔

اُن کے دربار پیر سید فضل دین شاہ صاحبؒ کے مزار کے شمال کی طرف

Marfat.com

ایک چار دیواری میں ہے اور دوسرا مزار پیپل کے نیچے ہے۔ اور ساتھ ہی پرانے زمانے کی مسجد ہے۔

لنگر غوثیہ کا بذل وسخا

مہمانوں کی جو کثرت دربار گولڑہ شریف میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کہیں اور کم ہی نظر آتی ہوگی۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے زمانے میں دو بڑے عرس منائے جاتے تھے۔ ایک حضور سیدنا غوث الاعظم جیلانیؒ کا اور دوسرا حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کا۔ ان اعراس پر اس زمانہ میں بھی ہزاروں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ خدام اور ان کے متعلقین اور مدرسین اور طلباء جن کی تعداد اڑھائی تین سو سے کم نہ ہو گی۔ دربار شریف سے مستقل طور پر بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ لنگر کی آمدنی زیادہ تر نذر نیاز پر منحصر تھی۔ تاہم بذل وسخا دریا کے پانی کی طرح جاری رہتی تھی۔ اسی لئے آپؒ کبھی صاحب زکوٰۃ نہ ہوئے "ملفوظات طیبات" میں مذکور ہے کہ حضرتؒ بعض اوقات اس چیز پر اظہارِ مسرت شکر فرماتے تھے۔ ایک بار لنگر غوثیہ غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لنگر کی بھی یہی کیفیت تھی کہ کبھی قرضدار ہو گیا اور کبھی مالدار، مگر مستوجب زکوٰۃ نہ ہوا بیواؤں اور یتیموں کے وظیفے مقرر فرما رکھے تھے۔ پشاور کے بعض متموّل مریدین جو کابل بخارا اور وسطِ ایشیا کے ممالک میں تجارت کرتے تھے۔ جب انقلاب روس کے باعث مفلس ہو کر رہ گئے تو سالہا سال تک لنگر غوثیہ سے اُن کی پرورش ہوتی رہی۔ ایسے متعدد خاندانوں کے وظائف بھی مقرر تھے۔

Marfat.com

آمد و رفت مُریداں

گولڑہ ریلوے سٹیشن مشہور جنکشن ہے۔ ریل گاڑیاں، جی۔ ٹی۔ ایس کارواں ٹرانسپورٹ کی بسیں۔ ویگنیں۔ سوزوکیاں رات دن چلتی رہتی ہیں خاص کر عُرس مُبارک کے موقع پر مُریدانِ پیر صاحبؒ کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے تو اُس وقت عام سہولت کے لئے محکمہ ریلوے کی طرف سے خاص انتظام ہوتا ہے۔ اور سپیشل گاڑیاں اور بسیں چلائی جاتی ہیں۔ تاکہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔

پہلا بڑا عرس مُبارک دَرشانِ پیرانِ پیر دستگیر محبُوبِ سُبحانی، شہنشاہِ بغداد سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز المعروف

گیارہویں شریف

یاد رکھیے! دربارِ عالیہ گولڑہ شریف میں تین عُرس منائے جاتے ہیں پہلا عُرس المشہور بڑا عُرس حضور قبلۂ عالم پیرانِ پیر دستگیر محبُوبِ سُبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا سالانہ عرس یعنی گیارہویں شریف جو کہ ۹ ربیع الثانی سے شروع ہو کر ۱۱ ربیع الثانی کو ختم شریف ہوتا ہے اور ہر سال بہت دھُوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے گوشے گوشے اور بیرونِ ملک سے ہزاروں افراد نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے گولڑہ شریف آتے ہیں اور اپنی مُرادوں سے جھولیاں بھر بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

Marfat.com

جے توں چاہناایں قرب ربانی بن جا سگ میراں دا
شیراں اُتے شرف رکھیند اکتا پیر پیراں دا

دوسرا عرس مبارک پیر سید مہر علی شاہؒ

جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ
ہو میسر دیکھنا یاراں بزم گولڑہ شریف

اعلیٰ حضرت عالی جناب پیر سید غوث الزمان خواجہ مہر علی شاہ رحمتہ اللہ نور اللہ مرقدہ کا سالانہ عرس ۲۷ صفر سے شروع ہو کر ۲۹ صفر کو ختم شریف ہوتا ہے۔ ۲۹ صفر کو دربار عالیہ گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام و شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ آپؒ کے مزار پر چادر چڑھائی جاتی ہے۔ لاکھوں مریدین چادریں اور پھولوں کی ٹوکریاں سر پر اٹھا کر چادر کے ساتھ پھرتے ہیں گہراج سے شروع ہوتے ہیں جس میں محبوب قوال اور ان کے ہمنوا رشید احمد قوال اور ہمنوا، محمد علی فریدی اور ہمنوا قوالی کرتے ہیں اور چادر چڑھاتے ہیں تمام کے وقت مزار مبارک پر پہنچتے ہیں تو وہاں حضرت پیر غلام محی الدین بابوجی صاحب خود اپنے دست مبارک سے چادریں چڑھاتے اور پھول ڈالتے تھے پھر ختم پڑھا جاتا تھا اور ساتھ ہی دعائے خیر ہوتی۔ اس کے بعد قریباً ۱۱ دن کے بعد عید میلاد النبیؐ بھی بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منائی جاتی ہے اور تمام رات وعظ، تقاریر، نعت خوانی، قوالی اور ختم شریف پڑھتے ہیں۔ جگہ بہت سجائی جاتی ہے۔ سحر کے وقت تقریباً دو سو کے قریب گولے چھوڑے جاتے ہیں۔ بعد میں دعائے خیر ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

یاد رکھیئے! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ۲۹ صفر کو گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ میں آپؒ کے لاکھوں عقیدتمند موجود ہیں۔ ۱۱ ربیع الثانی کے عرس غوثیہ کے موقع پر گوشہ گوشہ اور بیرون ملک سے ہزاروں افراد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے گولڑہ شریف آتے ہیں۔ آپؒ کے زمانہ سے ہی اس عرس مبارک کو اتنی شہرت حاصل ہے تقریباً برصغیر کے دور و نزدیک مقامات کے اور بیرون ممالک سے بھی کافی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہو کر فیض روحانی سے سیراب ہوتے ہیں اس عرس کی تقریبات دنیاوی رسم و رواج اور دوسرے جھمیلوں سے پاک ہوتی ہیں۔ عرس کے موقع پر یہاں رشد و ہدایت وعظ اور پند و نصائح کی محفلیں جمتی ہیں۔ جن سے تشنہ کاموں کو سیرابی کا موقع ملتا ہے۔ خاص کر عرس مبارک کے دنوں میں گولڑہ شریف کی بستی خوب سجائی جاتی ہے۔ زائرین کی سہولت کے لئے حکومت کی جانب سے اس موقع پر سپیشل ریلیں اور بسیں چلائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سب دو زانو ہو کر ہدیہ تبرک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ تیسرا عرس حضرت پیر غلام محی الدینؒ عرف بابو جیؒ منایا جاتا ہے۔

ٹوٹے جو ستارہ کبھی زمین پر نہیں گرتا
حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
گرتے ہیں سب ہی دریا سمندر میں
سمندر کبھی دریاؤں میں نہیں گرتا

Marfat.com

تیسرا عُرس مُبارک

زُبدۃ السالکین، سُلطان العاشقین، سیّد السادات، سیّدنا مُرشدنا، خواجہ الحاج پیر سیّد غلام محی الدّین شاہ صاحب المعروف بابوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس مُبارک ۲ جمادی الثانی بمطابق ۱۳۹۴ھ ہجری تا ۴ جمادی الثانی دربارِ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں مُریدین و متوسلین شمولیت کرکے رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔ اور ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ
ہو مُیسّر دیکھنا یارانِ بزمِ گولڑہ

سُنادے مژدہ اے بادِ صبا غلامانِ احمدؐ کو
یہاں خیر الورٰی کے کچھ فضائل کا بیان ہوگا

وِچ گولڑے دے گلشن کھِلیا فیض ربانی دا
جو کوئی طالب اس دا ہو وے بابِ فیض ایمانی دا

Marfat.com

بہشتی دروازہ

حضرت پیر صاحب سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں قیام پذیر تھے۔ وہ ایک ماڑی ہے جو سرائے نمبرا کے اوپر ہے جہاں اب بھی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے تبرک اور وہ کپڑے جو آپ زندگی میں پہنتے تھے۔ وہ تمام چیزیں اب تک محفوظ ہیں جس کا نام بہشتی دروازہ ہے۔ سال میں چار مرتبہ کھلتا ہے اور اس میں ہزاروں افراد گزرتے ہیں عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے موقع پر صبح کی نماز کے وقت کھلتا ہے۔ آپؒ کے عُرس مُبارک ۲۹ صفر کو عصر کے وقت کھلتا ہے اور اس کے بعد حضرت غوث الثقلین کے بڑے عُرس مبارک کے موقع پر ۱۰ ربیع الثانی کو کھلتا ہے۔ دربار غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند افراد کی شمولیت سے عُرس مبارک کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے ؎

کیا بتاؤں کہ دربار پاک سے ملتا ہے کیا
دیکھنے والی ہر نظر کو خدا ملتا ہے
سُنا دے مژدہ اے صبا غلامان احمد کو
یہاں خیر الوریٰ کے کچھ فضائل کا بیاں ہو گا

♥

Marfat.com

علامہ اقبالؒ کا خط

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء کے تحریر کردہ ایک عریضہ میں فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہ تھا جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔ آج بھی ہمیں یہ دیکھ کر اور سُن کر کچھ ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم شرم سے شرابور ہو رہے ہیں۔ اس دور کو آج پھر کسی غوث کی ضرورت ہے کسی قطب کا یہ محتاج ہے یہ دور آج پھر کسی مجدد کو آواز دے رہا ہے اور کوئی مہر منیر کو ڈھونڈنے دن رات محوِ انتظار کہہ رہا ہے۔ ہر دور کی دوا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ہر مرض کی شفاء پیر مہر علی شاہؒ ہے۔

علامہ اقبال کا شوق استفادہ

وصال سے چند سال پہلے آپؒ پر حالت استغراق طاری رہنے لگی انہی دنوں آپؒ کو حضرت علامہ اقبالؒ کا ایک مکتوب موصول ہوا جس میں انہوں نے حضرت شیخ اکبرؒ کی تعلیم حقیقت زمان کے بارے میں آپؒ سے رہنمائی چاہی تھی پیر صاحبؒ نے یہ خط بڑے غور سے سنا اور فرمایا کہ میری طبیعت میں افاقہ ہوا۔ تو میں اس کا جواب لکھوں گا لیکن پیر صاحب کی علالت طویل ہو گئی۔ چنانچہ ملک سلطان محمود ٹوانہ نے (جو مراسلات کی خدمت پر مامور تھے) علامہ اقبالؒ کو لکھ دیا کہ آپ اپنے ہی مشہور قول کے مصداق اس مکتب میں دیر سے پہنچے ہیں۔

Marfat.com

خود علامہ اقبال کو کیمبرج یونیورسٹی میں زمان و مکان کے متعلق حضرت شیخ اکبرؒ کے نظریہ پر لیکچر دینا تھا۔ لیکن موت نے انہیں بھی مہلت نہ دی۔ علامہ اقبالؒ کا مکتوب ذیل میں درج ہے۔

لاہور۔ ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ! السلام علیکم!

اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے تاہم اس سے پہلے شرفِ نیاز حاصل نہیں ہوا۔ اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں۔ گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی۔ بہرحال جناب کی وسعتِ اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیشِ نظر مقصد کے لیے کھٹکھٹایا جائے۔

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر ادھر جانے کا مقصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بایں حال چند امور دریافت طلب ہیں۔ جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا۔ اگر سوالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۔ اول یہ کہ حضرت شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب نے تعلیم حقیقت زماں کے متعلق کہا گیا ہے۔ آئمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے۔

۲۔ یہ تعلیم شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اوّل کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

Marfat.com

۳:۔ حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقت زماں پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے ایک عربی کا رسالہ مرحمت فرمایا تھا اس کا نام تھا "درایتہ الزمان" جناب کو ضرور اس کا علم ہو گا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے۔ اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سُنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا لیکن مقصود چونکہ خدمت اسلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مقصد کے لئے معاف فرمائیں گے۔

باقی التماس دعا

مخلص

محمد اقبالؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غوث الزمان قطب دوران حضرت قبلہ عالم
سیدنا خواجہ مہر علی شاہ جیلانی قدس سرہٗ العزیز

المعروف

سی حرفی پیر مہر علی شاہؒ

الف

اللہ دا ایہو حکم ہویا چلو گولڑے شریف وچ نور وسدا
پیر مہر علی شاہ اُتے مہر ہوئی فیض انہاں دا ہر دم بھرپور وسدا
جنہاں منہ مراداں منگیاں نے دل انہاں دے پیر ضرور وسدا
اشرف اس دربار تھیں خیر ملدا بھانویں نیڑے تے بھاویں کوئی دور وسدا

ب

بہت بلند ہے دربار عالی گولڑے شریف وچ آن تکیا
لوکی جوق در جوق دن رات چل دے سب نوں دیوندا فیض جوان تکیا
مہر علی شاہ اولیاء پاک ہینی اندر چشتیاں دے سلطان تکیا
اشرف شمع محمدیؐ دین اندر اساں اپنے وچ دھیان تکیا

Marfat.com

ت

ترت پہنچاوندے فیض اس نوں جیہڑا وچہ دربار دے آوندا اے
پیر مہر علی دی مہر ہر تے ہر کوئی نیت تے فیض اٹھاوندا اے
آساں ویکھیا اے آندیاں جاندیاں نوں خالی کسے نوں نہیں پرتاوندا اے
اشرف سخی دربار تھیں فیض لے کے ہر ایک غنی تونگر کہلاوندا اے

ث

ثابت ہے شان تطہیر تینوں داخل وچہ روشن اِنَّمَا ہوئیوں
پاک پاک آیت قدسی نال ہو کے سیر عاشقاں طور لقا ہوئیوں!
جلوہ پیا کوہ طور تے ہک واری توں تاں نت کوہ طور خدا ہوئیوں
اشرف دے وچ تصور بھانویں کارن عیباں پیر ہدیٰ ہوئیوں

ج

جان قربان جیلان آتوں اساں واریا خویش قبیلڑے نوں
گئے بھل پیار پیاریاں دے اساں ویکھیا جدوں رنگیلڑے نوں
کیتی دھیر مرید نوں جذب میراں جدوں سونہیا پاک وسیلڑے نوں
اشرف نوں یار مہر ماہی واہ واہ شاباش جھیلڑے نوں

ح

حسنؓ حسینؓ دے دین اُتوں وارے جگ دو زلف دی تار اُتوں
سیرت حیدرؓ دی سروری پاک جلوہ لکھ لکھ طور جلن رخسار اُتوں
لا تحف دی دھیر مُرید کردا کوڑھ دور کردا بدکار اُتوں
اشرف دے وچہ قصور بھانویں گھول مہر ماہی سوہنے یار اُتوں

خ

خلق جہان دی جان دی اے وڈا اسنی بلند دربار تیرا
آپوا اپنی لین برات لوکی کھلا ہویا سرکار دربار ترا
ہند سندھ تے عرب عراق توڑی ہر اک جگہ وچہ چمک چمکار تیرا
اشرف تیرا گدا اگر سلطان ہوندا جاری فیض دا بحر سردار تیرا

د

دوست میرے عالی شان تیرے خاک قدم تساں اُتوں گھولیا میں
تیرے شان دا کجھ بیان ناہیں ورق ورق قرآن دا پھولیا میں
رتبہ قدر تساڈے دا وکھرا بھاری نال زمیں آسمان دے تولیا میں
اشرف نوں بخشنا مہر ماہی جے کوئی سخن اولڑا بولیا میں

✿

Marfat.com

ذ

ذُوالقُربیٰ دے لعل ڈِٹھے نوری نور مبارکوں لعل چارے
آبدار موتی بحر نورُ احمد نور دے نور ہوئے اتصال چارے
حضرت مہر ماہی محیُّ الدّین مُعین شاہ حق سیّد صاحب قدرتی بمثیاں چارے
شان پاک قرآن تطہیر اندر ہوئے پاک آیت قدسی نال چارے
فخر شاہ دارین کونین سرور حضرت پاک رسولؐ دی آل چارے
ہادی مہدی مُڈھ قدیم دے نی مُرشد موموناں ذُوالجلال چارے
ضرب المثل رسُول مقبول سندے صاحب شان تے بے زوال چارے
چلے تیر تقدیر توں موڑ یا نے رکھن زور تقدیر دے نال چارے
شائع وچ عرصات دے روزِ محشر ساقی کوثر آب زلال چارے
بنجاں قاتلاں نوں قتلوں چھڑایا نے ہوکے تیر تقدیر نوں ڈھال چارے
لیا کج مینوں رکھی لاج میری صاحب قدر بلند اقبال چارے
حضرت حسنؓ حسینؓ دے عین نقشے ہکو ذات تے ہکو خیال چارے
اشرف توں تاریا مہر ماہی کارن عیبیاں دے کج پال چارے

ر

رکھ لیا مینوں مہر ماہی قہر کڑکدے سخت طوفان وچوں
پئی ایہہ کرامت دوچہ عالم صدی چودھویں سال میان وچوں
تارے پنج بیڑے لاکے زور گھیرے کھتی جا قندیل آسمان وچوں
اشرف نوں تاریا مہر ماہی ہویاں مشکلاں حل جیلان وچوں

Marfat.com

ر

روزِ میثاق جھتیں کئی سال اَگے ساڈا یار دے نال پیار آہا
نہ سی دھرتی آسماں نہ لوح کرسی تدوں عشق دا گرم بازار آہا
اساں لیا پچھان سی مہر ماہی جدوں ہک ہکلڑا یار آہا
اشرف دے وچہ قصور سارے حضرت مہر ماہی بخشنہار آہا

ز

زُلف محبوب دی وچہ جلوہ جیویں جلوہ طُور دے نُور آہا
نوری نورِ محمدیؐ نور وچوں سدا رحمتاں نال معمور آہا
پاکی اصل تطہیر دے شان والا عیبوں پاک بے قصور آہا
اشرف دے وچہ قصور بھانویں کیتا مہر ماہی منظور آہا

س

سالک بھی ویکھ حیران ہوئے منزل اتنی بُلند سرکار دی اے
سائل آوندے ستے بھرپور ہوندے لئے فضیلت اس سچی سرکار دی لے
بیٹھا گنج توحید خزانیاں تے ایہو کل رحمت حیدر کرارؓ دی اے
اشرف کی کی تعریف سناویں نوں نگاہ اتہاں دی شفا بیمار دی اے

Marfat.com

ش

شاہ مہر علی وچہ گولڑے دے تخت شرع دے اُتے سُلطان بیٹھا
چشم کوریاں تے گوش بہریاں نوں دین حق دی راہ دکھلان بیٹھا
یا دِ حق دی بستی بسان خاطر ظلمت دوئی دے پردے اُٹھان بیٹھا
روشن قلب کر دیوندا قسم رب دی اشرف مہر علی شاہ ایسا جوان بیٹھا

ص

صِفتاں پاک موصوف ہادی حضرت مہر شاہ پیر دا دین آہا
سُرمہ بصر ما زاغ ما طاغ کولوں پایا سروری تاب قوسین آہا
ڈِٹھا زُلف محبوب دے وچہ شعلہ حیدریؓ نورِ کونین آہا
اشرف نوں تاریا مہر ماہی سیّد پاک فرزند حسنینؓ آہا

ض

ضرب لگی اُتے ضرب ماہی بُھلے علم مضارع ماضیاں دے
جدوں یار محبوب دا پیا جلوہ گرے بھُل سواد مجازیاں دے
اس عشق میدان دیاں کُٹھیاں نوں رُتبے کربلا دے غازیاں دے
اشرف نوں تاریا مہر ماہی کیتے کرم غریب نوازیاں دے

◎

Marfat.com

ط

طمع بخیلیاں جگ اُتوں دُور کرن نوں پیر سرکار آئے
مہر علی شاہ پیر وِچ گولڑے دے فقیر رَبّ دے خاص دلدار آئے
ہر جگہ وِچ چمک دکھا رہیا وانگ شمس دے دین چمکار آئے
اشرف طالیاں دے نگہبان بن کے اُتے جگ دے پیر سردار آئے

ظ

ظاہری باطنی کریں یاری پیشوا میرے قبلہ گاہ میرے
میریاں کیتیاں وَل نہ ویکھ سایاں بُرے فعل تے عمل سیّاہ میرے
ہر عیب بھارے اگے خوف مارے تینوں سارے خیر خواہ میرے
آساں روز میثاق دِیاں لایاں دلویں چھوڑ نہ گُناہ میرے
کیتا روز بلیٰ اِقرار ایہو خونیں آج دین گواہ میرے
گل پلڑا عِشق دے کٹھیاں دا دل پھٹڑے تے منہ گھاہ میرے
آہیں دُور گئیاں ضرباں سر سہیاں شُعلے آتشیں وِچ درگاہ میرے
اشرف دے قصُور سارے سبھے بخش لین مہر شاہ میرے

ع

عِلم محبُوب دا جگ جانے دوہاں عالماں وِچ مشہور آہا
کیتا رَدّ مذاہباں باطلاں نوں خانہ دین اسلام معمور آہا
کھِچّی سیف بے کیف جان علم والی کیتا قادیاں سر چُور آہا
اشرف نوں تاریا مہر ماہی پار چا ہٹریا ڈُولدا پار آہا

Marfat.com

غ

غیر کولوں مکھ موڑیا ہیں خاک قدم تساں اُتوں واریاں ہیں
روزِ اول تھیں کئی اگے تساں ساتھ لگایاں یاریاں ہیں
ایہو یار جناب تھیں منگ لیا گل پا پلو کر زاریاں ہیں
اشرف دیاں عرضاں دور گیاں مہر ماہی دے گوش گزاریاں ہیں

ف

فلک متابع مہر شاہ دا سدا دوستی دا دم ماریا سوں
مہر پاک اسرار دو عالماں دا غرق ہویا جہاز نوں تاریا سوں
باراں برس دیاں ڈبدیاں جھگیاں نوں روح بخش کنارہ گزاریا سوں
اشرف توں تاریا مہر ماہی سنگل قاتلاں گلوں اُتاریا سوں

ق

قدر تیرے دا دور درجہ عالی شان ہویوں عالی شان کولوں
آل پاک سیّد عالم خاص جیّد شان پاک تطہیر قرآن کولوں
سرمہ بصر مازاغ دے نال روشن منزل قدسی لامکان کولوں
اشرف نوں تاریا مہر ماہی ہویاں مشکلاں حل جیلان کولوں

✵

Marfat.com

ک

کرم کیتا ہیں تے ہادیاں تے دِتا موڑ قضا تقدیریاں نوں
ایہو طور بغدادیاں غور کر کے پہنچن جھب مُریدیاں ڈھیریاں نوں
بچھڑے بخش دے اوتر بھتریاں نوں توڑن مجرماں قید زنجیریاں نوں
ملک اشرف شاباش وچہ دو عالم مہر ماہی دیاں دستگیریاں نوں

ل

لیلتہ القدر دی لوڑ ناہیں جے کر آپ دا ہووے دیدار حضرت
ساڈے عیب گناہ ہاندے محل بنگلے اک نگاہ نال کرن سما حضرت
دے شہر توحید دا کفر نسے سُکے باغ نوں کر گلزار حضرت
اشرف سدا رہسی مدح خوان تیرا جد تک زندگی وچہ سنسار حضرت

م

مہر ماہی جُنیدی پاک شاہی ہنوں نال رحمان دے جوڑیا سُو
غور طور جیلانیاں زور کیتا چلے تیر تقدیر نوں موڑیا سُو
سنگل ٹٹ گئے ملزماں بھاریاں دے پکڑ جھب صلیب نوں توڑیا سُو
اشرف لوں تاریا مہر ماہی پنجاں قاتلاں نوں قتلوں چھڑایا سُو

ن

نہیں دیدار بن خواہش دِل وِچہ خفیہ دل دا راز اظہار کرساں
صرف بخش دیدار جناب اپنا رو رو کے کل گفتار کرساں
جے کرتساں دربار تھیں دور کیتا کتھے جا کے میں فریاد کرساں
اشرف مہر علی سجے نہ مدد کیتی تر لے رات دن میں بمار کرساں

و

وَت پکار دی سجناں دے سُنیں کوک بدکار جہاں دی وے
کیتے اپنے تے پشیمان ہوئی تکی اوٹ تیں پیر جیلان دی وے
رکھیں لاج میری گئی وگ میری پھیریں باہنہ لڑ گئی ناداں دی وے
اشرف دے وِچ قصور سارے ہکو آس تیں پر معان دی وے

ہ

ہور نوں ہور لوڑ ہوسی ساڈا باجھ تیرے کوئی یار ناہیں
آساں روز میثاق دیاں لگیاں دا ہن چھوڑیو ساتھ وچکار ناہیں
تینوں تاج سرداریاں دا پچھے سیدوں ہور سردار ناہیں
اشرف دیاں عرضاں دور گئیاں محی الدین باجھوں غم خوار ناہیں

Marfat.com

لا

لکھ ولیاں دے غوث اگے بڈھی کوکدی سُنیں پُکار میری
گنہگار بدکار سیاہ کار آیوں لینیں کج اج عیب سرکار میری
اساں لائیاں دیاں لگیاں نی عرش پار گئی کوک ہزار میری
اشرف دے وِچ قصور بھانویں مہر ماہی دے ہتھ مُہار میری

ع

اگ فراق دی بھڑک لگی شعلہ مار اُٹھی توں توں اندر
جگر بکّیاں بھُن کباب کیتا ہُن آ مچیا دھوں دھوں اندر
بسّی لکڑی وانگ وجود کر کے نت پئی ہووے شوں شوں اندر
اشرف رہیا ہِک نام تیرا جس دا ذِکر ہووے توں توں اندر

ی

یار توں اساں وار چھوڑیا جاں مال قبیلڑا کل آہا
جُنیدے والی مُبارک ہِک سندا بھارا دو جہاں تھیں مُل آہا
محی الدین سیرت محی الدین ناموں پیا وچہ دو عالماں غُل آہا
اشرف نوں تاریا مہر ماہی جس یار دے ہور نہ تُل آہا

Marfat.com

ن

نُور و نُور کر دتا گولڑے نوں سوہنے پیر سوہنے شاہ دی شان واہ واہ
چشمے فیض والے جاری ہو گئے نے خادم آپ دے حور و غلمان واہ واہ
جد اوچہ تعداد نور چمکدا سی آقا نوں کیتا ہے دان واہ واہ
اشرف پیر دے فیض چمکنے نے دھم پئی لے وچہ جہان واہ واہ

الف

اپنی خودی نوں مار کے اِک ہو جا اِک پیر نوں نال یقین کہہ دے
جیہڑا پیر تیرا تینوں حکم دیوے نال صدق یقین آمین کہہ دے
نقشہ پیر والا سینے وچہ رکھیں جیہڑا دین آکھے او دین کہہ دے
اشرف جیہڑا پیر تینوں حکم دیوے اوہدے امر نوں آمین کہہ دے

یے

یا مولا آخری وقت مینوں ٹوریں نال ایمان جہان وچوں
مُرشد دا دیکھاں دیدار ظاہر رُوح نکلے جد قلب زندان وچوں
قبر وچہ جد منکر نکیر پہنچن کلمہ پاک نبیؐ دا نکلے زبان وچوں
اشرف جنت دل لے جاسن رسُول احمدؐ بری ہوویں جے حشر میدان وچوں

آپؒ کے ارشادات و فرمودات

سورۃ اخلاص نہ صرف رفع ہم و غم کے لیے ہے بلکہ تمام امراض کی دوا ہے۔ رفع ہم و غم، مغفرت گناہان رضائے الٰہی، عشق الٰہی، اخلاص توکل وغیرہ وغیرہ جن کو مفصل لکھنا محال ہے۔ یہ وہ نعمت عظمےٰ ہے جس سے اعراض کر کے کشف و استخارہ کی طرف متوجہ ہونا عاشق الٰہی کے لیے موت ہے۔ جب تک چار کتابیں نہ پڑھی جائیں انسان مولوی نہیں بن سکتا۔

۱: پہلی کتاب حضرت انسان۔ ۲: عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔ ۳: حضرت اسماء ہر قسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ برزلہ۔ ذات محبت۔ اگرچہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔ جب تک اپنے سر سے بزرگی کی بو نہیں نکالو گے بارگاہِ حقیقی میں کبھی باریابی حاصل نہیں کر سکو گے انسان کے شرف کا اعتبار حسب میں ہے نہ محض نسب میں۔ درویش کبھی اپنی ذات پر نظر نہیں کرتے بلکہ ہر کہ دمہ کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حدودِ شرعیہ کی پاسداری کو نگاہ میں رکھنا، نماز پنجگانہ اور وظائف نصفانہ کرنا بہت سے لوگ محض اس سبب سے خالی اور خشک رہ جاتے ہیں کہ ہر وقت اپنی خودی اور فخر پر نظر رکھتے ہیں۔

- ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے سینے میں سوزش رہتی ہے۔ فرمایا ہر نماز کے بعد تین مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر لیا کرو ان شاء اللہ شفا پاؤ گے چنانچہ یہ شخص

Marfat.com

چند روز میں اچھا ہو گیا۔

- ایک شخص نے فراغتِ معاش کے لئے وظیفہ دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا، کہ نماز عشاء کی دو رکعت سُنت اور وتروں کے درمیان ایک ہزار بار یَا وَھَابُ پڑھا کرو۔

- آپؒ نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی ثروت، جاہ کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔ انہیں حصولِ ثواب اور رضائے حق کی نیت سے پڑھنا چاہیئے جن کے ساتھ ساتھ مشکلات بھی حل ہو جائیں گی اور رضائے حق اصل مقصد کی نعمت سے بھی مالا مال ہوں گے۔

- حضرت پیر صاحبؒ سے کسی نے سوال کیا کہ صوفیائے کرام اپنے وظائف میں "الٰہی بحق فلاں"، اور "الٰہی بحرمت فلاں" کے کلمات سے کیوں دعا وغیرہ مانگتے ہیں جبکہ خدائے تعالےٰ پر کسی کا حق نہیں ہے؟ آپؒ نے فرمایا بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر از خود کسی کا کچھ حق نہیں لیکن اگر وہ خود از راہِ فضل وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (مومنوں کی نصرت ہم پر حق ہے، سُورۃ روم آیت ۴۷۔ ارشاد فرما کر کسی کو حق عطا کر دے تو کیا اعتراض باقی رہتا ہے۔

- ایک دفعہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علم حقیقت ان چار کتابوں کے بغیر حاصل نہیں ہوتا:۔

۱:۔ پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان

۲:۔ دوسری عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔

۳:۔ تیسری حضرتِ اسماء یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ۔

۴:۔ چوتھی ذاتِ بحث۔

"اگر یہ چار کتابیں پڑھ لو تو مولوی کہلانے کے مستحق ہو ورنہ نہیں۔"

Marfat.com

● حضرت پیر صاحبؒ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے پیرو مرشد سے محبت اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ خود فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کا رُخ انور دیکھ لینے کے بعد کوئی چہرہ نظر میں نہیں جچ سکتا۔ ملفوظاتِ طیبات میں آپؒ کا یہ ارشاد درج ہے:

ہمارے والد محترم شمس الحق کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اُسے اس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازا جس کسی نے آپؒ کو ایک بار دیکھا اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہتی رہی۔ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو رُخِ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر اُن کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں لہٰذا آپؒ کا شکر گذار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سے سمجھتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا"

● کوہ مری میں حضرت خواجہ عبدالعزیز ڈفرہ والوں سے ایک شخص نے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے پوچھا "پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے"؟ کہا۔ پیر صاحب گولڑہ شریف سے بیعت تھی مگر ان کا وصال ہوگیا۔

خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا۔

"بے نصیب! تُو نے حضرتِ قبلہ عالم قدس سرہٗ کو مُردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ وشان کے اولیاء اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں ؎

لوگ کہتے ہیں خواجہ کے ملنے سے کیا ملتا ہے
لاکھ ملنے کا یہ ملنا کہ خُدا ملتا ہے

Marfat.com

پاکستان کے لئے حضرت کی دُعا

یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ جب بھی کسی ملک اور زمانہ میں دینِ اسلام کی تابندگی میں فرق آیا اور باطل عین عروج پر پہنچ کر بندگانِ خدا کے لیے باعث زحمت ہوا۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اپنے فضل و کرم سے ایسی عظیم ہستیاں دُنیائے عالم کو ودیعت فرمائیں کہ حق کا بول بالا ہوا۔ اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ شیطان بھاگا اور رحمان کے ڈنکے ہر سو عالم میں بجنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی پاک ہستیوں کو عالمِ وجود میں لا کر دنیا پر شفقت بھی فرمائی۔ اور یہ وعدہ بھی پورا فرمایا کہ ہم نے قرآن مجید کو اُتارا اور ہم ہی یقیناً اس کے محافظ ہیں۔ ایسی ہی ہستیوں میں سیدنا پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز بھی ہوئے ہیں جن کی علمی اور روحانی قوت سے نہ صرف اسلام مادہ پرستی کے مسموم اثرات سے محفوظ رہا بلکہ مسلمانوں میں حیاتِ نو کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے جو بالآخر اس برصغیر میں مسلمانوں کو آزاد حکومت کے منصۂ شہود پر آنے کا باعث ہوا۔

آستانہ گولڑہ شریف لاکھوں عقیدت مندوں کی دینی علمی اور رُوحانی تسکین کا مرکز ہے۔

طلبائے دین ہدایت کی رہائش اور خوراک کا آستانہ کی جانب سے مفت بندوبست ہے۔ لنگر خانہ سے نہ صرف ان طلباء کو خوراک مہیا کی جاتی ہے بلکہ زائرین اور مسافروں کو بھی کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ مدرسہ اور لنگر کے تمام اخراجات موجودہ سجادہ نشین حضرت غلام معین الدین شاہ صاحب اور سید عبدالحق شاہ صاحب دونوں حقیقی بھائی پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب المشہور بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور آپؒ کے پوتے برداشت کرتے ہیں۔

ایام عرس کے بعد بھی زائرین کی دیکھ بھال اور اُن کے آرام و آسائش کا مکمل انتظام باقاعدہ جاری رہتا ہے۔ گولڑہ شریف کے باشندے بھی بڑے مہمان نواز اور ملنسار ہیں۔ یہ دین پسند اور سیدھے سادھے مسلمانوں کی بستی ہے جہاں فسق و فجور کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہر طرف توحید پرستی کا دور دورہ ہے۔ یہاں سیاست کا نہ تو کوئی چکر ہے اور نہ ہی سماج دشمن سرگرمیوں کا اڈا ہے۔ یہاں ہر گھر میں اسلام ہے اور یہاں پر باہر سے آنے والے ہر شخص کو رحمت و راحت ملتی ہے۔ دورانِ عرس یا اس کے آگے پیچھے اس بستی میں منشیات مثلاً بھنگ چرس ناچ گانے وغیرہ کا کوئی رواج نہیں ہے۔ جیسا کہ اکثر عرسوں اور میلوں کے موقع پر ہوا کرتا ہے یہاں تو صرف عبادت و ریاضت میں وقت گذرتا ہے۔ **علماء کرام کی تقاریر سنائی جاتی ہیں۔**

Marfat.com

آپ کی تصنیفات و تالیفات

۱:۔ سیف چشتیائی

۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۲ء اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے۔ مخالفین کو مجال زدنی نہیں۔ یہ کتاب اُردو زبان میں ہے۔

۲:۔ شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح

۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی۔ اس کا موضوع بھی اس کے نام سے ظاہر ہے۔

۳:۔ اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھل بہ لغیر اللہ

۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴-۰۵ء اس میں مسائل اختلافیہ کا بیان ہے۔

۴:۔ الفتوحات الصمدیہ

۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷-۰۸ء اس میں غیر مقلدین کے دس سوالات کے جوابات ہیں۔

Marfat.com

۵:- تحقیق الحق

۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء مسئلہ وحدت الوجود کی توضیح پر مشتمل ہے۔

۶:- ملفوظات مہریہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے مختلف مجالس میں فرمائے ہوئے مسائل و نکات غریبہ کا مجموعہ ہے

۷:- مکتوبات طیبات

حضرت پیر صاحبؒ کے خطوط کا مجموعہ ہے جس میں اہم امور دینیہ کی تشریح کی گئی ہے۔

۸:- فتاویٰ مہریہ

حضرت پیر صاحبؒ کے مختلف فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

۹:- اُجالا بر دو سالہ

مسائل کلامیہ پر مشتمل ہے۔

۱۰:- پنج گنج عرفان

ہر لحاظ سے قابلِ تعریف تحفہ ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ مجموعہ وظائف مہریہ

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی زندگی میں وظائف کا وظیفہ کرتے تھے۔ وہ یکجا کلام پاک اشاعت ہوئی۔ آپ بھی یہ وظائف پڑھیں۔

۱۲۔ عشقِ رسول میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لاجواب ہے۔

قبلہ عالم گولڑوی کی نعت کے متعلق علامہ اقبال کا اظہار خیال

قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریف
اَج سِک متراں دی ودھیری اے، کی عالمگیر اثر انگیزی اب محتاج بیان نہیں
پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی ہے۔

عشقِ رسولؐ میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لاجواب ہے جو درباری قوال محبوب اور رہنما جو کہ جمعرات کو اعراس مبارک پر قوالی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دُنیا بھر کے دیگر کئی قوالوں کی آواز میں یہ نعتیہ کلام ریڈیو۔ ٹی وی پروگرام کے علاوہ دیگر ملک کے کونے کونے میں علمائے کرام جشن میلاد النبیؐ اور اعراس مبارک کے موقع پر پیش کرتے ہیں

قبلۂ عالم گولڑوی کی نعت کے متعلق

علاّمہ اقبال کا اظہارِ خیال

قبلۂ عالم حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی نعت شریف "اج سِک متراں دی ودھیری اے" کی عالمگیر اثر انگیزی اب محتاجِ بیان نہیں۔ پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی نعت شریف ہے۔

آج جو کٹ کے گرا ہے ایندھن کے لئے
چڑیوں کو بڑا پیار تھا اس بوڑھے شجر سے

Marfat.com

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

حضرت کی مشہور نعت جو اکثر بھیم پلاسی یا اساوری میں گائی جاتی ہیں

اج سِک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچہ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

اَلطَّیفُ سریٰ من طلعتہٖ
وَالشذ وبدیٰ من وفرتہٖ
فسکرت ھنا من نظرتہٖ
نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

Marfat.com

دو ابرو قوس مثال دِسن
جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سُرخ آکھاں کہ لعل یمن
رِچھے دند موتی دی ہن لڑیاں

اس صُورت نوں میں جان آکھاں
جاناں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رَبّ دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہہ صُورت ہے بے صُورت تھیں
بے صورت ظاہر صُورت تھیں
بے رنگ دِسے اس مورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

دِسے صُورت راہ بے صُورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پَر کم نہیں بے سُوجھت دا
کوئی وِرلیاں موتی لے تُریاں

ایہا صُورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وِچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر
سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

Marfat.com

يُعْطِيكَ رَبُّكَ وس تساں
فَتَرْضٰى پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں
وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صیحح پڑھیاں

لاہو مکھ توں مخطط بُرد یمن
من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن
جو حمرا وادی سن کریاں

حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن
نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن
سب انس وملک حوراں پریاں

انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مفت دکاندیاں تے
شالا آون وت بھی اوگھڑیاں

سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ
مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

Marfat.com

حضرت پیر مہر علیؒ شاہ نے فرمایا!
لے خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زُلفوں سے خوشبو مہکی جس کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا۔

رُباعی

دِلی علیؓ دا اے علیؓ دِلی والے ہے دی شک تے گل آزما دیکھو
دَر دِلی تے علیؓ علیؓ ہوندی کِسے دِلی دے دَر تے جا دیکھو
مُشکل حل کر مشکل کُشا دیندے دِلی علیؓ اَگے سیس نوا دیکھو
بگڑی مُڈ تاں دی بن جاندی اشرف کسے دِلی نوں اپنا بنا دیکھو

شعر

دودھ وجود تیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی
مُرشد لاوے جاگ پُرم دی تاں جُدا دودھ پانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہوؒ

الف

اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

ب

بغداد شہر دی کیا نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیویں درزی دیاں لیراں ہو
اینہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے میں ٹکڑے منگساں باہو کرساں میراں میراں ہو

مناقب شریف

سوہنے شاہ دے دوارے لائی رحمتاں جھڑی برسے نور پیا چھم چھم کیسی سوہنی اے گھڑی
سوہنے شاہ دے دوارے لائی رحمتاں جھڑی
پیرا روضہ تیرا عالی منگتے آئے ہاں سوالی تیرے در توں جان کدی دی نہ خالی
اساں جانا نیوں خالی آس لائے ہاں بڑی۔ سوہنے پیر دے دوارے
جیہڑا نال یقینے پیر جی نوں من دا چہرہ نورو نور رہندا رنگ توحیدی چڑھدا
جیہڑا منکر تیرا تیرا قسمت اس دی سڑی۔ سوہنے پیر دے دوارے لائی
تیرا چشتی گھرانہ جس نوں جاندا زمانہ سر تے غوث والا سوہنا ملیا تاج شاہانہ
نوری لگے اج لے کے نوری موتیاں لڑی۔ میرے پیر دے دوارے
لہندے چڑھدے توں خلقت تیرے در تے اوے خالی سمجھ جاوے جھولی بھر کے لے جاوے
جیہڑے قدماں وچہ ہندے قسمت انہاندی بڑی۔ میرے پیر دے دوارے
کئی ویکھے نے منگتے بادشاہ ایتھوں منگدے کہ نبیؐ والا پڑھدے ولی اللہ دے نوں مندے
پیرا خالی نہ توں موڑیں اشرف کدوں دا دکھڑا۔ میرے پیر دے دوارے
سوہنے پیر دے دوارے لائی رحمتاں جھڑی

مناقب شریف

نوری روضہ دیکھو میرے پیر مہر علی شاہ جی پیر دا
لعل حسینی پھل شاہ دستگیر دا
پیارے پیارے روضے اتوں جند جان وار دیئے
قدماں وچہ تھاں ملے چھڈ گھر بار دیئے

پیر مہر علیؒ شاہ جی دے در تے ہووئے وقت اخیر دا
آؤ نوری روضہ ویکھو میرے شاہ جی پیر دا
اس دربار دیاں اچیاں شاناں قسم خدا دی اچیاں گھرانہ اے
کوئی نہیں جواب بے شال بے نظیر دا نوری روضہ دیکھو میرے پیر دا
سِک روضہ ویکھنے دی سینے وچ رہندی اے
ویکھ لئے جدوں ٹھنڈ اکھیاں نوں پیندی اے
سوہنا روضہ مرشد غوث مہر علیؒ شاہ جی بدر منیر دا
نوری نوری روضہ دیکھو میرے شاہ جی پیر دا
بڑی شان والا یارو روضہ ہور کس دا
اوہدے دلوں ویکھئے تے مدینہ وچوں دسدا
غوث مرشد مہر علیؒ شاہ جی دے مکھڑے وچوں جلوہ دسے رب قدیر دا
نوری نوری روضہ دیکھو میرے سوہنے مرشد شاہ جی مہر علیؒ پیر دا
مصیبتاں وچہ ڈبیا بیڑا یارو پل وچوں پار ہووے
نزع والے عاشقاں نوں پیر دا دیدار ہووے
ہاڑا سن لو شاہ جی ملک اشرف فقیر دا
نوری نوری روضہ دیکھو خواجہ مہر علی پیر دا

✵

Marfat.com

عقیدت دے پھل

بطرز:- کرے نہ بھروسہ کوئی دنیا دے پیار دا

پتہ پتہ حق والا پکار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے پیار دا

پنچھی توحید والے نغمے سناوندے دین رسول والے پرچم لہراوندے

کمب دا اے ویکھ ویکھ کلیجہ کفار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

رحمتاں دا اک بھرپور خزانہ اے لکی چھپی گل نہیں جاندا زمانہ اے

اکھ دے اشارے وچ بگڑی سنوار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

فیضاں تے برکتاں دے مینہ پئے وسدے روندے ہوئے آن جہڑے جان ہسدے

ٹھاٹھ نرالا آقا تیرے دربار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

میلے فرشتیاں دے صبح شام لگدے لنڈے خزانہ فیض والا لوکی جگدے

ڈبے ہوئے بیڑیاں نوں پل وچہ تار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

ہتھ دا یا دیلا مڑ کے نہیں آوناں آؤ او بخت جنے اپنا جگاوناں

ستر انیسؔ جا گے ایتھے گنہگار دا

گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

Marfat.com

نور دیاں لاٹاں نال جگمگان والیا　　جاواں قربان بُھلے رلے ہے پان والیا
وجد انقارہ پیا سوہنی سرکار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

بے شک زبان تیری تفسیر حق دی　　تصویر تیری آقا تصویر حق دی
تیرا ہے میل، میل پروردگار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے دا

شاناں تے آناں والا تیرا گھرانہ اے　　مہراں تے محبتاں دا جہڑا خزانہ اے
فیضان دے موتی پیا جگ تے کھلار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

دس کیوں کراں دُکھڑا بیان میں　　کی اے ہستی تیرے اگے کھولاں زبان میں
مینوں تے سلیقہ نہیں آقا گفتار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

ٹُٹے ہوئے دلاں والی سنیں فریاد توں　　دُکھی مظلوماں تائیں کریں امداد توں
نام ہے سہارا تیرا آقا سنسار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

تیرے دربار دا نظارا سوہنا ویکھیا　　حق والا نوری چمکارا سوہنا ویکھیا
بُھل گیا اکھیاں نوں نقشہ بہار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

جگ وچہ تیرے نال پیار جنے پا لیا　　سمجھو نصیب اوہنے اپنا جگا لیا
کسے دی میدان وچہ بازی نہ ہار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

Marfat.com

بُلبُل دے وانگ ہر دل پیا چہکدا ناں خوشبو دے سارا جگ مہکدا
کھڑیا اے پھُل دین والے گلزار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

پھُل ایہہ عقیدت دے ہون جے قبول نی راضی ہووے سوہنا میرا رب تے رسُولؐ نی
اللہ اللہ جاگے تا بھاگ سیاہ کار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

تیرے سوہنے نام دے سہارے تے ٹھلیا تیرے رحم و کرم دے اشارے تے ٹھلیا
بیڑا بنے لا دیں آقا اشرف گنہگار دا
گولڑہ شریف گھر مولا دے یار دا

دربارِ غوثیہ، چشتیہ گولڑہ شریف

قطعہ

ذرّہ ذرّہ اس زمین کا نُور سے معمُور ہے
خاکِ طیبّہ کی ضیا اس خاک میں مستُور ہے
پھُوٹتی ہیں جس سے کرنیں اُس کریم ذات کی
بستی گولڑہ یا ر و وہ چراغِ طور ہے

Marfat.com

پنجابی نعت شریف

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جیھتے دم مارن دی نہیں مجال

روندیاں نیناں نوں سمجھا رہی　　لکھیا پڑھیا سب بھلا رہی
یک نام سجن دا گا رہی　　رگ رگ تے توں توں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جیھتے دم مارن دی نہیں مجال

جندی بک مینوں اوہ تے آیا نہیں　　ہک جھٹ گھڑی سکھ پایا نہیں
پل پل گھڑی دسے سو سو سال　　صلّی علیہ ذوالجلال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جیھتے دم مارن دی نہیں مجال

سوہنا ہیں توں کیوں چیت چا گیا　　لگیاں پریتاں بھلا گیا
قسمت سڑی دا واہ پیا　　تتی ریت عرب دیاں راہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جیھتے دم مارن دی نہیں مجال

جنیدی جند تلی تے دھر رہی　　گل پلڑا منتاں کر رہی
لکھ واری توبہ پڑھ رہی　　رُٹھڑا یار منادن دا خیال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جیھتے دم مارن دی نہیں مجال

Marfat.com

کراں یاد میں سوہنی جھات نوں　　اس سفر عرب والی رات نوں
اس حرا وادی گھات نوں　　یَا لَیْتَنِیْ یَوْمُ الْوِصَال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

سارا دن گزاراں بھوندیاں　　گھت پلڑا اکھ تے روندیاں
ہنجواں نال مکھڑا دھوندیاں　　ساری رہن سولاں تے آہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

کیتی وچ غماں غلطان ہوئے　　اندر یاد سجن مستان ہوئے
حیران بہوں پریشان ہوئے　　انہاں پیچیاں زلفاں سیاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

آدم تھیں تا عیسےؑ مسیح　　نفسی بلیس سب نبی
اوتھے بولسی اک امتی　　احمد نبی صاحب کمال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

رَبِّیْ اِلٰہِیْ صَدِّیْ　　صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیْ
فاطمہؓ الزہرا علیؓ　　حسنین جگ دی پناہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

Marfat.com

مہر علیؒ توں کون بچارا   نیٹ لاشئے تے اوگن ہارا
سر تے چا کے میتیاں دا بھارا   لاویں پریت توں شاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

لا کے پریتاں کدی نہ نسئے   بھیت دلاں دا مول نہ دسئے
اندر رویئے تے باہر ہسئے   ملئے پئے سداچاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

مہر علیؒ کیوں پھریں اداسی   اج کل سوہنا آ گل لاسی
ہوسن خوشیاں تے غم جاسن   ملساں لمیاں کر کر باہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال
صلی علیہ ذوالجلال

♣

Marfat.com

الہٰی خیر گردانی
بحق شاہ جیلانی

یا غوث الاعظم جیلانیؒ

یا غوث الاعظمؒ دستگیر میں منگتا تیرا واں
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
کیوں رہیا میں ناشاد میں غوث اعظم تیرے ہوندیاں
کوئی نہیں سُندا میری فریاد تیرے ہوندیاں
یا غوث الاعظمؒ دستگیر میں منگتا تیرا واں
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
مار دے نت ٹھوکراں ظالم تیرے مسکین نوں
ایہہ نہیں انصاف شاہ بغداد تیرے ہوندیاں
باراں ورہیاں دا ڈُبیا بیڑا ترساں بنے لایا
غیر دے در تے کیوں منگاں امداد تیرے ہوندیاں
یا غوث الاعظمؒ دستگیر میں منگتا تیرا واں
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
میں مدح تیری جوڑ دا دِل وچہ ہے خطرہ گور دا
میں دامن نہ تیرا چھوڑ دا مینوں خطرہ نہیں گل گور دا
تسکین ہو پیران پیر دستگیر اشرف ہے بڑا دل گیر
تُسیں آسرا ہو کمزور دا یا غوثِ الاعظمؒ دستگیر

Marfat.com

منقبت شریف

سوہنے پیر مہر علیؒ شاہ دی بستی نوں میں طوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں
ہر پاسے جلوہ سوہنے دا نوُر و نوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں
گولڑے شریف دا شان اُچیرا اے ایہدے وچ سوہنے دا ڈیرہ لے
اس پھلاں والی ٹیکری نوں کافوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں
ایہہ جانی غوث الاعظمؒ دا اے ایہہ منبع لُطف و عطا دا اے
سوہنے پیر دی دُعا ربّ دے گھر منظور نہ آکھاں تے کی آکھاں
جو منکر اِس گھرانے دا اے اوہ علیؓ دا دے محمّدؐ نانے دا اے
قسم ربّ دی اُدہوں ربّ کوُنوں دُور نہ آکھاں تے کی آکھاں
سوہنے پیر مہر علیؒ شاہ نوں پنجتنؓ دیاں اکھیاں دا نوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں
جنہاں سجدے وچہ سر کٹوا سے نے جنہاں ہتھاں وچہ پتر کٹائے نے
سوہنے پیر مہر علی شاہؒ نوں ربدے عشق دے وچہ میں چوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں
سوہنے پیر مہر علی شاہؒ وچہ رنگت حیدرؓ دی سوہنے پیر وچہ خوشبو زہراؓ دی
میں سوہنے پیر مہر علیؒ نوں پنجتنؓ پاک گھرانے دا نوُر نہ آکھاں تے کی آکھاں

رُباعی

ایہہ دلی جوڑ دیوندے منگتیاں نوں وہابی توڑے نوں بے امداد دا دُکھ
دُکھ کئیاں نوں نبیؐ دے یاراں دا تے کئیاں نوں شاہ بغداد دا دُکھ
کئیاں تائیں گیارہویں والے دا کئیاں تائیں حسینؓ دی یاد دا دُکھ
دُکھ کئیاں نوں عرشاں دا ہے اشرف کئیاں نوں پاک میلاد دا م دُکھ

Marfat.com

نبیؐ نانا علیؓ بابا سخاوت ہو تو ایسی ہو
چلے خنجر کرے سجدہ عبادت ہو تو ایسی ہو

کرماں والڑیاں

نی سیؤ مرشد پیر مہر علیؒ دے در تے آیاں کرماں والڑیاں
پھلاں بھری چنگیر وچہ پھل لالڑیاں
اج سوہنے دے در تے آیاں کرماں والڑیاں
آ و یکھو سوہنے پیر مہر علیؒ شاہ نوں کیڈیاں شاناں والڑا
سوہنا مکھڑا چن دے وانگوں مار دا لے لشکارا
یاد اللہ وچہ راتاں اینہاں جا لڑیاں
مرشد دے در آیاں کرماں والڑیاں
پھلاں بھری چنگر وچہ پھل لالڑیاں
اج سوہنے پیر مہر علیؒ دے در تے آیاں کرماں والڑیاں
تن تندور اینہاں دا نور و نور ہویاں خوشحالڑیاں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ۔

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن بھیں گن کردا
کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

Marfat.com

دعا منگیا کرو سنگیو کِتے مُرشد نہ رُس جاوے

میں لجپال دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے سدا بُوٹے ہرے رہندے
خیال یار وچہ میں مست رہنا ہاں دِنے راتیں
میرے دل وچہ سجن وسدا میرے دیدے ٹھرے رہندے
دعا منگیا کرو سنگیو کِتے مُرشد نہ رُس جاوے
جنہاں دے یار رُس جاندے اوہ جیوندے ای مرے رہندے
ایہہ پینڈا عشق دا آخر تے ٹرنے نال ای مکناں ایں
اوہ منزل نوں نئیں پا سکدے جیہڑے بیٹھے گھرے رہندے
کدی وی ٹور نئیں پیندی مینوں در در تے جاون دی
میں لجپالاں دا منگتا ہاں میرے پلے بھرے رہندے
کدی وی ڈُب نئیں سکدے اوہ چڑھدے پانیاں اندر
جو ٹھِلدے آسرے تیرے اوہو بیڑے ترے رہندے
نیازی مینوں غم کاہدا میری نسبت ہے لاثانی نال
بن کے رہن جو کسے دے قسم رب دی کھرے رہندے

ہندی خیال

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا
دُکھ آئے سُکھ بھاگ گئے — سب عیش مٹا سارا چین پیا
تن من دھن سب تجھ پر واروں — وار دیواں کونین پیا
جیا تڑپت ہے درشن دیکھو — صدقہ حسنؓ حسینؓ پیا
وصل علی کیا شان ہے — لامثلك فی الدارین پیا
مہر علی ہے جب نبی اور جب نبیؐ ہے مہر علی — لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیا
جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا

مدحت حضرت علیؓ

کب کر سکے مدّح تمام۔ امام ہمام ہنام بھلا جگ سارا
جس فاتح خیبر۔ ماہ منور۔ شاہ غضنفر دین کو سنوارا
وہ نبیؐ کے وصی۔ اللہ کے ولی۔ دو جگ میں ہلی بہ خفی وجلی
وہ جب کہ پڑیں للکار، مریں کفار، ہو دیں ناچار ٹوٹے ہنکار سبھی کا
حیدرؓ کے زور پہاڑ کریں کفار مریں درِ خیبر کو اکھاڑا

Marfat.com

مرثیہ

قبلہ عالم قدس سرہٗ کے کلام میں غمِ حسین پر یہ ایک مرثیہ "پنجابی مہندی کی صنف میں یادگار ہے۔

لایا مہندی خُون اجل دی لے

ایہہ مہندی فاطمہؓ سین دی لے
خون پاک شہید حسین دی لے

ایہہ ہوراں نال نہ رل دی لے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

نانا پاک دا بھن کے بانا
طرف مقتل دے تھیا روانہ

جنبش ہوئی زمین آسماناں
نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے

لایا مہندی خُون اجل دی لے

آکے نبیؐ علیؓ تے فاطمہ زہراؓ
فرزند حسینؓ تو ویہلا آ

سانوں سک تیری پل پل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

شاہ تیری مہندی دا پنڑ ساوا
کوفیاں رل مل کیتنا دھاوا

اینویں لکھی ہوئی روز اوّل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ پیلا
سونپیوئی رَبّ نوں خویش قبیلہ

تینوں پئی مصیبت کربل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

شاہ تیری مہندی دا رنگ دلارا
روندا تینوں عالم سارا

ساری خلقت تلیاں مل دی اے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

شاہ تینڈی مہندی دا رنگ سوہا
اُمّت نوں ہے تیرا. لوہا

ساری اُمت جلدی بلدی لے
لایا مہندی خُون اجل دی لے

Marfat.com

ایہہ مہندی سوہنے باگ دی اے — وَیُطھِرُ حکم والی لاگ دی اے
ناہیں ہوراں نال نہ رل دی اے — لایا مہندی خون اجل دی اے
اُدھر پاک معصوم پیاسے ترسن — جنہاں تے مینہ تیراں دے برسن
اُدھر تیغ حسینؓ تے چل دی اے — لایا مہندی خون اجل دی اے
رَبّ توں آیا ایہو بھانڑاں — رُتبہ شہیدی تینوں دوانڑاں
تہیں تاں تھوڑا انھے کیہڑی گل دی اے — لایا مہندی خون اجل دی اے
سُبحان اللہ تیرے رنگ الٰہی — اوہ سوہنی صورت فاطمہؓ جائی
اج خاک وچ پئی رل دی اے — لایا مہندی خون اجل دی اے
مہر علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی — دائم قائم ذات خدا دی اے
تیری وَسدی بھی پل جھل دی اے — لایا مہندی خون اجل دی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے

Marfat.com

مثنوی المعروف گومگو

مرحبا اے بلبل بستان چشت ‌ ‌ ‌ باز گو از گومگواں سرنوشت
ہردم از اسلام و اہلش ایں صدا ست ‌ ‌ ‌ ایں بیان نیک چشتی را سزا ست
فیضیاب از بارگاہ احمدیؐ ‌ ‌ ‌ جرعۂ بر دہریہ ہم فلسفی
کے مقابل با تو تاند ہم سری ‌ ‌ ‌ مستمد از شیخ عبدالقادری
نورِ چشم مصطفےؐ و مرتضےؓ ‌ ‌ ‌ سیّد حسنیؓ حسینیؓ مہ لقا
نورِ دیدہ تاجدار اِنّما ‌ ‌ ‌ مژدہ از لَاتَخَفْ داد مما
آں سگے کو شد مقیم کوے او ‌ ‌ ‌ شیر نادر تاب دیدن سوئے او
حب دل واری خواجۂ خواجگان ‌ ‌ ‌ مَاتَ فِیْ حُبِّ الا اللہ اوراست شاں
پنجتن را بندہ ای از جانِ دل ‌ ‌ ‌ دہریہ ہم فلسفی پیشت خجل
جرعۂ از فیض مستان الست ‌ ‌ ‌ ریز بر دوں ہمتاں سکان پست
قُلْ لَهُمْ قَوْلاً بَلِيْغًا لَيِّنًا ‌ ‌ ‌ وَلَهُمْ بَيِّنْ بَيَانًا هَيِّنًا
پس میفشاں نور بر ظلمانیاں ‌ ‌ ‌ از غشاوہ جہل ایشاں را رہاں
کار شیراں ہمت و سرگرمی است ‌ ‌ ‌ کار دوناں حیلہ و بے شرمی است
جو در حق کردہ ترا مختص بہ دیں ‌ ‌ ‌ ذَالِکَ فضل من اللہِ العلمین
جد لهم بالنصح والحسن المقال ‌ ‌ ‌ وارحهم عن عقیدات الضلال
زاں شدی موسوم با محرم علی ‌ ‌ ‌ محرمی زاں عالم سر و خفی
چوں محرم با علیؓ ہم خواندہ اند ‌ ‌ ‌ از برایت حال نیکو راندہ اند
یعنی ہتک عزتت کردہ حرام ‌ ‌ ‌ آں علیؓ غالب ذوالاحترام
از حریم جمع در بیداے فرق ‌ ‌ ‌ ماندہ ای مہجور در ظلماے فرق

Marfat.com

زاں حدیث راہ پر خوں مے کنی
قصہ ہائے عشق مجنوں مے کنی

روح مستاں شاہ است نائی و نیت
مے وہی بیروں و میدہ نائیت

گفتہ تو گفتہ اِں روحت است
گو بظاہر انتسابش سویت است

بالب دمساز خود بپوستہ ای
از تکلف ہائے کلی رستہ ای

بلبل بستان چشتی خوش بگو
ہاں دہاں بر گو مگو اصلاً بگو

"جود محتاج است خواہد طالبے
ہم چناں کہ توبہ خواہد تا بئے"

"جود مے جوید گدایان و ضعاف
ہم چوں خوباں کائینہ جویند صاف"

"روئے خوباں ز آئینہ زیبا شود
روئے احساں از گدا پیدا شود"

"پس ازیں فرمودہ حق در والضحیٰ
بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا"

چوں گدا آئینہ جود است ہاں
دم بود بر روئے آئینہ زیاں

فلسفی در "ماہی" عمرش تیر شد
وانکہ جز ماہی است ز آبش سیر شد

دہریہ در عیش فانی کو رد کر
ماندہ در علم کیانی خیرہ سر

مرغ کاب شور باشد مکنش!
او چہ داند جائے آب روشنس

اے کہ اندر چشمۂ شور است جات
تو چہ دانی شط جیحون و فرات

اے تو نا رستہ ازیں فانی رباط
تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط

در بدانی نقلب از اب وجد است
پیش تو ایں نامہا چوں ابجد است

ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید
بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید

تو چہ دانی سر ایں را اے عمی
چوں ندانی کل شئی فی کل شئی

ساعتے واکن عقال بعیر را
بشنو از نے نالۂ شب گیر را

تا بہ او بیقل بہ او بیطش شوی
ہم بہ و یسمع بہ و یبصر شوی

لوح محفوظت شود مشہود علن
از چہ محفوظ است محفوظی نشین

غیر از معقولہا معقولہا — بینی اندر دل علوم انبیاؑ

علم تو علمش و علمش علم تو — حلم تو حلمش و حلمش حلم تو

تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیست ایں — فی امرایا العدم قد طھر المتین

ایں زماں جاں دامنم برتافت است — بوئے پیراہان یوسفؑ یافت است

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آں یارے کہ آں را یار نیست

از ہمہ اوہام و تصویرات دور — نورٌ نوراً نورٌ نوراً نور نور

ایں سخن لاریب حق است اے اخی — وجھہ فی کل شیء یجتلی

خاصہ در انساں کہ نوع آخر است — کون او جملہ جہاں را حاضر است

زیں جہت عالم صغیرش گشتہ نام — فالعوالم اربعہ بنگر تمام

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر — باز گو از گو مسگو نعم الخبر

کیست نے کو مے سراید دمبدم — من نیم واللہ یارا من نیم

ایں فغان و نالہ ہائے زار او — مے رود تا صحن عرش یار او

ہمچو نے گشتہ تہی از خویشتن — زار و گریان است از حب وطن

اوست فانی از خود و فانی بحق — مَنْ رَاٰہُ قَدْ رَاَیٰ رَبَّ الْفَلَقْ

بیندش چشمے کہ دیدار غیر دوخت — مطمحش لا غیر الا روئے دوست

دیدن چشم محمدؐ از شقی — کے بود چوں دید ابوبکر و علی

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

چیست دانی چہرۂ زیبائے دوست — دید حق را آئینہ گویم اوست

بالب دمساز خود جفت است او — زاں چوں نے بس گفتنی گفت است او

Marfat.com

سر ادمائی است او جز نے نیست
شورہائے دمہئے او بے وے نیست

گفتۂ نے گفتۂ نالہ بود
گو ظہورش از دہان نے شود

نے کہ ہنگامم حکایت بردہد
از جدائی ہاشکایت مے کند

کز مقام وحدتم رانیدہ اند
زاں زشورم مرد و زن نالیدہ اند

کردہ ام جبروت اسمار اعبور
عالم ملکوت را کردم مرور

گشتہ ناسوت آخر ایں منزل مرا
زیں جدائی ہاشدہ خوں دل مرا

چوں نہ گریم در فراقش سر بسر
نیست در عالم زمن مہجور تر

در حریم وصل بادشاہ وجود
خفتہ بودم ہجر را رہے نہ بود

گشتہ ام محروم از قرب ہمیں
در حضیض آوردہ موج بچنیں !

"سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق"

"ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش"

آں وہم بیروں کہ او در من ومید
آرمیدہ ام بحق از خود رمید

ہاں مگو او چونکہ باحق واصل است
جملہ مطلوبات او را حاصل است

پس زہجرانش شکایت بہر چیست؟
وز جدائی ہا شکایت بہر چیست ؟

زانکہ وصل مطلق است اینجا محال
تا بود پیوند جسم و جاں بحال

راست فرسودست مولانا بیاں
در دم آخر چوں رفت اوزیں جہاں

"من شدم عریاں زتن او از خیال
مے خرام در نہایات الوصال

تا بود اینجا تشبک جم ذ جاں
کے رخ جاناں عیاں دیدن تواں

او زجان و جان زاد مستور نیست
لیک کس را دید شاں دستور نیست

مظہر ذاتست روح بے نشاں
ہمچناں کا سماش را باقی جہاں

"بحث جاں اندر مقام دیگر است
بادۂ جاں را قوامے دیگر است"

جملہ اسمارا تو مرآت آمدی
زاں خلیفہ و مظہر ذات آمدی

آمدی از دور نیک اے خوش لقا
گوئے بردی از ملک یا مرحبا

عَلَّمَ الْاَسْمَا طراز جان تست
اُسْجُدُوْا لِاٰدَم ہم اندر شان تست

از کمالت کر ملک آگاہ بدے
کے اَتَجْعَلُ گفتہ خود رسوا شدے

نایدایں اندر لباس صوت وحرف
غوطہ باید خود در دریائے ژرف

چشم بند و گوش بند لے بے نوا
صحن دل را نیک روب از ماسوی

کن سفر در خود بہ رجعت قہقری
تا ز رمز روح و جانت پے بری

پائے کوباں تا بہ بام او رسی
از خودی خود بیروں آئی و رہی

از وطن بینی دا از اصل وطن
جان خود بیں گر بروں آئی ز تن

فہم کن اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
ابتدا و انتہایت شد ہموں

"اسم خواندی رو مسمی را جو
مہ بہ بالا واں نہ اندر آبِ جو"

"اذکرونی راست اذکرہ در قفا
ذکر تاں را ذکر او نعم الجزا

با ملائک حق بگوید در سما
دوست دارم آں کثیر الذکر را

دوست داریدش کہ او محبوب ماست
وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ را سزاست

دادہ اسمش شرح صدر و رفع ذکر
ذکر او ہر جا کہ از ماہست ذکر

ما نہ بے او، او نہ بے ما بالیقین
گفتہ او گفتہ ما شد ازیں

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ زیں بود
لیک نے ہر کس سزائے ایں بود

ذَالِكَ فَضْلُ مِنْهُ اللّٰه یَصْطَفٰی
مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ یا اَخِی

خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند
دیدہ از غیرت بروس بستہ اند

کردہ با جانوک نوطا جا تبش
از دلو خواں تا رحیما آیتش

"آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست
فانی است او دست خداست

Marfat.com

از دہن ہائے خلائق شد عیاں — معنی اُذکُرُکُم ہاں اے مہرباں
ظرف اُذکُرُو اِذ نیست کے بود — منسی و مذکور ہر گاہ وے بود
"ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود — غیر منسی ذات حق در دل بود
ذکر یاد دل بود نے از سخن — کو بود صوت دہولئے از دہن"
چونکہ روحت غرق یاد حق بود — جا مہستی بکلی شق بود
ذاکر و مذکر و ذکرت یک شود — اندریں دم غیر حق بیشک بود
غیر تو ہستی بروں شو از حرم — خود حجاب اکبری قسم لاجرم
آں وحید الدہر عارف بایزیدؒ — با ملائک گفت از شوق مزید
ہیچ تاں یابید از شاہم نشاں — عرش جائے اوست خواندم در قرآں
جملہ گفتندش کہ بر ما کن عطا — گو خبر از آں شہ ارض و سما
عالمے را در تحیر کردہ ای — با ظہور کاملت در پردہ ای
لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ لَّکَ کُفُوًا وَلَمْ — علم تو ہست از علوم ما اتم
تو محیطی کے محاط ما شوی — عِلْمُنَا کَیْفَ عَلَیْکَ یَحْتَوِیْ
برتری از فہم و قال و قیل ما — خاک بر عقلے و بر تمثیل ما
کے تند بر شعلہ تار مویکے — کے ز کنہت قول راند عاقلے
مالک المسلکی وَاللّٰہُ اَحَدُ — لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ اللّٰہُ الصَّمَدُ
لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ لَّکَ کُفُوًا وَلَمْ — لَیْسَ شَیْئًا مِثْلُکَ یَا ذَا الْکَرَمْ
تو چنانستی کہ خود کردی بیاں — در صحائف سابقہ ہم در قرآں
آنچہ بابا در بطون امہات — کردہ ای موسم نہ کردہ بانات
گر نہ سبقت کردے رحمت بر جلال — جملہ عالم ماندے در تیہ زوال
زیں سبب رحمٰن باللہ قرین — آمدہ در بسملہ از بہترین

عالمے راز عدم کردی بدر | آفریدی جملہ را از خیر و شر

لیس فی الفیضین یارب العلا | یرجع الشین الیك لا ولا

لم جعل الشر شراً باطل | از تخلہ ھنالك عاطل

لم جعل الشر موجوداً بداں | خیر ذاتی ہست و شر عارض بداں

علم تابع است مر معلوم را | کیف زید یتقی زاں شد خطا

گر نہ لطف یا در مظلم بدے | کے جواب الست را ملہم شدے

خلقت ما کردی از ماء مھین | احسن التقویم کردی ذوالقین

پس عطا کردی بما عقل و حواس | تاکہ از اعمال ما بینی سپاس

از پئے لطف و ہدایت واز سبل | نیست ماجرا جز اطاعت با رسل

ہم ز فضل و رحم خود یا ذوالعلا | کردہ ای ارسال رسل و انبیاء

تاکہ ختم الانبیاءؐ جد الحسنؑ | آخر آمد بود فخر انجمن

خواند بر ما روشن و معجز کتاب | داد ما را شرع با فصل خطاب

علم وی آمد ولیت سر بسر | عقل جزوی ہست اینجا خیرہ سر

عبدۃ البطن اند ابنائے زمان | کہ فضیلت مے دہند ایں را بر آں

کور و کر اند بس غافل زیار | روز و شب در حظ نفسانی دوار

معدہ را بگذار سوئے دل خرام | تاکہ بے پردہ ز حق آید سلام

تا الست از روے شنوی ایں زماں | ہم بلی آری مجیباً بر زباں

وحدت باشد بہ کثرت جلوہ گر | پس حزامی در وصالش سربسر

تا بدانی سر اطوار وجود | کیست دیار اندریں دار وجود

کُلُّ شَیءٍ ھَالِكٌ مشھود عین | با شدت آں دم رہی از غبن و شین

راکعاً سرشار از روئے کسے | ساجدانہ دید آبروے کسے

Marfat.com

بینی او را اندریں آئینہ ہا — ثمّ وجه الله بفهمی بے خطا

لایصح عندك فی ذالشهود — شمت الاعیان رائحة الوجود

گاہ بینی عین ثابت راعدم — ینصبغ بصفات او اندر قدم

گاہ وجود خاص دانی مرورا — پس انا الحق در سرائی برملا

در تصور ذات او را کنج کو — تا در آید در تصور مثل او"

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیت باید از وے رو متاب

جذب و شوق بلبل بستان چشت — باز نالاں گشت برگل ہائے کشت

سنة الله چونکہ جاری شد بریں — در بہاراں سبزہ روید از زمیں

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد — مہلتے بایست تاخوں شیر شد"

ہاں نہ گوئی معجزات انبیاء — شد خلاف نص شرعی ایں کجا

سنتش را نیست تبدیلی نہ ضد — شاہدش برخواں زقرآں لَنْ تَجِدْ

پس خلاف نیچر قانون او — در شنا صفی چاں اید بتو

زانکہ ایں ہم بر وفاق عادت است — معجزہ ہم در طباق سنت است

عادی و غیرش وفاق سنتش — وافر و کم بر وفاق عادتش

کثرت او قلت ایں از قدم — در محاط سنت وجف القلم

نیچری چوں اندریں جانکاہ شد — لاجرم زیں نکتہ کم آگاہ شد

صدق طالب جود آں رب صمد — بیش از فصل بہاراں بردہد

لیک مختص بذاك من یشا — از عبادش انبیاء و اولیاء

"آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی است و دست او دست خداست"

از دہن ہائے خلائق شد عیاں — معنی اذکر کم ہاں اے مہرباں

شیئاً لِلّٰہ شاہ جیلاںؒ اعطنی — یامعین الدین چشتیؒ آتنی

ہر زباں سے خواند از عشق مزید — یا فریدؒ و یا فریدؒ و یا فریدؒ

رحم فرما اے سلیمانؒ زماں — المدد اے و نشان بے نشاں

المدد یا شمس دینؒ غوث جہاں — فضل کن یا فضل دین کہف الاماں

چوں حدیث روئے شمس الدینؒ رسید — شمس چارم آسماں سر درکشید

نورِ روحانی دہر شمسؒ سیال — کوست حقانی و باقی بے زوال

از افول آمد منزہ شمسؒ دیں — غیرش آفل لا اُحِبُّ الافلین

شرح احسانات و فیض مستمر — ایں زماں بگذار تا وقت دگر

اولیاء صیقل گران روم داں — نے چوں نقاشان چیں لعبت گراں

دل ز غیر دوست چوں صافی کنند — ہر دو باخود آئینہ بازی کنند

عکس مہ روئے فتد آنگہ درو — کہ مصفی باشد وھم رُو برُو

پاک کن مرآت خود از غیر حق — کے تری فیہ وجوھاً وجہ حق

زنگ غیریت ز مرآتت بکن — منعکس فیہا علوم ذوالمنن

تا بیابی علم خود از علم او — ذات داو صافش ہمہ ظاہر ز تو

نے بخوم است و نہ رمل است و نہ خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب

از پئے روپوش عامہ دربیاں — وحی دل گویند او را صوفیاں

تلغراف غیبی آمد از اساس — گشت چشتی پاس حق را مد سپاس

آنکہ ہتک عزتش کردہ حرام — محترم گردش بہ نزد خاص و عام

آں علیؒ غیور و منان و صمد — راجئی خود را کجا رسوا کند

یا الٰہی فیض از وہبانیہ — زد و بارك انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دار ایں — تاجدار خدمتش آں تاج دیں

واں سلیم الطبع والدین خوش صفات — آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

Marfat.com

حق سلامت داردش از رنج وتاب　　دین و دنیا باشدش خیر المآب

ہم چراغ دین احمدؐ خادمش

الاماں یارب زیاد مرضرش

1912ء میں ملک سلطان محمود خان ٹوانہ نے قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں اپنی کسی پریشانی کے متعلق عریضہ ارسال کیا اور عنوان پر یہ شعر لکھا ۔

گر چارہ مرے زخم جگر کا نہیں کرتے

اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

حضرت نے بواپسی اپنے قلم مبارک سے یہ منظوم جواب ارسال فرمایا۔

اس چشم سیاہ بھری پر سحر و فتن سے

سلطان بھی اگر اُلجھیں تو اچھا نہیں کرتے

بے ساختہ تھا زخم جگر نوک مژہ سے

پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے

کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میر عرب سے

اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

ہے مہر و وفا طرز و ادا آل عبا کی

ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے
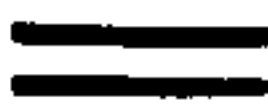
Marfat.com

قوالی

سَائِقَ الاظعان یطوی البید طے
مُنعِمًا عرج علی کثبان طے

ساربانان! مہربانان! راہیا — شالا جیویں تھیویں ماہیا!
آنکھیں جا انہاں پیاریاں دلجانیاں — گوڑھے نیناں والیاں متانیاں
لا پریتاں دے کے لارے اوہ گئے — اوہ گئے اوہ دل دے پیارے اوہ گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں — واراں سریں اس انوکھڑے ڈھول توں
بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی — بہے ٹھکانے پینت ساڈے بھال دی
اک وچھوڑا دوجے طعنے جگ دے — پیراں تھیں سر تک المبے اگ دے
بالدی ڈیرے پئی خانقاہاں تے — آوندو یکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی — مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے — خیر ہووی انہاں نوں ذرا روک تے
جا سنیہڑا دیویں انہاں جانیاں — گوڑھے نیناں والیاں متانیاں

لَسْتُ اَنْسٰی بِالتَّنَایَا قَوْلَهَا
کُلُّ مَنْ فِی الْحَیِّ اَسْرٰی فِیْ یَدَیْهَا

بھلدے نہیں او بول مٹھڑے ڈھول دے — بول ساول یار روہی رولدے
رات ساری گزری تارے گندیاں — یاد کر کر قول میزاں مندیاں

Marfat.com

مناقب شریف

میں اپنی داستانِ غم سنانے قبلہ مہر علی شاہ جی آیا ہوں
لگی ہے آگ جو دِل میں آپ کے در پہ بجھانے آیا ہوں
میں اپنی داستانِ غم سنانے آیا ہوں

خُدارا اب اُٹھا رُخ سے پردہ یا مہر خواجہ
دیدارِ رُخ زیبا کا میں پانے در پہ آیا ہوں
نہیں ہے کوئی درماں آپ کے در کے سوا میرا
مریضِ ہجر فرقت کو مٹانے آپ کے در پہ آیا ہوں

سخی ابن سخی کا در ہے خالی کوئی نہ لوٹے گا
مقدر اپنا خواجہ جی آزمانے در پہ آیا ہوں
کوئی لاتا ہے تحفے، بے بہا کوئی مال نذرانہ
میں نعتِ مدنی شاہ جی سنانے در پہ آیا ہوں

میرا سر ہو تیرا در ہو اور آنسو ہوں آنکھوں میں
یہ ہے اشکوں کا نذرانہ چڑھانے در پہ آیا ہوں
ہے دربارِ شاہانہ نظر کرم کر دو
جبینِ شوق قدموں میں جھکانے در پہ آیا ہوں

جو اِک مدت سے تھے سوئے ہوئے میرے خیالوں میں
ترانے اشرف گا کر سنانے آپ کے در پہ آیا ہوں

Marfat.com

سلام

بخدمت اقدس

خواجہ خواجگان اعلیحضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

پیر مہر علی شاہ کے روضۂ اقدس کے نظاروں کو سلام
کلس اقدس اور گنبد اور میناروں کو سلام

جس گھڑی یہ گلشن زہرا میں غنچہ کھلا گلستان مرتضےٰ تیری بہاروں کو سلام

پیر مہر علی شاہ جی کی آل اطہر پہ پڑھوں لاکھوں درود
شاہ جی کے لاڈلوں اور خدمتگاروں کو سلام

خواجہ کے دستِ اقدس پر جنہوں نے بیعت کی
ان مریدوں اور غلاموں تابعداروں کو سلام

شاہ جی کے آستاں سے ہے مشرف جو زمیں
اس زمیں کے ذروں کو راہ گذاروں کو سلام

مرشد غلام معین الدین عبدالحق شاہ جی کے جانشین
شاہ جی کے پیارے پوتوں رشتہ داروں کو سلام

چار سو پھیلی ہوئی ہیں جالیاں جو دلنشین
روضۂ اقدس کے دریچوں اور دیواروں کو سلام

خوبرو وادی میں ہے روضہ پیر مہر علی شاہ جی کا
وادیٔ اقدس کے چشموں آبشاروں کو سلام

ہو ثنا خوانِ حبیبؐ آتے ہیں اس دربار میں
اُن کی نذرانۂ عقیدت اور اشاروں کو سلام

Marfat.com

جو کلام اللہ پڑھی جاتی ہے پیر مہر علیؒ کے حضور
اشرف ہے پیش کرتا ان پیاروں کو سلام

منقبت پیر غلام محی الدین صاحب گولڑوی
المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

سوہنا پیر غُلام محیُ الدین بابُو جیؒ میرا اے
لایا وِچ گولڑے شریف دے ڈیرا اے

پنجتن پاک دی خاص نشانی ایں
ایہہ مولا علیؓ دا دل جانی ایں
دَسو ایہدے ورگا کیہڑا اے
سوہنا پیر غُلام محیُ الدین بابُو جیؒ میرا اے

سخیاں دا ایہہ پاک گھرانہ اے
نالے پاک محمدؐ نانا اے
خالی گیا نہ جیہڑا آیا اے
سوہنا پیر غُلام محیُ الدین بابُو جیؒ میرا اے

ایہہ غوث پاکؒ دا پیارا اے
پیر مہر علی شاہؒ دی اکھ دا تارا اے
اشرف پھبدا مکھ تے سہرا اے
سوہنا پیر غلام محی الدین بابُو جیؒ میرا اے

Marfat.com

کلمہ شریف

کہو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ محمدؐ پاک رسُول اللّٰہ

جھتےّ کلمہ ڈیرا لاندا اے سرائے دار ادتھوں نس جاندا اے

تینوں اللّٰہ ایہہ فرماندا اے

کہو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ

کلمہ بدلے پیا تقدیراں نوں بچّہ ویکھ زینبؓ دیاں ویراں نوں

چم گئے قضا دیاں تیراں نوں

پڑھو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ

مُحَمَّدؐ پاک رسُول اللّٰہ

ایہہ تحفہ نبیؐ دے گھر دا اے ایہہ نور دِلاں وچہ بھر دا اے

ایہہ پڑھن والا نہیں مردا اے

پڑھو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ

بناں مُرشد کلمہ پک دا نہ بناں مُرشد دے راہ لبھدا نہ

بناں مُرشد بندہ حق دا نہ

کہو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ

سنگ مُرشد فیض رُوحانی اے سنگ مُرشد قطب نُورانی اے

سنگ مُرشد عمل قرآنی اے

کہو لَا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ

سنگ پیر دا خوش نصیبی اے سنگ پیر دا دید حبیبیؐ اے

سنگ پیر دا رب قریبی اے

Marfat.com

کہو لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

بھید کلمے دا جنھے پایا اے — اوہدے اُتے نبیؐ دا سایہ اے

سانوں مرشد ایہہ فرمایا اے

پڑھو لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

گھر مولا علیؑ دا نرالا اے — کدی خالی نہ موڑن والا اے

خوش ایس گلوں حق تعالیٰ اے

پڑھو لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

ایہہ برکت بارھویں والے دی — دسی شان ہے بارھویں والے دی

ایہہ صدا ہے ہر متوالے دی

کہو لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

اشرفؔ اُچی شان لولاک دی اے — اُچی شان پنجتن پاک دی اے

اُچی شان کربلا خاک دی اے

کہو لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

محمد پاک رسول اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ٹردی وار جہانوں

ذکر زبانوں کوچ مکانوں کریں نصیب اساں نوں

محمدٌ رَّسُولُ اللّٰہ وچہ آخر وقت کلاموں

اشرفؔ ساتھی نال نبیؐ دا کلمہ جاوے ایس مقاموں

کلمے نال ہیں نہاتی دھوتی کلمے نال دیا ہی

کلمے نال جنہاں نوں ماریں کلمے نال گواہی

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

Marfat.com

منقبت شریف

میں منگتا غوثِ الاعظمؓ سرکار دا
کائی حامی نہ بدکار دا یا غوثِ اعظم دستگیر

اے وارثِ بے وارثاں	اے بادشاہِ دو جہاں
در چھوڑ کر جائیں کہاں	یا غوثِ اعظم دستگیر
در پر سوالی ہیں کھڑے	اور ہاتھ میں کاسہ لئے
مل جائے کچھ راہِ خدا	یا غوثِ اعظمؒ دستگیر
کچھ ہو عطا اب ہو عطا	بہرِ شہیدِ کربلا
بہرِ علیؓ مرتضیٰ بہرِ محمد مصطفیٰ ﷺ	یا غوثِ اعظم دست گیر

- یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ
- مشکلات بے عدد داریم ما شیئاً للہ غوثِ اعظم بیرما
ما ہمہ محتاج او حاجت روا المدد یا غوثِ اعظم سیدا
خذ یدی یا شاہِ جیلاں خذ یدی شیئاً للہ انت نور الاحمدؐ
مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر ہمتِ بازوئے تو
وقتِ امداد اے شہ بغداد
رس بہ فریاد اے شہ بغداد
- یا حضرت شاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر

Marfat.com

- یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ
- سہل نسہل یا الٰہی کل صعب بحرمت سید الابرار • امداد کن امداد کن، از رنج وغم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

Marfat.com

ربّ محفلاں سجائیاں نیں سرکار واسطے

کی کی نیئں کیتا یار نے اک یار واسطے
ربّ محفلاں سجائیاں نیں سرکار واسطے

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان
اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے

کیئاں نوں روز ہندے نے دیدار آپ نے
کئی تڑپدے نے سوہنے دے دیدار واسطے

صدقہ نبیؐ دی آلؓ دا بخشے خدا شفا
منگو دعاواں میرے جہے بیمار واسطے

رحمت اُوہدی نے لے لیا اپنی پناہ وچہ
پائے جدوں میں سوہنے دے دو چار واسطے

اللہ نے فرشاں عرشاں تے لائیاں جو رونقاں
کھیڈاں رچائیاں سوہنے دے سب پیار واسطے

سدلے مدینے والیا ہن تے اوہناں نوں کول
عرضاں جنہاں نے کیتیاں دربار واسطے

لنگھ گئی حیاتی ساڈی تے عرضاں کریندیاں
پئے تڑپدے آں سوہنے دے دیدار واسطے

گزرے نیازی زندگی سوہنے دے عشق وچہ
نعتاں میں پڑھداراں مِٹھل مَن ٹھار واسطے

✵

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام

یَا نَبی سَلامُ عَلَیک
یَا رَسُول سَلامُ عَلَیک
یَا حَبِیب سَلامُ عَلَیک
صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیک

رحمتوں کے تاج والے
دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے
عاصیوں کی لاج والے

یَا نَبی سَلامُ عَلَیک
یَا رَسُول سَلامُ عَلَیک
یَا حَبِیب سَلامُ عَلَیک
صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیک

جان کر کافی سہارا
لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا
لو سلام اب تو ہمارا

یَا نَبی سَلامُ عَلَیک
یَا رَسُول سَلامُ عَلَیک
یَا حَبِیب سَلامُ عَلَیک
صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیک

آپ کا در ہو مرا سر
سامنے ہو روئے انور
حسنین[۲] کا صدقہ کرم کر
چشم و دل کر دو منور

یَا نَبی سَلامُ عَلَیک
یَا رَسُول سَلامُ عَلَیک
یَا حَبِیب سَلامُ عَلَیک
صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیک

واسطہ آلِ عبا کا
واسطہ خیر النساء کا
اور شہیدِ کربلا کا
غم نہ ہو روزِ جزا کا

یَا نَبی سَلامُ عَلَیک
یَا رَسُول سَلامُ عَلَیک
یَا حَبِیب سَلامُ عَلَیک
صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیک

از طفیلِ غوثِ اعظم
گنج بخشِ فیضِ عالم

Marfat.com

صدقہ امام اعظم دُور ہوں سب ہی کے رنج و غم
یا نبی سلامُ علیک یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک صلوٰۃُ اللہ علیک
پوری یا رب یہ دُعا کر ہم درِ مولیٰ پہ جا کر
پہلے کچھ نعتیں سُنا کر پھر کہیں سر کو جھکا کر
یا نبی سلامُ علیک یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک صلوٰۃُ اللہ علیک

السّلام اے سبز گنبد کے مکیں
السّلام اے رحمۃً للعالمین
یا الٰہی از پئے زلفِ رسولؐ
یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول
اے خُدا کے آخری پیارے رسولؐ
یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول

آخری دُعا میں پڑھے جاتے والے چند اشعار :

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

جسے چاہا در پہ بُلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ خُدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خُدا سے جُدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے

یارسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنَا فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ　　خُذْ یَدَیْنَا سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی　　آہ میں کیسا ہی سہی ہوں تو کریما تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا　　حَرَّ الْوَبَآءِ الْحَاطِمَۃ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی　　وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ

شاہ است حسین پادشاہ است حسین
دین است حسین دیں پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دستِ یزید
حقّا کہ بنائے لَا اِلٰہ است حسین

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے　　قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَکَ　　مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علیؒ کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

خواجہ پیر مہر علی شاہ جی گولڑہ شریف وہ ہستی ہے جن کی سُنتیں قضاً ہو جائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

فرمائیں۔ مہر علیؒ آپؒ نے ہماری سُنتیں قضاء کر دی ہیں ؎

جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ
ہو میسّر دیکھنا یارانِ بزمِ گولڑہ

بگردابِ بلا افتادہ کشتی ضعیفانِ شکستہ را تُو پُشتی
بحقِ خواجہ عثمانِ ہرونی مدد کُن یا معین الدّین چشتی

الٰہی بحقِ بنیؐ فاطمہؓ کہ برقولِ ایماں کُنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامانِ آلِ رسُولؐ

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمدؐ و آلہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلم

انوارِ چشتیاں ہیں علّامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ
سرتاج عارفاں ہیں علّامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ

جنابِ ابو الحقائق گولڑہ شریف کے مظہر عالی
کہ جن کے فیض کے در سے پھرا کوئی نہیں خالی

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس ساعتِ افروز پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لواء آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریادرس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درود اروائی

اروائی درود انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بھیج ثواب اس طعام کلام وا بروح محمدؐ وت حضرت آدمؑ۔ شیثؑ اے ادریسؑ۔ نوحؑ نوں وت حضرت اسماعیلؑ اتے اسحاقؑ صالحؑ مہتر ہودؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ اتے داؤد۔ لوطؑ۔ یونسؑ ایوبؑ نالے حضرت عیسےٰؑ۔ یعقوبؑ اتے اولاد اُس دی یوسفؑ اتے جرجیسؑ۔ ذوالکفلؑ لتے یشعؑ۔ شعیبؑ اتے ادر زہریاؑ۔ عزیزؑ اتے سلیمانؑ سکندرؑ۔ خضرؑ۔ دانیالؑ اتے یارؑ۔ الیاسؑ لتے لقمانؑ اور تمامی انبیاء مخفی لتے مشہور بخش ثواب انہاں جمیاں تیرا اسم غفور آباؤ اجداد پیغمبراںؑ جہڑے مسلم ہور اولاد انہاں زوجات ہیں بخشیں ربا ثواب۔ صدیق اکبرؓ۔ عمر خطابؓ نالے ذوالنورینؓ شاہ علیؓ اتے بیٹے اس دے حضرت حسنؓ و حسینؓ ابوعبیدہؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ نالے سعدؓ۔ سعیدؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ نوں بخشیں۔ ثواب مجید۔ حضرت بی بی عائشہؓ۔ بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ۔ بی بی حفیفہؓ۔ زینبؓ بی بی سودہؓ۔ بی بی صفیہؓ۔ بی بی ماریہؓ اور کل حرم نبیؐ۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ

Marfat.com

اولاد رسول کریمؐ طیب۔ طاہرؓ۔ عبداللہؓ۔ قاسمؓ لتے ابراہیمؓ۔ حضرت بی بی رقیہؓ
بی بی ام کلثومؓ اور جمیعہ اصحابؓ نبیؐ۔ عباسؓ۔ حمزہؓ۔ دائی حلیمہؓ اور خواجہ اویس
قرنیؒ۔ تبع تابعین نالے مذہب چار ابو حنیفہؒ۔ شافعیؒ۔ حنبلؒ۔ مالکؒ یار
غوث ربانی محی الدینؒ۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور کلی اولیاء اتے شہیداں
ساریاں۔ جیہڑے اُمت دے عُلماء التفسیرؒ حدیث سارے فقہہ دے اصول
حافظ۔ فاضل۔ عالم متقی۔ حاجی۔ ملک اشرف عرض کریندا سب کریں قبول
اُستاد مُربی۔ ماں پیو۔ دادیاں دادے۔ نانیاں نانے بھی نالے بھی نالے
بھین بھراواں ساریاں۔ چاچیاں چاچے۔ مامیاں۔ مامے۔ ماسیاں
پھوپھیاں۔ ہر پیر پتر دھی جنبی۔ نبی ہور جنہاں دے حق۔ ہمسائے تے
یار آشنا اور مومن مسلم مرد۔ زن۔ آدمؑ کنوں لا۔ شاہ و گدا۔ آزاد غلام
جو موئے۔ اُنہاں روحاں تائیں۔ اس طعام کلام دا بھیج ثواب۔ تیرا اسم غفور
برکت پاک محمد مصطفےٰ۔ تیرا اسم وہاب۔

یا الٰہی جمیع پاک کلام اور جمیع اشیاء کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر
اس کا ثواب سید کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
روح مبارک کو عطا فرما۔ حضورؐ کے والدین۔ حضورؐ کی آل بیعت کو۔ حضورؐ
کی ازواج مطہرات۔ حضورؐ کے اصحابؓ کرام کو ثواب عطا فرما اور جنت البقیع
والوں کو اور جنت معلی والوں کو۔ شہداء غزوہ، بدر والوں کو اور غزوہ احد
والوں کو۔ حضرت امیر حمزہؓ۔ اور بہتر تن شہدائے کربلا والوں کو جناب حضرت
علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت امام حسنؓ وحسینؓ د مائی فاطمۃ الزہرا کو باراں امام
چودہ معصومین۔ حضرت غوث الاعظم پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر
جیلانی شہنشاہ بغدادؒ۔ حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہوؒ۔ حضرت داتا گنج بخشؒ۔ حضرت سلیمان تونسویؒ۔ حضرت پیر اشاہ غازی دمڑی والی سرکارؒ۔ حضرت شاہ لطیفؒ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ۔ حضرت پیر غلام محی الدین بابوجیؒ۔ حضرت بابا لعل شاہ قلندرؒ۔ حضرت بابا پیر محمد قاسمؒ حضرت میاں فضل الدین چشتی کلیامیؒ۔ حضرت معظم شاہ جھلیاریؒ۔ حضرت پیر فضل حسین شاہؒ۔ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی بھنگالی شریف۔ حضرت پیر سید علی اصغر شاہ بخاری۔ چن پیر بادشاہ صاحبؒ پنڈوریاں شریف والے حضرت خواجہ احمد میرویؒ۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔ جمیع اولیائے کرام کی ارواح پاک کو ثواب پہنچا۔ اور خاص کر اس مرحوم جو بھی ہو کی روح کو ثواب پہنچا۔ آمین۔

یا الٰہی جمیع مومنات و مومنین و مسلمین و مسلمات و کلمہ طیب پڑھنے والوں کو ایصالِ ثواب پہنچا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

آمین ثم آمین۔

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت قبلہ عالم سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلاسلِ فقر

Marfat.com

سلسلۂ چشتیہ منظوم

اے خداوندا! تو ذاتِ کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت زار اس بندِ محنت میں اسیر — کھول دے مشکل علی المرتضیٰؓ کے واسطے
خواجہ بصری حسنؓ کا نام لاتا ہوں شفیع — شیخ عبدالواحدؒ اہلِ بقا کے واسطے
فضل کر مجھ پر طفیلِ خواجہ ابنِ عیاضؒ — شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرتِ خواجہ حذیفہؒ کے لئے تک رحم کر — پھر ہبیرؒ البصری صاحب ہدا کے واسطے
خواجہ ممشادؒ کی خاطر میرا دل شاد کر — شیخ بو اسحاق قطبِ چشتیا کے واسطے
خواجہ ابدال احمدؒ بو محمدؒ مقتدیٰ — خواجہ بو یوسفؒ صاحب صفا کے واسطے
خواجہ مودودؒ حق اور خواجہ حاجی شریفؒ — خواجہ عثمانؒ اہلِ اقتدا کے واسطے
والیِ ہندوستاں خواجہ معین الدین حسنؒ — شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے
کام کر شیریں طفیلِ خواجہ گنج شکرؒ — اور نظام الدینؒ محبوبِ خدا کے واسطے
دل کو روشن کر طفیلِ شہ نصیر الدینؒ چراغ — اور کمال الدین کمالِ اصفیا کے واسطے
دور کر ظلمت سراجِ دین و دنیا کے طفیل — اور علم الحقؒ والدین الہدا کے واسطے
حضرتِ محمودؒ راجن سرورِ دنیا و دیں — اور جمال الدین جمن صاحب صفا کے واسطے

Marfat.com

شاہ حسنؒ اور خواجہ شیخ محمدؒ کے طفیل
حضرت یحییٰ مدنیؒ مقتدیٰ کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہ کلیم اللہؒ ولی
اور نظام الدینؒ مقبولِ خدا کے واسطے

دین و دُنیا کا وسیلہ پیرِ عالم فخرِ دیں
خواجہ نورِ محمدؒ رہنما کے واسطے

حضرتِ خواجہ سُلیمانؒ دو جہاں کے دستگیر
قبلہ حاجات کعبہ مدعا کے واسطے

کر کرم مجھ پر طفیلِ خواجہ عالی جناب
شیخ شمس الدینؒ شمسِ چشتیا کے واسطے

صاحب صدق و صفا عالی مراتب بے ریا
خواجہ شاہ مہر علی نورالوریٰ کے واسطے

میرِ بزمِ عاشقاں ہم شہسوار راہِ حق
شاہ غلام محی دیں دُرِ صفا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا
واسطے پیرانِ شجرہ چشتیا کے واسطے

◎

چو نورِ فخرِ رسالت بشاہ سُلیمانؒ تافت
ز نورِ شمسِ سُلیمانؒ بتافت مہرِ علیؒ

Marfat.com
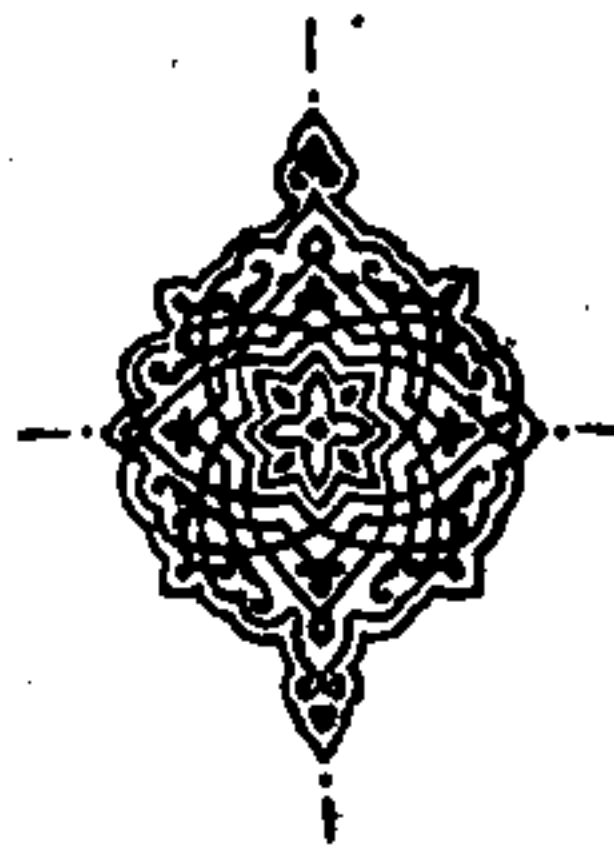
سلسلۂ قادریہ جدّیہ منظوم

(حضورِ قبلۂ عالم)

اَے خُداوندا! تُو ذاتِ کبریا کے واسطے
فضل کر مجھ پر محمّدؐ مُصطفیٰ کے واسطے

مَیں ہوا ہُوں سخت عاجز بندِ غفلت میں اسیر
کھول دے مشکل علی المرتضیٰؓ کے واسطے

خواجہ بصری حسنؓ کا نام لاتا ہُوں شفیع
خواجہ حبیبِ عجمیؒ اہلِ حیا کے واسطے

کر کرم مجھ پر طفیلِ خواجہ داؤدؒ طی
خواجہ معرُوف کرخیؒ بادشاہ کے واسطے

حضرتِ شہ سرّی سقطیؒ کے لِئے ٹک رحم کر
شاہ بغدادی جنیدِؒ اتقیا کے واسطے

شاہ شبلیؒ کے طفیل اَب دِل کو میرے شاد کر
اَور عبدالواحد تمیمیؒ صاحبِ رضا کے واسطے

عبدالعزیزِ یمنیؒ کی خاطر ہو مجھ پر مہرباں
شاہ علاؤالدّین طرطوسیؒ صفا کے واسطے

از طفیلِ حسن خرقانیؒ کہ وُہ ہے مقتدا
شاہ مخزومیؒ مُبارک اقدسی کے واسطے

حضرتِ شاہ غوثِ اعظمؓ دستگیرِ بیکساں
واصلانِ دین عارف پیشوا کے واسطے

حضرتِ عبدالرزّاق کو بُود شاہِ اولیا
شاہ نُورالدّینؒ صاحب پارسا کے واسطے

حضرتِ شاہ احیاؒ کا جان و دِل سے ہُوں غلام
شاہ بہاؤالدّینؒ مُوسیٰ جی عطا کے واسطے

شاہ فرخ شاہؒ شاقوتی کہ ہے وُہ پیشوا
احمدِ قدّوسؒ شاہِ اولیا کے واسطے

شاہ مولانا مُحمّدؒ مغربی کا فیضِ عام
شاہ عبدالحقؒ مغرب پُرہُدیٰ کے واسطے

شاہ عبّاسؒ الیاسِ مغربی شُد جرم پوش
میراں شاہ قادر قمیصِؒ باسخا کے واسطے

شاہ عبداللہ کی شفقت ہر کسی پر عام ہے
حضرت میراں مقارب رہنما کے واسطے

سیّد شاہ فاضل قلندر عارف و صاحب کرم — سیّد عبدالقادر ثانی ضیاء کے واسطے

شاہ مظفر مہرباں رہبر غریب و بیکساں — ساقی و ملاح کشتی باں عصا کے واسطے

حضرت شاہ سبز پانی پتی کا ہے فیض سب — فضل کر شاہ لعل والی خوش لقا کے واسطے

سیّد شاہ سرمست حضرت صاحب عز و شرف — گوہر شاہ یار محمد بے بہا کے واسطے

پیر عابد شاہ حضرت چشمہ آبِ حیات — حضرت سید رسول بن مرتضٰی کے واسطے

صاحب عز و شرف مسکین شاہ کا فیض عام — اور فضل الدین ہادی رہنما کے واسطے

قمری باغ شریعت پیر سیّد فضل دین — طوطیٔ باغ طریقت پیر ہدیٰ کے واسطے

نورِ عظمت گنج وحدت رہبر راہِ حقیق — خواجہ پیر مہر علی شاہ بادشاہ کے واسطے

میرِ بزمِ عاشقاں ہم شہسوار راہِ عشق — شاہ غلام محی الدین درِ صفا کے واسطے

ڈوبا جاتا ہوں خدایا ہاتھ میرا تھام لے — خاطر اس پیر کامل رہنما کے واسطے

نفس شیطان سے پناہ دے تا حفیظ الحافظین — واسطے پیران شجرہ قادریہ کے واسطے

گر ہمے خواہی بعقبیٰ اے برادر سروری

باش در دُنیا محبِّ خاندانِ قادری

Marfat.com

اسباقِ چشتیہ عالیہ نوری

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

★

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

Marfat.com

اسباقِ چشتیہ عالیہ غوثیہ معینیہ صابریہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰۤی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

✵

(ذکر چہار ضربی)

○ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ○ اِلَّا اللّٰہُ ○ اَللّٰہُ اَللّٰہُ ○ اَللّٰہُ ○ هُوَ ○

○ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) ○

Marfat.com

اسباق چشتیہ عالیہ نوری

۱۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ بعد صد بار یکدفعہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

۲۔ اِلَّا اللّٰہ۔ بعد صد بار یکدفعہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

۳۔ اللّٰہ۔ بعد صد بار جَلَّ جَلَالُہٗ

۴۔ ھُوْ بعد صد بار۔ اَللّٰہ موجود مَوْجُوْدِ اَللّٰہ

۵۔ اَللّٰہ ھُوْ اللّٰہ۔ جَلَّ جَلَالُہٗ اَللّٰہ ۵

۶۔ یَا ھُوْ یَا مَنْ ھُوْ اَللّٰہ ھُوْ

۷۔ حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ مَا فِیْ قَلْبِیْ
غَیْرُ اللّٰہ لَا مَقْصُوْدِیْ اِلَّا اللّٰہ نُوْرِ
مُحَمَّدٌ صَلَّ اللّٰہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

۸۔ یَا ھَادِیْ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

۹- یَا مَحْبُوْبُ یَا مَطْلُوْبُ یَا مَقْصُوْدُ یَا اَللّٰہ

۱۰- یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

۱۱- یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

۱۲- سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ ؕ

۱۳- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

۱۴ اَللّٰہُ ھُوَ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا حَکِیْمُ یَا جَبَّارُ یَا غَفَّارُ یَا سَتَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ رَحِیْمٌ ؕ تہ رحم کریں اُکے یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ ھَادِیَہٗ ھدایت کریں اُکے یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ۔

۔اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ ھَادِیْ اِلَّا ھُوَ

Marfat.com

ختم مبارک جمیع خواجگان

اوّل فاتحہ شریف سات بار

صد بار درُود شریف

۷۹ بار سُورَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ

ایک ہزار بار سُورَۃُ اَخْلَاص۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ

اَحَدٌ ۝ مع بِسْمِ اللّٰہِ ۝

سات بار فاتحہ شریف۔

صد بار درُود شریف

یہ امداد ہے

سیّد محمّد کریم درویش عبدال محمد کے حق میں دُعا کریں۔

قادری گل احمد

Marfat.com

ختم مبارک موسوم

یہ حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربّانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ دامت فیوضاتہم آمین یا ربّ العٰلمین برحمتک یا ارحم الرّاحمین۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ؕ

کیفیّت ختم مبارک

اوّل فاتحہ شریف ہفت بار بعدہٗ درود شریف صد بار۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ

Marfat.com

نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

ایک ۱۰۰ بار۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ ۱۰۰ صد بار
بعدہٗ یکدفعہ۔ وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی
غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ نَصْرٌ
مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

الرّٰحمین زائد۔

بعدہٗ ہفت بار فاتحہ شریف۔ ۱۰۰ صد بار درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ
وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

Marfat.com

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ یَااللّٰہُ یَاھُوَ یَامَنْ
ھُوْ یَااللّٰہُ ھُوْ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔
یَاسَمِیْعُ عَلِیْمُ۔ یَامَحْبُوْبُ یَامَطْلُوْبُ
یَامَقْصُوْدُ یَا اللّٰہُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْ م۔
یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِکَ یَا
رَحْمَانُ۔ یَاوَدُوْدُ۔ یَابُدُّوْحُ۔
سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ الرَّبِّ الرَّحِیْمِ۔
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ۔

یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ یَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ۔
یَاشَافِیَ الْمَرْضٰی۔ یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضِ
یَاشَافِیَ السَّقِیْمِ۔ یَاخَیْرُ النَّاصِرِیْنَ۔
یَاکَافِیَ الْمُھِمَّاتِ۔ یَامُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ۔
یَامُنْجِیْ مِنَ الْاٰفَاتِ۔ یَارَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ۔
یَامُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ۔ یَامُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ۔

Marfat.com

يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ - يَا اَحَلَّ الْمُشْكِلَاتِ -
يَا نَافِعُ - يَا مُفْلِحُ - يَا مُخْلِصُ -
يَا وَارِثُ - يَا بَاسِطُ - يَا غَنِیُّ - يَا مُغْنِیُ - يَا فَتَّاحُ
يَا حَافِظُ يَا حَفِيْظُ - يَا عَالِمُ
يَا عَلِيْمُ - يَا نَاصِرُ - يَا نَصِيْرُ -
يَا فَتَّاحُ - يَا عَزِيْزُ - يَا مُعِزُّ - يَا سَلَامُ
اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
آمِين يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ آمِين آمِين

اِلٰهِی بِحُرْمَتِ هٰؤُلَاءِ الْکِرَام
طَهِّرْ قُلُوْبَنَا عَنْ غَيْرِكَ
وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ
اَبَدًا يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ ۝

Marfat.com

وظائف روزمرہ بعد نماز صبح

ایک ۱۰۱ سو ایک مرتبہ

بروز جمعہ ———— لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

بروز ہفتہ خیابی ———— یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ

بروز اتوار ———— یَا وَاحِدُ یَا اَحَد

بروز پیر گل ———— یَا صَمَدُ یَا فَرْدُ

بروز منگل ———— یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بروز بدھ ———— یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ

بروز جمعرات زیارت ———— یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

بروز جمعہ ———— لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

♥

Marfat.com

اللہ کے ذکر کی برکات

فرمایا: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس حلال جانور کے متعلق جو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔ (پ ۸۔ انعام)

اور نہ کھاؤ وہ (جانور) جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ بے شک یہ حکم عدولی ہے۔

کیوں نہ کھاؤ، اس لئے کہ وہ مُردار ہے۔ تو جس بندے اور انسان پر کسی کامل پیر کی توجہ اور تلقین ذکر کی تکبیر نہ چلی ہو وہ بندہ بھی مُردار ہے، اور نفس و شیطان پر تکبیر چلانا، یعنی ان کو ختم کرنا پیر کامل کا کام ہے۔ جب تک کامل پیر انسان کے سینے کے اندر دل میں اللہ ھُوْ کی تکبیر نہ چلائے تب تک سینہ اور دل پاک نہیں ہوتا۔ لاکھ علم پڑھے، نمازیں پڑھے، جب تک کامل پیر اسمِ ذات کا تجلّی نہ ڈالے اس وقت تک وصال خدا نہیں پا سکتا۔

مقربین حق کا مقام

فرمایا: قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ (پ ۲۶۔ ق)

ہم بندہ کے اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے قریب ہوتا ہے اور ذاتِ کبریا کا تجلّی ان کے دلوں میں ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو جس کے وجود میں خداوند کریم کا تجلّی اتنا قریب ہو تو کیا وہ شرک و کفر کر سکتے ہیں اور ذاتِ کبریا کا انکار کر سکتے ہیں، اس کی نافرمانی و حکم عدولی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کر سکتے اس لئے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے نبیوں، پیغمبروں اور ولیوں پر اعتراض کرتے ہیں ان کے وجود میں شیطان کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، ان کے دلوں میں شیطانی وسوسہ ہوتا ہے، اس واسطے وہ اللہ کے مقبولوں پر اعتراض اور ان کے کمال کا انکار کرتے ہیں۔ اور شیطان خدا کی طرف سے لعنتی ہے، تو جو شخص ہم نشین ابلیس کا ہو جائے وہ بھی صاحبِ لعنت ہے، کیونکہ وہ لعنتی کا ساتھی ہے۔ درحقیقت جس کے وجود میں ابلیس نے گھر بنایا ہوا ہے اور خیالاتِ باطلہ، خواہشاتِ باطلہ، حرص و حسد، تکبّر و خودی سے اس کا سینہ بھرا ہوا ہو وہ کبھی بھی خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور نہ ہی ابلیس و شیطان اسے رجوع کرنے دیتا ہے جب تک وسیلۂ انبیاء اور اولیاء اللہ پر یقین نہ کرے اور ان کا وسیلہ اختیار نہ کرے۔

ختم شریف چشتیہ نظامیہ

۱:۔ درود شریف ۳۶۰ مرتبہ

۲:۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۳۶۰ مرتبہ

۳:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ
لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ
الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ ؕ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ اِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ
وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۠ ۳۶۰ مرتبہ

۴:۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ الخ ۳۶۰ مرتبہ

۵:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِاِیْلٰفِ
قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ
الصَّیْفِ ۚ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا
الْبَیْتِ ۙ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ
وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۠ ۳۶۰ مرتبہ

Marfat.com

۶:۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات ۳۶۰ مرتبہ

۷:۔ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّات ۳۶۰ مرتبہ

۸:۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَات ۳۶۰ مرتبہ

۹:۔ یَا شَافِعَ الْاَمْرَاض ۳۶۰ مرتبہ

۱۰:۔ یَا کَافِیَ الْمُهِمَّات ۳۶۰ مرتبہ

۱۱:۔ یَا حَفِیْظُ یَا سَلَام ۳۶۰ مرتبہ

۱۲:۔ سُورۃ جمعہ ایک مرتبہ

۱۳:۔ دُرود شریف ۳۶۰ مرتبہ

دُرود شریف ہزارہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحٰبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

یہ ختم خواجگان قرب الٰہی، اطمینان قلبی حصول نسبت اور حل مشکلات کے اکسیر و مجرب ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ تعالیٰ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

ذرا تو خیال کریں یہاں عالیشان مکان ہیں اور وہاں قبر کا گڑھا۔
یہاں مزے دار کھانے اور وہاں کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسشِ نماز بود

یَا بَشِیْرُ یَا نَذِیْرُ

ہر انسان نے مرنا ہے عزیز و اقارب رو دھو کر قبر میں اُتار آئیں گے اور پھر آہستہ آہستہ بھول جائیں گے حتیٰ کہ نام لینے والا بھی کوئی نہ رہے گا۔ یقیناً وہ مومن ہوئے سرفراز کریں جو نمازوں میں عجز و نیاز۔

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

ترجمہ :۔ جس کا دِل عشق الٰہی سے زندہ ہو گیا، وہ کبھی نہ مریگا یہ ہماری دائمی کتاب عالم (لوح محفوظ و قرآن) میں لِکھا گیا ہے۔

خُدارا :۔ چند لمحے اپنی آنکھوں کو بند کر کے اپنے اُن عزیز و اقارب کا تصوّر کریں، جو اللہ پاک کو پیارے ہو گئے۔ ان کی صورتوں اور عادات پر نظر دوڑائیں۔ کیسی کیسی صورتیں اللہ پاک کو پیاری ہو گئیں۔ موت آئے گی اور ہر شے نے

Marfat.com

موت کا مزہ چکھنا ہے۔ قبر کی تنہائی، تاریکی اور وحشت کو سامنے لائیں۔ جہاں صرف نیک اعمال کام آئیں گے۔

؎ وہاں تو پائے عزت ایسا سامان پیدا کر
پشیماں ہو گذشتہ غفلتوں سے اب سویا کر

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دِل کو عشق الٰہی سے زندہ کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں۔ عجز و نیاز سے دل کو روشن کریں۔ قبر میں دنیاوی امارت اور شان و شوکت کام نہ آئے گی۔ وہاں سکون چاہتے ہیں تو نماز قائم کریں اور بُرے کاموں سے بچیں۔ اللہ کی یاد میں دِل کو لگائیں۔

؎ جادۂ راہِ خدا غیر از فنا ملتا نہیں
ہے خودی جب تک کہ انساں میں خدا ملتا نہیں
دے جو دنیا ہے فقیروں کو کہ ہے فرصت ابھی
ڈھونڈتا ہے گور میں قاروں گدا ملتا نہیں

کلمہ شریف، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ قیامت کے دِن ان کے متعلق پوچھ ہو گی۔ اللہ پاک کی جانب دِل سے رجوع کریں۔ دُنیا کے کام بھی بخیر ہوں گے۔ آخرت بھی سنور جائے گی۔

یاد رکھو!

کوئی چیز بھی موت سے نہیں بچا سکتی۔

Marfat.com

اللہ پاک کی رضا کے لیئے ختم گیارہویں شریف ہر چاند کی گیارہ تاریخ کو دربار عالیہ غوثیہ چشتیہ ہوتا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ عرس مبارک حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ہر سال دربار گولڑہ شریف میں ہوتا ہے۔ اور دور دور سے زائرین تشریف لاتے ہیں۔

حدیث شریف :۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ یعنے مرنے سے پہلے پہلے دھندوں عیش و عشرت و گناہوں وغیرہ کو چھوڑ دو۔ اس طرح آپ کو ابدی زندگی ملے گی۔ جسے موت نہیں آتی۔

رات کو لیٹتے وقت آنکھیں بند کر کے یہ تصوّر کریں کہ میں قبر میں لیٹا ہوا ہوں۔

سونے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے شاید یہ تیری آخری رات ہو۔

تعجب ہے

تجھے خدا سے محبّت نہیں تعجب ہے — تجھے رسولؐ سے اُلفت نہیں تعجب ہے

کلام پاک سے رغبت نہیں تعجب ہے — تجھے مذاقِ تلاوت نہیں تعجب ہے

تجھے خیال قیامت نہیں تعجب ہے — تجھے عذاب سے دہشت نہیں تعجب ہے

تجھے نجات کی حسرت نہیں تعجب ہے — تجھے نماز کی فرصت نہیں تعجب ہے

عجب نہیں کہ لعینوں میں نام ہو تیرا — عجیب نہیں کہ جہنم مقام ہو تیرا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو النقیب ھو الحسن ۷۸۶ ھو الغایت ھو الرضا
ھو الحیّ القیوم ھا المزی لا یموت
جنابِ غوث الاعظم شاہ جیلانیؒ
بود ایں خانہ را دائم نگہبان
یا فاطمہ یا اللہ ۷۸۶ یا محمدؐ یا علیؓ

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

یا حسینؓ یا شاہ ابوالعلا کر بھلا یا حسنؓ
الٰہی خیر گردانی باحق شاہ جیلانیؒ

دھن دھن بی بی آمنہ جس احمد سا جایا
جا و با گھر اپنے اچھے سرورِ عالم آیا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ن	حمعسق	الٓمٓ
یٰسٓ	حٰمٓ	الٓمٓصٓ
اٰمِیْنَ	قٓ	كٓهٰیٰعٓصٓ

رزق کی فراخی کے لئے

اس نقش کو دکان یا مکان میں لٹکانا باعثِ برکت ہے۔ اور صبح زیارت کرنا بھی مفید ہے۔

جادو کاٹنے کے لئے

اوّل و آخر تین دفعہ درود شریف پڑھیں۔ پھر ان حروف مقطعات کو گیارہ مرتبہ تلاوت کر کے ہاتھوں پر پھونک کر سارے جسم پر پھیر لیں۔ ہر قسم کا جادو کاٹنے کے لئے اکسیر ہے۔

Marfat.com

نادِ علی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ

ندا کر علی (علیہ السلام) کو جو عجائب کے مظہر ہیں،

تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ

تو اُن کو تمام مصائب میں مددگار پائے گا

كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِنُبُوَّتِكَ

ہر فکر اور غم آپ کی نبوت سے دور ہو جائے گا

يَا مُحَمَّدُ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

اے محمد! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور آپ کی ولایت سے یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ!

Marfat.com

تواریخ اعراسِ مشائخ عظام

محرم:- عمر[1] بن الخطاب معروف[2] کرخی بابا فرید[5] الدین مسعود گنج شکر شہدائے کربلا حسن[14] البصری ممشاد[14] دینوری حضرت امام[16] زین العابدین ۔

صفر:- خواجہ سلیمان[6] تونسوی خواجہ محمود[22] راجن خواجہ شمس[24] الدین علم[26] الدین ۔ عبدالواحد[27] زید ۔ شیخ[28] مدنی حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی[29] شاہ گولڑوی

ربیع الاوّل:- رسول اللہ[12] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔ امام عسکری[2] امام محمد ۔ قطب[14] الدین بختیار کاکی ۔ کلیم اللہ جہاں[14] آبادی فضیل[23] بن عیاض ۔ حضرت شیخ[29] محمد

ربیع الثانی:- پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی سیدنا[11] شیخ عبدالقادر جیلانی ابی اسحٰق[14] شامی ۔ نظام[18] الدین اولیاء ۔ ناصر[26] الدین

جمادی الاوّل:- امام[13] محمد نقی ۔ سراج[21] الدین ۔ حضرت ابراہیم[26] بن ادھم

Marfat.com

جمادی الثانی:- حضرت سیدنا غلام محی الدین[2] بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ — ابی احمد[1] چشتی رضی اللہ عنہ — ابی محمد[1] چشتی رضی اللہ عنہ — مولانا روم[5] رحمۃ اللہ علیہ - امام محمد تقی - ابوبکر صدیق - حضرت فخرالدین

رجب:- مودود[1] چشتی رحمۃ اللہ علیہ — امام موسیٰ کاظم[2] رحمۃ اللہ علیہ — خواجہ معین الدین[6] چشتی رحمۃ اللہ علیہ — حاجی شریف[13] زندنی — امام جعفر[15] صادق رضی اللہ عنہ — امام اعظم[15] رحمۃ اللہ علیہ — پیر نذرالدین[22] گولڑہ شریف

شعبان:-

رمضان:- فاطمۃ الزہرا[3] رضی اللہ عنہا - نصیرالدین[18] چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ - علی[21] رضی اللہ عنہ

شوال:- سدیدالدین[5] حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ — امیر خسرو[17] رحمۃ اللہ علیہ

ذی قعدہ:- امام حسن[5] رضی اللہ عنہ — نظام الدین[12] اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ — کمال الدین[27] رحمۃ اللہ علیہ - حسن محمد[28] رحمۃ اللہ علیہ

ذالحجہ:- خواجہ نور محمد[2] رحمۃ اللہ علیہ - عثمان ذوالنورین[12] - خواجہ جمال الدین[20] جمن رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نعت شریف

معراج کی رتیاں دھوم یہ تھی اک راج دُلارا آوت ہے
لولاک کا سہرا سر سوہوت وہ احمد پیارا آوت ہے
مازاغ کا کجلا نین بھرے والشمس کا بٹنا مکھ پہ ملے
ہے میم کا گھونگٹ چہرے تلے وہ رب کا سنوارا آوت ہے
یٰسٓ کی چمک ہے دانتن میں طٰہٰ کا کرشمہ نینن میں
والفجر کا جلوہ گالن میں وہ عرش کا تارا آوت ہے
حوروں نے کہا جب بسم اللہ غلماں نے پکارا الا اللہ
خود رب نے کہا ماشاءاللہ محبوب ہمارا آوت ہے
جبرائیلؑ آمین یہ کہتے چلے اے عرشیوں تمہارے بھاگ جاگے
تعظیم کو سب ہو جاؤ کھڑے سردار تمہارا آوت ہے
دھرتی سے اٹھا آکاش چڑھا ممتاز یہ غل تھا چاروں طرف
چلے حق سے ملنے کو صلِّ علیٰ وہ احمدؐ پیارا آوت ہے

ع

باغ جنت میں محمدؐ مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے گریں گے ہم اٹھاتے جائیں گے

Marfat.com

کس وقت کیا کہیے

- کوئی کام شروع کیجیے تو — بسم اللہ — کہیے
- اللہ تعالیٰ کے نام پر دیجیے تو — فی سبیل اللہ — کہیے
- اچھی خبر سنیئے تو — سُبحان اللہ — کہیے
- آپ کو چھینک آئے تو — اَلحمدُ للہ — کہیے
- کسی کو چھینک آئے تو — یرحمک اللہ — کہیے
- کچھ ارادہ کیجیے تو — انشاء اللہ — کہیے
- کسی کو تکلیف میں دیکھیے تو — یا اللہ — کہیے
- کسی کو رخصت کیجیے تو — فی امان اللہ — کہیے
- سو کر اُٹھیئے تو — لا الٰہ الا اللہ — کہیے
- ناگوار باتوں پر — نعوذ باللہ — کہیے
- خوشگوار باتوں پر — تبارک اللہ — کہیے
- غلط کاموں پر — اَستغفر اللہ — کہیے
- مدد کے لیئے — یا اللہ — کہیے
- کسی کی تعریف کے لیئے — ماشاء اللہ — کہیے
- کسی کا شکریہ ادا کیجیے تو — جزاک اللہ — کہیے
- اور مرنے کی خبر پہنچے تو — اِنّا لِلّٰہ — کہیے

طالبِ دعا : ملک محمد اشرف نقشبندی

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی اولاد و احفاد کا نقشہ شجرہ نسب حسب ذیل ہے

- حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ
  - حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب عرف سیدنا بابوجیؒ
    - سید غلام معین الدین شاہ صاحب
      - سید غلام نصیر الدین شاہ
        - سید غلام نظام الدین شاہ
        - سید غلام نجم الدین شاہ
        - سید غلام شمس الدین شاہ
      - سید غلام جلال الدین شاہ
        - سید مہر محی الدین شاہ
      - سید غلام حسام الدین شاہ
        - سید مہر حماد الدین شاہ
        - سید مہر فواد الدین شاہ
    - سید شاہ عبد الحق شاہ صاحب
      - سید غلام معین الحق شاہ
        - سید مہر فرید الحق شاہ
        - سید مہر مسعود الحق شاہ
        - سید مہر جواد الحق شاہ
      - سید غلام قطب الحق شاہ
        - سید علی جنید الحق شاہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com